(۷۸۶)

عنک ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ

مخزنِ اسرارِ حقیقت

(یعنی)

مختصر حالات و ملفوظات حضرت شاہ کمال اللہ حیدر آبادی

(بندہ نوازی)

وخلفائے حضرت ممدوح الشان

مرتبہ

ابو رضا محمد سخاوت مرزا قادری

بی۔ اے، ال ال۔ بی (عثمانیہ)

تالیف ۱۳۷۵ھ

ناشر

دکن دار الاشاعت، کلیٹن روڈ کراچی نمبر ۵

اشاعت اول ۳۰۰ قیمت Rs 2-50

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالات وملفوظات

قدوۃ المحققین حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی
المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحب قدس سرہٗ

وخلفائے حضرت ممدوح

مُرتبۂ

ابو رضا محمد سخاوت مرزا قادری

(بی-اے، ال ال، بی - عثمانیہ)

(تالیف ۱۳۷۵/۱۳۸۴ ہجری)

(ناشر)

دکن دارالاشاعت، کلیٹن روڈ. کراچی ۵

(ایجوکیشنل پریس کراچی)

Marfat.com

12834

فہرست مضامین

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۴
	دیباچہ	۵
۱	باب اول: نام، لقب اور وطن	۹
۲	والد ماجد کی تمنا۔ تعلیم و تربیت	"
۳	علم باطنی۔ تلاش پیر کامل	۱۲
۴	آپ کے دادا پیر رح	۱۳
۵	مرشدِ طریقت	۱۳
۶	حضرت شاہ جی سے ملاقات	۱۴
۷	خلافتِ باطنی	۱۵
۸	سلسلۂ طریقت و خلافت	۱۷
۹	رشد و ہدایت اور تعلیم قال صحیح	۱۹
۱۰	حضرت شاہ صاحب کا مسلک	۲۵
۱۱	اخلاق و عادات	۲۶
۱۲	حلیۂ مبارک۔ لباس	۲۸
۱۳	شہر حیدرآباد میں قیام	۲۹
۱۴	معاصرینِ اولیاء اللہ، سیر و سیاحت و حج بیت اللہ	۳۱
۱۵	مکتوب بنام مولانا سید عبدالحق شاہ میرٹھی رح	۳۳
۱۶	حج بیت اللہ شریف	۳۴
۱۷	سخن سنجی و سخن فہمی	۳۴
۱۸	رفاہ عام کے کام	۴۱

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۱۹	وصال	۴۲
۲۰	ازدواج	۴۴
۲۱	خلفاء	۴۵
۲۲	خاص مریدین و معتقدین	۴۶
۲۳	تعلیمات: دقائق، حقائق، معارف	۴۷
۲۴	اصول تجرد، امثال، کمال توحید	"
۲۵	برادرانِ طریقت	۴۸
	باب دوم: حالات خلفاء حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ	۴۸
۲۶	(۱) مولانا سید حسین المشہور بہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۵۰
۲۷	(۲) حضرت شاہ محمد حسین المعروف بہ ناظم صاحب قدس سرہٗ	۵۰
۲۸	تصنیفات و اقوال	۵۲
۲۹	تعلیمات حضرت شاہ محمد حسین رح	۵۵
۳۰	حضرت میر احمد حسین المعروف بہ شاہ بابیین قدس سرہٗ	۵۷
۳۱	معاصرین "	۵۸
۳۲	وفات "	۵۸
۳۳	مرثیہ: عقیدت کے چند آنسو (از مولانا عزیز احمد)	۵۹
۳۴	نقوش کامل الموسوم بہ یاد بابیین رح (از بشیر النساء)	۶۱

Marfat.com

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۳۵	تصنیفات حضرت شاہ بالیمین	۶۲
۳۶	بعض ویدانتی اصطلاحات کی توضیح	۶۴
۳۷	اولاد	۶۵
۳۸	مکتوبات موسومہ مؤلف ہذا	۶۵
۳۹	حضرت شاہ بالیمین کے متعلق ایک جرمن لیڈی کے تاثرات	۶۶
۴۰	۴ مولٰنا سید شاہ عبید اللہ حسینی کڑاپوی قدس سرہٗ	۶۷
۴۱	۵ علامہ حکیم سید برکات احمد ٹونکی	
۴۲	رحمۃ اللہ علیہ	۶۸
۴۲	آپ کے مشہور تلامذہ	۷۱
۴۳	تصانیف	۷۲
۴۴	۶ حضرت غوثی شاہ قدس سرہٗ	۷۴
۴۵	تصانیف	۷۵
۴۶	حضرت مولانا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	۷۵
۴۷	خاص مریدین حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ	۷۶
۴۸	۱ مولوی عبد الغفار خاںؒ	〃
۴۹	۲ مولوی بدر جہاں ۳ سخاوت مرزا	۷۷
۵۰	خاص معتقدین: خادم حسین سیا دی مرحوم وغیرہ	۸۰
۵۱	بعض ملفوظات حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ	۸۰
۵۲	آپ کا دن رات کا مشغلہ اور تعلیم عرفان	۹۷
۵۳	باب سوم: دیگر خلفائے سلسلہ کمال اللہی	۱۰۰
۵۴	مولانا میر شبیر علی صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی	〃

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۵۵	خلفائے مولانا محمد حسین ناظم قدس سرہٗ	۱۰۰
۵۶	۱ مولانا محمد الیاس برنی فاروقیؒ	۱۰۱
۵۷	۲ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ	۱۰۴
۵۸	اخلاق و عادات اور مبلغ علم	۱۰۵
۵۹	۳ ڈاکٹر میر ولی الدین (حیدرآبادی)	۱۰۶
۶۰	۴ مولانا حاجی جمیل الدینؒ	۱۰۷
۶۱	۵ مولوی میر چراغ علی ایڈوکیٹ	۱۰۷
۶۲	۶ مولوی محبوب حسین، محبوب	۱۰۸
۶۳	۷ مولانا شاہ سید حسن قادریؒ	۱۰۹
	خلفاء حضرت شاہ بالیمینؒ	
۶۴	سید شاہ علی رضا قلندرؒ	۱۰۹
۶۵	مولانا سید مطیع الرسول صاحب	۱۰۹
۶۶	مریدین و معتقدین حضرت شاہ بالیمینؒ مولوی عزیز احمد، مولوی ڈاکٹر عبد الرحمٰن اسرار اللہ شاہ وغیرہم	۱۱۰
۶۷	خاص مریدین: مرزا نظام شاہ لبیبؒ	۱۱۱
۶۸	بشیر النساء، بشیر حیدرآبادی	۱۱۵
۶۹	شجرۂ چشتیہ بندہ نوازیہ مصنفۂ شاہ کمال شمع خاندان چشتؒ	۱۱۷
۷۰	شجرۂ قادریہ کمالیہ مصنفۂ حضرت شاہ کمال مذکور	۱۱۹
۷۱	کتابیات	۱۲۲

Marfat.com

پیش لفظ

مولوی سخاوت مرزا صاحب بی۔ اے، ال، ال، بی مؤلف "حیاتِ حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادیؒ" محتاجِ تعارف نہیں۔ حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادیؒ المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کے ایک خاص سلسلہ بیجاپوری، حضرت میراں جی شمس العشاق قدس سرہٗ سے نسبت رکھتے تھے۔ آپکا طریقۂ تعلیم خاص اہمیت کا حامل ہے۔ آپکا سلسلۂ خلافت کرنپہ مدراس کے مشہور بزرگ حضرت سید محمد شاہ میر بخاریؒ اور اُن کے خلیفہ سید شاہ کمال الدین بخاری صاحب دیوان مخزن العرفان تک پہنچتا ہے۔ حضرت میراں جی شمس العشاق کے سلسلے کے ایک اور بزرگ شیخ عبدالحق مخدوم ساویؒ اور اقطاب ویلوری (مدراس) اس سلسلہ کی ایک شاخ ہے۔ حضرت مخدوم ساویؒ نے جاوا، سماترا، دہلی، لاہور وغیرہ کی سیاحت فرمائی۔ اور مدعیانِ تصوف سے بڑے معرکے رہے۔ غرض اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے تذکرے بہت سے لکھے گئے ہیں، مثلاً "خزینۃ الاصفیا، غلام سرور لاہوری، تحقیقات چشتی، تذکرۂ اولیاء دکن مؤلفہ عبدالجبار خاں ملکاپوری وغیرہ جو زیادہ تر خوش اعتقادی پر مبنی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ سوانحات اور تذکروں میں اولیاء اللہ کی شخصیت اُن کے تبلیغی کارناموں، اور اُن کی سیرت و اخلاق پر زیادہ زور دینا چاہیئے۔ صوفیائے کرام کی انفرادیت کا بھی جدید تذکروں میں بطور خاص التزام ہونا چاہیئے۔ اور قرآن و حدیث، فلسفہ اور نفسیات کی روشنی میں ان کی تعلیمات اُجاگر ہو کر سامنے آنے لگے، تصوف دراصل رہبانیت نہیں، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کا نام ہے۔ مسائل وجودیہ پر صوفیاء نے بہت توجہ فرمائی ہے۔ سوانح نگار کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ممدوح کا نقطۂ نظر اس باب میں واضح کرے اور اُن کے ارشادات کو قلمبند کرے۔

سخاوت مرزا صاحب نے اس تصنیف میں ان تمام اُمور کا لحاظ رکھکر حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ کے حالات، بیانات، اور تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں حضرت موصوف کے خلفاء، اور معتقدین خاص مثلاً علامہ مولانا برکات احمد ٹونکی، مناظر احسن گیلانی وغیرہ کے حالات بھی شامل کر دیئے ہیں۔ قبل ازیں مصنف ہذا کی تصانیف تذکرۂ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور مثنوی من لگن مصنفۂ شیخ محمود بحری مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

ڈاکٹر یٰسین زبیری
جنرل سکریٹری عرب کلچرل ایسوسی ایشن کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبحَانَ اللہِ بِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللہِ العَظِیم

دیباچہ

حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحبؒ قدس سرہٗ سلسلۂ حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز قدس سرہٗ کے ایک فرد فرید تھے۔ حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہٗ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے خاک دکن کے ذروں کو اپنی روحانیت کی ضیا پاشیوں سے منور کر دیا۔ حضرت ممدوح کثیر التصانیف تھے۔ آپ نے بعض بلند پایہ معیاری کتب تصوف کی شرحیں بھی فرمائیں: شرح تمہیدات ہمدانی، شرح عوارف المعارف، جواہر العشاق شرح رسالہ غوث الاعظمؒ، شرح رسالہ قشیری، حظائر القدس اور مکتوبات وغیرہ آپ کے تبحر علمی اور علو ذروحانیت پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت سید محمد گیسودراز قدس سرہٗ کا اصل اصول صحیح تعلیم تصوف تھا۔ جس کو دکن کے صوفیا قال صحیح سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ آپ کا بڑا کارنامہ اور زبردست فیضان ہے، جو حقیقی تصوف اسلامی کی جان ہے۔ خصوصاً آپ کے خلیفہ حضرت جمال الدین مغربیؒ کا فیض اب بھی زور و شور سے جاری ہے۔ آپ بڑے علامہ اور محقق صوفی تھے آپ نے علم و عرفان کو دکن میں خوب پھیلایا جن کے اجل خلیفہ سید شاہ کمال الدین بیابانیؒ تھے اُن کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ آپ کے خلفاء میں حضرت امیر الدین میراں جی شمس العشاقؒ اور اُن کے فرزند حضرت شاہ برہان الدین جانم اور ان کے خلفاء مابعد حضرت حاجی اسحٰق چشتی دراج محمد چشتی و شیخ محمود چشتی صاحب معرفت السلوک وغیرہ نے تصوف اسلامی کو خوب اُجاگر

Marfat.com

فرمایا، ان میں سید شاہ جمال الدین قدس سرہٗ جن کا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے اور سلسلۂ مادری حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ سے متعلق ہے۔ حضرت شاہ جمال الدین قدس سرہٗ موصوف کی اولاد میں حضرت سید محمد شاہ میر مصنف اسرار التوحید و انتباہ الطالبین (دکنی) اور اُن کے برادر خورد اور خلیفہ سید شاہ کمال الدین بُخاری مصنف کمالات کمالیہ و کلام کمال و کمال کلام (فارسی) اور دیوان مخزن العرفان (دکنی) مثنوی حُسن السؤال و حُسن الجواب (دکنی) بڑی معرکۃ الآرا تصانیف ہیں جو صحیح علم و عرفان کی روح ہے جنھوں نے نو فلاطونیت، ہند و ویدانت اور فلاسفۂ یورپ کے مختلف مکاتیب خیال کی گویا بیخ کنی اور صوفیائے خام کی لاف زنی کو طشت از بام فرمایا ہے۔

دوسرا سلسلہ راج محمد چشتی متذکرہ صدر کا ہے جو بتوسط حضرت دریا محمد چشتی و شاہ ناصر الدین بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہم حضرت مخدوم عبد الحق ساوی بیجاپوری تک پہنچا ہے جو تصوف اسلامی کے مجدد مانے جاتے تھے۔ آپ کے متبعین میں سید شاہ ابو الحسن قربیؒ اور ان کی اولاد و احفاد میں حضرت شیخ عبد اللطیف غلام محی الدین المعروف بہ قطب ویلوریؒ تھے۔

حضرت مخدوم عبد الحق ساوی کے معرکہ آرا مناظرے دہلی، بہار، بنگال، جاوہ اور سماترا میں علماء اور عرفا سے ہوئے تھے جن میں آپ پیش پیش رہے ہے۔ جو آپ کے ملفوظات "مرتبہ" مولانا قربی سے ظاہر و باہر ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں میزان التوحید، شرح عقائد جامیؒ، میزان المعانی جوامع الاسرار، غایت التمثیل (غیرت اعتباری) غنیمت الوقت، عصائے موسیٰ، مفتاح الکل (دکنی) رسالہ ولایت و انواع آں وغیرہ، عجیب و غریب اسرار و معارف پر مشتمل ہیں جن کے منجملہ سوائے میزان التوحید کے بقیہ ابھی حلیۂ طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں، البتہ ملفوظات کا ترجمہ رسالہ العلم کراچی ۱۹۶۳ تا ۱۹۶۶ء میں بالاقساط طبع ہو چکا ہے۔ دوسرا سلسلہ حضرت خواجہ امین الدین اعلیٰ بیجاپوریؒ فرزند دلبند حضرت سید شاہ برہان بیجاپوریؒ کا ہے جن کے خلفاء میں حضرت میراں جی

Marfat.com

خدانما گولکنڈوی کی شرح تمہیدات ہمدانی بڑے اسرار ومعارف کا مخزن ہے جن کے سلسلہ میں حضرت علامہ مخدوم حسینی عرف خواجہ پیر مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآبادی مرجع فضل وکمال تھے۔ ان کے خلیفہ مولانا سید شاہ صبغۃ اللہ حیدرآبادی اچھے عالم اور محقق ہیں جن کی تصنیف لوامع الاسرار اور قال صحیح معیاری تصانیف ہیں۔

موجودہ زیر بحث سلسلہ گیسودرازی حضرت سید محمد شاہ میر بخاری قدس سرہٗ کا ہے۔ اس خاندان کے حالات میں ایک مختصر کتاب شاہ میری اولیاء شائع ہو چکی ہے۔ مگر ان بزرگوں کی خاص لخاص تصنیف میری رائے میں دیوان مخزن العرفان اور کلیات مصنفہ حضرت سید شاہ کمال الدین برادر و خلیفہ حضرت سید محمد شاہ میر تھے جو اسی سلسلہ کی ایک زبردست محقق ہستی تھی۔ ان کی اولاد میں حضرت شاہ اکمل، سید علی مراد شاہ افضل اور شاہ مقبل بیسوری، سید شاہ عبدالحق شاہ میر کدری علاقہ مدراس میں بڑے ذی علم اور محقق صوفی تھے۔

غرض سید شاہ کمالؒ اول کا فیض حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادیؒ صاحب زیر ترجمہ تک پہنچا ہے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت محمد حسین المعروف ناظم صاحبؒ اور میر احمد حسین المعروف بہ شاہ بالیمینؒ۔ حضرت غوثی شاہؒ اور مولانا سید حسین صوفیؒ تھے جن کے خلفاء میں مولانا الیاس برنیؒ۔ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ۔ ڈاکٹر میر ولی الدین، بڑی شہرت کے مالک ہیں اور مولانا سید حسین صاحبؒ کے خلیفہ مولوی سید شبیر علی عالم باعمل ہیں۔ اور مولانا شاہ بالیمینؒ کے دیکھنے والوں میں سید علی رضا پلاس پوش قلندر مرحوم، اور سید مطیع الرسول اور مولوی عزیز احمد صاحبؒ جیسے محقق صحیح علم تصوف یعنی قال صحیح کے علمبردار ہیں۔ غرض صاحب زیر ترجمہ کا فیض نہ صرف دکن بلکہ شمالی ہند تک پہنچا ہے۔ بلکہ مولانا الیاس برنی نے تو حرمین شریفین میں بھی اپنی تقاریر سے علماء عرب کو مسحور کر دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو قول طیب) اور علامہ حکیم سید برکات احمد ٹونکیؒ کی تصانیف جلیلہ اور حیدرآباد میں آپ کے برادر طریقت حکیم عنایت اللہ اسلام نگریؒ (سہارنپوری) کا فاضلانہ عربی قصیدہ لامت سعار عربی، شرح السبیل

Marfat.com

ارشاد اور قصیدہ لامتیہ الحکیم الکئیب فی تنزیہ الحبیب وحدۃ الوجود میں بزبان عربی لاجواب ہے۔

غرض عمدۃ العارفین وقدوۃ المحققین حضرت کمال اللہ شاہ حیدرآبادیؒ قدس سرہٗ مشاہیر عرفائے دکن سے تھے، جن کے معاصرین میں مولانا عبدالقدیر صدیقیؒ۔ اور برادران طریقت حکیم عنایت اللہؒ اور مولانا حکیم سید علی شیخ آبادیؒ اور شمالی ہند میں مولانا سید وارث علی شاہؒ شاہ امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ مولانا میر امداد علی علوی تھانوی قدس سرہم تھے۔ آپکو حضرت غوث علی شاہ قلندرؒ کا تذکرۂ غوثیہ اور شاہ نیاز احمد بریلویؒ کا کلام مرغوب تھا۔

غرض موجودہ دور میں شاہ کمال اللہ حیدرآبادیؒ قدس سرہٗ بڑے عارف اور محقق کامل گزرے ہیں جن کا وصال ہوکر چونتیس سال گزر گئے مگر اب تک حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کسی نے قلمبند نہیں کئے آپ نے ہزاروں کو فیض پہونچایا۔ اور آپ کا فیضان اب تک جاری ہے۔ مؤلف کو بھی حضرت ممدوح سے ارادت حاصل تھی۔ خیال ہوا کہ جو کچھ حالات خود حضرت کی زبانی سُنے اور بعض خاندانی حالات آپ کے برادرزادہ اور بعض خاص احباب مولانا مخدوم حسینیؒ استاذ نظامیہ اور عبدالمجید صاحب انجنیئر آرائش بلدہ وغیرہ کی زبانی معلوم ہوئے ان کو قلمبند کر کے ہدیۂ ناظرین کئے جائیں، تاکہ یہ محفوظ ہو جائیں۔ فقط۔

ناچیز سخاوت مرزا عفی عنہ

مرقوم ۲۷ ررمضان ۱۳۸۴ھ

Marfat.com

حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی

Marfat.com

Marfat.com

قدوۃ المحققین حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی قدس سرہٗ

پی کر شرابِ شوق کیا خُم ہی کمال
ہشیار ہے ہنوز و لیکن نہ مست ہے

نام، لقب اور وطن

اسم گرامی محمد جمال الدین خاں، لقب کمال اللہ شاہ عرف مچھلی والے شاہ صاحبؒ ابن محمد محی الدین خاں ابن برہان الدین خاں ابن شفیع الدین خاں بہادر، وطن آبائی سرنگا پٹن (میسور) شیخ صدیقی خاں خطابی۔ آج سوا ایک صدی قبل وطن مالوف سے سکندرآباد (دکن) آپ کے والد ماجد تشریف لائے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور یہیں انتقال ہوا۔ آبائی پیشہ تجارت تھا۔ غلہ اور چمڑے کے کاروبار کے علاوہ خشک مچھلی کی تجارت کیا کرتے تھے، اور چونکہ مشرب صوفیانہ تھا اس لئے مچھلی والے شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہو گئے۔ محلہ سنی پورہ سکندرآباد میں ٹیکرے کی تعلیم کے متصل مکان تھا اور مارکٹ میں دوکانیں تھیں۔

والد ماجد کی تمنا

والد ماجد کو اگرچہ کہ اولاد نرینہ موجود تھی اور آپ سے دو بڑے بھائی بھی تھے، ایک تو محمد بڈھن خاں، دوسرے محمد رحمن خاں، باوجود اس کے کہ آپ کے والد کو فقراء سے بڑی عقیدت تھی اور ایک عجیب و غریب تمنا تھی کہ میرے گھر ایک ایسا لڑکا پیدا ہو جو فقیر کامل اور عارف باللہ ہو۔ غرض والدین کی دعا مقبول ہوئی۔ تقریباً ۱۲۸۰ھ میں شاہ محمد جمال الدین خاں الملقب بہ شاہ کمال اللہ پیدا ہوئے۔ منہ مانگی مراد پائی۔ والدین کے

Marfat.com

زیرِ عاطفت نشو و نما ہوئی۔ اور آگے چل کر عارفِ کامل ہوئے۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی درسی کتابیں اور قرآن ختم کیا بیان کیا جاتا ہے کہ فارسی عربی مولوی سید احمد اہلِ حدیث سے پڑھی تھی اور اردو میں کافی استعداد تھی۔ علوم متداولہ گلستان، بوستان، سکندر نامہ، تصانیف جامیؒ پر عبور تھا۔ تفسیر، حدیث، احیاء العلوم کا مطالعہ فرماتے، خط نستعلیق اچھا لکھتے تھے۔ اپنے خاص مریدین کو بعض کتابیں مثلاً "شرح عقائد جامیؒ" مصنفہ شیخ عبدالحق مخدوم ساوی بیجاپوریؒ آپ کے دست مبارک کی قلمی، مولوی عبدالمجید صاحب انجنیئر آرائش بلدہ مرحوم و مولوی میر احمد حسین قدس سرہٗ کے کتبخانہ میں موجود ہیں۔ خصوصاً عوارف المعارف فارسی، ترجمہ فصوص الحکم مؤلفہ مولانا مبارک علی جونپوری مطبوعہ زیرِ مطالعہ رہا کرتیں۔ اگرچہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے ؎ "آنکہ در عالم خدا دانی جہل علم است، علم نادانی"

علم لدنی اور خیر ہے۔ الیاس برنی نے لکھا ہے کہ حضرت قبلہ کمال اللہ شاہ کیا (عربی) لکھے پڑھے تھے، عربی کے اعراب تک ٹھیک نہ پڑھ سکتے تھے لیکن معارفِ قرآنی کا دریا بہتا تھا۔ مناظر احسن تو آپ فدا ہی تھے، حکیم برکات احمد ٹونکی مشہور عالم آدھ گھنٹہ کی تعلیم میں قدموں پر گر پڑے۔"

صوفیاء مدراس کی کتابیں بھی زیرِ مطالعہ رہتی تھیں بس یہ آپ کا علم ظاہری تھا، حیدرآباد اور مدراس کے اجل مشائخ اور علماء نے آپ کو ایک محقق اور عارفِ کامل مانا ہے۔ چنانچہ وحدۃ الوجود کے متعلق ایک فتوے پر علماء مدرسہ نظامیہ حیدرآباد کا مہر زدہ ہے اس پر آپ کی بھی ایک مہر ثبت ہے[۵]، بعض کا خیال ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُمّی محض تھے جو درست نہیں ہے آپکا علم وہبی تھا فارسی میں تصوف کی مشکل کتابوں مثلاً جواہر السلوک وغیرہ مصنفہ قطب ویلوری کا درس علماء

---

۵ فتاوی علماء سنیہ مدراس حیدرآباد مطبوعہ (مدراس ۱۳۴۵ھ) مولانا شاہ عبدالحق شاہ میر ثالثؒ المتوفی ۱۳۵۴ھ ساکن کدری ضلع کڑپہ نے اپنے وعظ میں آنا انت کی توضیح کی تھی جس پر علماء اہل حدیث بھڑک اٹھے تھے اور شاہ صاحبؒ پر کفر کا الزام عائد کیا تھا۔ اور مولوی عزیز الرحمن دیوبندی سے فتویٰ منگوایا تھا، اور ایک ہنگامہ برپا کردیا تھا۔ حضرت شاہ میر ثالثؒ نے علمائے مدراس، علیگڈھ، ویلور، بنگلور، حیدرآباد سے اپنی تائید میں فتوے منگوائے تھے، اور تعلیم و مشرب صوفیائے کرام کی توثیق کی تھی۔ اسی جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے علماء کے فتوے پر مفتی مخدوم حسینی کے ساتھ شاہ کمال اللہ کی بھی دستخط ثبت ہے۔ دیکھو فتاویٰ علمائے سنیہ شائع کردہ بزم آستانہ شہ میریہ کڑپہ۔ (یعنی حقیقت محمدیہ حصہ چہارم)

Marfat.com

کو اس طرح دینتے تھے جس طرح کوئی طفل کو دیتا ہے۔

علمِ باطنی

بقولِ صوفیائے کرام علم لدنی وہ علم ہے اور اس کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جہاں علوم ظاہری اور عقلی کی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ آپ علم تصوف کو مغز علوم فرمایا کرتے تھے، اور اپنے دادا پیر کا یہ شعر آپ کو بہت مرغوب تھا ؎

مغز علوم فقہ و حدیث و کتاب ہے ۔۔۔۔ یہ علم مغز فقہ و حدیث و کتاب کا

اکثر صوفیاء ایسے گذرے ہیں جن کو علم ظاہری تو بہت کم تھا مگر علم باطنی میں کمال حاصل تھا۔ روایت ہے کہ حضرت امام احمد حنبلؒ حضرت بشر حافی قدس سرہ کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ ایک ایسا بڑا علامۂ دہر ایک دیوانہ کے پاس جاتا ہے۔ آپ تبسم فرماتے اور کہتے کہ یہ دیوانہ مجھ سے بہتر اللہ کو پہچانتا ہے اور شیخ سے اس طرح مخاطب فرماتے حدثنی عن ربی [له] "غرض تصوف بقول شخصے وہ علم ہے جو خاص ذوق اور عمل سے تعلق رکھتا ہے۔

ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

تلاشِ پیر کامل

بیان کیا جاتا ہے [له] کہ آپ کی شادی ہو چکی تھی اور باوجود کاروبار تجارت وسیع ہونے کے یہی دُھن تھی کہ کوئی پیر کامل مل جائے کئی سال تک یہی رنگ رہا جو کوئی زرد و سرخ پوش فقیرانہ لباس میں نظر آتا بڑے ذوق و شوق سے گھر لاتے اور خاطر و تواضع میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے۔ عرصۂ دراز تک معشوق حقیقی کا پتہ نہ چلا، بقول حافظ شیرازی قدس سرہ :-

نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئین سروری داند
ہزار نکتۂ باریک تر ز مُو ایں جاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

[له] کمال کلام مصنفہ شاہ کمال گرم گنڈوی ؒ ۔ [له] روایت برادر زادہ شاہ کمال رحمۃ زیر تذکرہ

Marfat.com

آپ کے دادا پیر

سید شاہ برہان الدین حقانیؒ ساکن کرنول (ابن سید شاہ علاء الدینؒ) ہمشیر زادہ و داماد سید شاہ کمال الدین بخاری (متوفی ۱۲۲۴ھ) برادر خورد سید محمد حسینی شاہ میر قدس سرہٗ متوفی ۱۱۸۶ھ لبالے چوٹی مصنف اسرار التوحید آپ کے دادا پیر تھے جن کو اپنے والد ماجد سے بیعت و خلافت تھی آپ پر جذب غالب تھا۔ بڑے اہل دل اور صاحب وجد و حال تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بکریاں چرایا کرتے تھے کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جاتے اور اُس کی ٹہنیاں پکڑ کر جھومتے رہتے تھے اور حسب ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے ؎

اس واسطے رکھی ہوں میں نام اپنا مینا (میں نا) / مینا کہی ہے میں نا ایک ذات حق کی ہے نا

سید شاہ سلطان محمود اللہؒ اسی حالت میں ایک مرتبہ ملے تھے، اور آپ سے مشرف بہ بیعت ہوئے۔ جذبہ کی حالت میں ٹہنیاں توڑ کر لاتے اور بچوں سے فرماتے کہ "مارو" دیکھو تو سہی کہ برہان الدین ابھی باقی ہے یا فنا فی اللہ ہو گیا۔ کبھی ریوڑیاں خرید کر لاتے اور بچوں کو تقسیم کر دیتے اور فرماتے کہ شاہ برہان کی ریوڑی کرو، یعنی ہجو کرو یعنی ٹھٹے اڑاؤ۔ مدتوں یہ کیفیت رہی۔ سید شاہ کمال الدین بخاری کڑپوی کے اشعار بہت یاد تھے تبلیغ عرفان میں اس کی شرح و توضیح فرمایا کرتے تھے۔ جب وصال کا وقت قریب آیا تو حاضرین سے کہا کہ کہو عربی کلمہ پڑھوں یا اردو کلمہ، حاضرین بپاسِ ادب خاموش تھے، خود ہی فرمایا کہ میں اردو کلمہ پڑھتا ہوں جو شاہ کمالؒ یعنی آپ کے ماموں صاحب کے دیوان مخزن العرفان کا شعر تھا، جو یہ ہے :۔ ؎

تو جو تجھ بن کوئی نئیں (نہیں) اثبات کے اثبات میں / سب تو ہیچ (تو ہی) ہے کر کر مجھے ایمان یوں لانا ہوا

اور روح پرواز ہو گئی۔ مدفن لبالے چوٹی کڑپہ شارع عام پر ہے سنہ وفات ۲۱ رمضان ۱۲۹۰ھ

قطعۂ وفات از اصغرؔ

آہ منصور زماں حضرت برہان دیں / کر کے جب نقل مکاں حق سے ہوا واصل

کہی اصغرؔ نے یہ تاریخ بصد درد و الم / ہائے افسوس مُوا آج ہے شیخ کامل

۱۲ ھ ۹۰

Marfat.com

آپ کی ایک نظم سوائی پارہ موجود ہے جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

سدا تو بھول کر سویا، عمر سب نیند میں کھویا ارے اٹھ دیکھ انکھیاں کھول، ہوا ظاہر سوا پارہ

مرشدِ طریقت | سید سلطان محمود اللہ عرف شاہ جی ابن سید جعفر حسینی ساکن سکندر آباد خلیفہ شاہ برہان الدین حقانی قدس سرہٗ۔ آپ کا اصلی وطن اور مولد کرنول تھا۔ ولادت ۱۱۔ ربیع الاول ۱۲۳۱ھ۔ **حلیہ**: آفتابی چہرہ، سبز رنگ، جسیم، قد متوسط سفید شملہ باندھتے تھے۔ عمر بوقت وصال ۸۰ سال۔ بیس شیوخ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر تشفی نہ ہوئی بالآخر شاہ برہان الدین حقانی خواہر زادہ و داماد شاہ کمال الدین گرم گنڈوی نے کمال کو پہنچایا خلافت پائی۔ اکثر جذب ہوتا تھا۔ قبرستانوں اور ویرانوں میں پھرتے رہتے، مگر ذی علم تھے۔ علمائے اہل حدیث سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ آپ کی لاٹھی "اللہ الصمد" مشہور تھی۔ کج بحثی سے بگڑ جاتے تھے۔ مولوی محمد سعید اہل حدیث، حکیم عنایت اللہ، حکیم سید علی ناظم دار القضا، بلدہ جیسے علماء خاص مریدین میں تھے۔ وفات ۷ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ بمقام بیگم بازار حیدر آباد۔ مدفن عقب دواخانہ عثمانیہ حیدر آباد۔ صاحب زیر ترجمہ آپ کا عرس بہت اہتمام سے کرتے تھے۔ سلطان محمود اللہ کے دو صاحبزادے تھے، عبد الغفور حسینی اور عبد الصمد حسینی، سلطان محمود اللہ کے دو بھائی اور تھے عبد القادر حسینی اور سید عثمان حسینی، آخر الذکر کے فرزند ابراہیم حسینی ساکن بیگم بازار متصل مسجد حاجی سلیمان حیدر آباد دکن۔

شاہ جی کے کئی خلیفہ تھے، ایک تو سید شاہ عبد القادر حسینی ساکن مضافات کرنول ہی گذرے ہیں جن کا ذکر شجرۂ چشتیہ نظامیہ مطبوعہ مطبع شوکت الاسلام بنگلور ۱۳۲۰ھ میں موجود ہے۔ (کتبخانہ سید قادر علی بادشاہ کڈپوی) غالباً یہ سلطان محمود اللہ حسینی کے بھائی تھے۔ ان کے خلیفہ جان محمد ان کے خلیفہ عبد الصمد کرنولی ان کے خلیفہ محمد مخدوم نیساں، دوسرے مولوی ہدایت اللہ حیدر آبادی فاضل عربی، اردو، انگریزی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ کمال اللہ گرم گنڈوی نے فصوص الحکم کی شرح کئی جلدوں میں فرمائی تھی جن کے منجملہ ایک جلد مولوی ابراہیم حسینی برادر زادہ

Marfat.com

شاہ محمود اللہ کے پاس، مولوی احمد خاں درویش نے دیکھی تھی۔ (واللہ اعلم) ہماری نظر سے شرح مذکور گذری اور نہ اس کے خاندان میں موجود ہے۔ تیسرے خلیفہ مولانا سید مصطفےٰ قادری رح مصنف حقیقت محمدی دینج بنائے اسلام تھے۔ ان کے خلفاء میں مولانا سید محمد صبغۃ اللہ المعروف بہ آہی شاہ (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء) تلمیذ حکیم عبدالرحیم بھوپالی و مولانا مخدوم حسینی مفتی نظامیہ ابھی بقید حیات ہیں، اور کوئی تیس تصانیف کے مصنف ہیں جن میں تصحیح الخیال، کنز الاسرار، درس العرفان، عطر الورد، شرح مقالات خواجہ خورد۔ القول السدید، رسالہ قال صحیح (سنہ ۱۳۴۷ھ) لوامع الاسرار وغیرہ موجود ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی خاصی ہے جن میں تعلیم یافتہ ہیں، آپ کا فیض حیدرآباد دکن، اضلاع مدراس میں بھی جاری ہے، آپ صاحب دیوان (اردو) ہیں۔ قلی قطب شاہ کی طرح میں بعض غزلیں بھی ہیں دو ایک اشعار یہ ہیں :-

میری جان تجھ بن جیا جائے نا ۔ جو تجھ سے جیے پھر موا جائے نا
ہزاروں ہیں میکش بھرے جام ہیں ۔ بلا اذن ساقی پیا جائے نا

حضرت شاہ جی سے ملاقات

بالآخر سکندرآباد کی ایک مسجد میں حضرت سلطان محمود اللہ حسینی عرف شاہ جی سے آپ کو شرف قدمبوسی حاصل ہوا جو بعض علماء اہل حدیث سے توحید میں بحث فرما رہے تھے، اور اقسام شرک اور اس کے مالہ وما علیہ پر سرگرم گفتگو تھے اور شاہ کمال اول کا یہ شعر ورد زبان تھا :

پاک کر شرک جلی سے تن کمال
اور خفی اخفیٰ سے اپنا جان و من

علماء اہل حدیث خصوصاً شرک جلی اور افعال متبدعہ پر بہت زور دیتے ہیں مگر شرک خفی اور اخفیٰ میں واقعہ تو یہ ہے کہ دسترس نہیں، بقول صوفیائے کرام جسکو آپ اکثر بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے

گر یک سر موئے بدر تو ہستی باقیست ۔ آئین منشیں کہ بت پرستی باقیست

Marfat.com

غرض شاہ صاحب ممدوح، صاحب زیر ترجمہ کے کمال ذوق شوق اور سچی طلب کو دیکھکر بہت متأثر ہوئے اور علوم باطنی کی تعلیم سے کما حقہٗ آپ کو بہرہ اندوز فرمایا اور بیعت سے مشرف کیا. اس کے بعد رات دن آپ پیر کی خدمت میں رہتے، اتباعِ شریعت کی سخت تاکید تھی. شاہ جیؒ صبح چار بجے سے اسرار و معارف کی تعلیم و تلقین فرماتے اور نعت شریف میں یہ شعر اکثر پڑھتے اور کہلواتے اور وجد کرتے. ؎

محمدؐ بندۂ بے مثل و مانند
خدارا بندہ و مارا خداوند

اور عبد و رب کی ماہیت اور حقیقی فرق و امتیاز میں کمال موشگافی سے کام لیتے، مسائل عینیت حقیقی و غیریت حقیقی اصطلاحی اور دو ذات ایک وجود پر بے حد زور دیتے جو اس سلسلۂ کمال الٰہی میں وجہ امتیاز ہے. غرض آپ کے پیر طریقت سلطان محمود اللہ حسینی عرف شاہ جیؒ خلیفۂ شاہ برہان الدین حقانی نہایت روشن خیال اور محقق صوفی تھے سخت ریاضت و چلہ کشی اشغال مفیدہ، فقر و فاقہ کشی، کشفِ کونی[1] کی طرف رجحان نہ تھا بلکہ آپ صحیح تعلیم تصوف یعنی قال صحیح کے علمبردار تھے. توحیدِ مطلق، مراقبہ نظری اور کشفِ کبیر[2] آپ کا بہترین شغل تھا اور اسی کو سلطان الاذکار جانتے تھے.

خلافتِ باطنی

غرض جب آپ کو علمِ باطنی میں کمال حاصل ہوگیا تو رسم خلافت و سجادگی کے اعلان کے لئے حضرت شاہ جیؒ نے ایک جلسہ طلب کیا جس میں جملہ مریدین و معتقدین اور علما، و فضلا بھی موجود تھے. جن کو حیرت تھی کہ ایک ایسے شخص کو خلافت دی جارہی ہے جو ظاہری علوم متداولہ سے کما حقہٗ بہرہ ور نہیں. مگر شاہ جی کی نظر انتخاب نے آپ کی اہلیت، خداداد قابلیت، نکتہ رس طبیعت کو پالیا تھا. خلافت عطا فرمانے کے بعد پیر و مرشد

۱؎ کشفِ کونی سے مراد کشف و کرامات وغیرہ جس سے احوالِ عالم منکشف ہوجاتے ہیں (رسالہ ولایت وانواع آں مصنفہ محمد مخدوم عبدالحی سادی (قلمی))
۲؎ کشفِ کبیر: کشفِ الٰہی یعنی دیدارِ الٰہی جس سے ذرہ ذرہ میں سوائے خدا کے اور کچھ نظر نہ آئے.

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ میاں آج توحید پر کچھ تقریر تو کرو دیکھیں کہ تم میں کیا صلاحیتیں ہیں۔ حضرت ممدوح فرطِ جوشش و انبساط میں پیر و مرشد کا حکم بجا لانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت شاہ کمال اولؒ کے اس شعر سے بلا جھجک نہایت بے باکی سے تقریر فرمائی ؎

خدا مومن محمد مومن اور میں حقیقی کفر سے کامل مسلمان[1]

خواجہ بندہ نوازؒ کے اس قول کی کہ موت مجازی و حقیقی کیا ہے۔

"حقیقی این است کہ از ہستی خود

بیروں شود ایں مردنی تحقیقی است"

الدخول فی الکفر حقیقی الخروج عن الاسلام المجازی۔ حکیم بوعلی سینا نے یہ فقرہ حضرت ابوسعید ابوالخیر کو لکھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ "دلنی عن الدلیل"۔ یعنی اس کی دلیل کیا ہے تو اس نے بعض امور بیان کئے جس سے آپ بیحد متاثر ہوئے۔ غرض حضرت مخدوم خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ہر کہ بحقیقت رسید آں را معتقد و مذہب و دین خود دالنست

مومن حقیقی شد۔" (اسمر ۱۱۲ ــ اسمار الاسرار ص ۳۲۵)

الفقر سواد الوجہ فی الدارین کاد الفقر ان یکون کفرا

اذا تم الفقر فھو اللہ۔ (اسمر ۵۹ مندرجہ اسرار ملاحظہ ہوں)

بقول جامیؒ ؎ تا ایماں کفر، کفر ایماں نہ شود

یک بندۂ حق بحق مسلماں نہ شود

غرض کفرِ باطل و کفرِ حقیقی، توحید مقید و مطلق پر شریعت و حقیقت کی جامعیت کے ساتھ اس کثیر مجمع میں وہ گہر افشانی فرمائی اور ایسے ایسے رموز و نکات بیان فرمائے کہ سب حاضرین مجلس ششدر رہ گئے، ہر طرف سے صدائے آفریں بلند ہوئی، مرشد قبلہؒ نے آپ کو فرط انبساط

---

[1] دیوان مخزن العرفان مصنفہ شاہ کمال الدینؒ (کڑپوی) مطبوعہ بنگلور ۱۳۳۱ھ

Marfat.com

میں گلے سے لگا لیا، خدا کی دین اسی کو کہتے ہیں، بقول ؎ کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

نیز اس سلسلہ میں شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ اول کیا خوب فرماتے ہیں ؎

عقل و دیں، عشق، مرشد کامل — ہے خدا کی عنایت مطلق

خرقہ، خلافت آپ کو کوئی خرقہ یا کلاہ بوقت عطائے خلافت عطا نہیں فرمائی تھی بلکہ مرشد علیہ الرحمۃ نے اعلان خلافت کے بعد صرف قرآن حکیم اور دیوان مخزن العرفان مصنفہ حضرت شاہ کمال اول متوفی ۱۸۰۹ء[۵۱] کا ایک ایک نسخہ تحفۃً عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ تمہاری آئندہ زندگی اور فلاح دارین کے لئے بس یہ دو نعمتیں کافی ہیں۔ آپ چشتی المشرب اور سلسلۂ خواجۂ خواجگان دکن حضرت سید محمد گیسو دراز کے سلسلہ بیجاپوری سے منسلک تھے نیز دیگر سلاسل قادریہ، نقشبندیہ، طبقاتیہ اور مجددیہ میں بھی اجازت حاصل تھی۔ آپ کا سلسلۂ چشتیہ بتوسط سید شاہ جمال الدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز قدس سرہٗ و کمال الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ و میراں جی شمس العشاق و برہان الدین جانم و حضرت حاجی اسحٰق قدس اسرارہم تک پہنچتا ہے، جس کا ذکر آگے کیا جائے گا[۵۲]۔ اسی سلسلہ کی دوسری شاخ جو دکن میں رائج ہے وہ حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ بیجاپوری (وفات ۱۰۸۶ھ) کی ہے جو حضرت میراں جی خدا نما گول کنڈوی (وفات ۱۰۷۰ھ) تک پہنچی ہے[۵۳] اور تیسری شاخ اس مشہور سلسلہ کی حضرت محمد مخدوم عبدالحق ساوی[۵۴] بیجاپوری ثم میلاپوری (مدراس) متوفی ۱۱۶۵ھ کی ہے، جو حضرت حاجی اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ شاہ برہان الدین جانم (۹۹۰ھ) کے خلیفہ حضرت شیخ راج محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ اس آخر الذکر سلسلہ کے مشہور و معروف شیوخ حضرت سید شاہ ابوالحسن قربی (وفات ۱۱۸۲ھ) اور مولانا شیخ محی الدین قطب ویلوری[۵۵] (وفات ۱۲۸۹ھ) ہیں۔ متذکرہ صدر شیوخ اپنے وقت کے مجدد تھے جنہوں نے عبد و رب میں بجائے غیریت اعتباری کے غیریت حقیقی

---

۵۱ رسالہ اردو ۱۹۳۹ء مضمون راقم و دیوان مخزن العرفان مطبوعہ بنگلور ۱۳۱۱ھ۔ ۵۲ اردو کی ترقی میں صوفیا کا کام مؤلفہ عبدالحق بابائے اردو مطبوعہ کراچی۔ ۵۳ رسالہ اردو اپریل ۱۹۴۱ء مضمون راقم۔ ۵۴ رسالہ الرحیم شاہ ولی اللہ اکیڈمی اگست ۱۹۶۴ء (سندھ) حیدرآباد۔ مضمون راقم (قطب ویلوری)

Marfat.com

اصطلاحی اور دوذات ایک وجود پر بہت زور دیا ہے۔ صاحب زیر تذکرہ بعض وقت ارشاد فرمایا کہتے تھے کہ طبیعت جوش مارتی رہتی ہے کہ کچھ اسرار بیان کروں مگر افسوس کہ کوئی ان کا متحمل اور سمجھنے والا نہیں۔ غرض بعد عطیۂ خلافت رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے شرح صدر ہو چکا تھا، مسائلِ توحید میں رات دن انہماک اور خصوصاً علمائے اہل حدیث و دیگر ذی علم حضرات سے بحث مباحثہ اور تقریر کی وجہ سے باریک نکاتِ تصوف کے حل کرنے میں خاص ملکہ پیدا ہو گیا تھا، فلسفی سے فلسفی، دہریہ سے دہریہ، معقولی و منقولی کو آپ کی تقریر کے آگے سپر ڈالتے ہی بن پڑتی تھی۔ آپ کی تعلیم و تلقین نہایت مدلل قرآن و حدیث، اجماع اور اقوال محققین صوفیاء پر مبنی ہوا کرتی تھی۔ دیوان مخزن العرفان[1] و کلیات (دکنی) مصنفہ حضرت سید شاہ کمال الدین کڑپوی (مدراس) معروف بہ شمع خاندان چشتیہؒ کے اشعار جو مسائل عرفان کا خزانہ ہے اور جس میں لغات عربی، فارسی، ہندی، دکنی ایسے استعمال کئے گئے ہیں، جن کے سمجھنے کے لئے کسی لغت منتہی العرب و ہفت قلزم کی ضرورت ہے۔ آپ کو کثرت سے یاد تھے جس کی ترجمانی و تشریح و توضیح آپ نہایت خوبی سے فرمایا کرتے تھے۔ اور ارشاد ہوتا کہ یہ محض قیل و قال نہیں، بلکہ فصوص و فتوحات شیخ اکبرؒ سوانح و لوائح جامیؒ اور مثنوی مولانا روم کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ غرض آپکا سینہ گنجینۂ عرفان تھا، حکیم مولوی عنایت اللہ[2] مرحوم آپکے پیر بھائی نے جو عربی کے بڑے فاضل تھے اپنے قصائد عربی الموسوم بہ لامعہ جو سبعۂ معلقہ کے طرز میں ہے، جسکا ایک نسخہ مولانا شاہ مخدوم حسینی[3] مفتی و استاد مدرسہ نظامیہ

---

[1] حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ زیر تذکرہ کے خلیفہ مولانا شاہ یٰسین نے دیوان مخزن العرفان کے مشکل الفاظ کے معانی بڑی محنت سے حل فرمائے تھے، مگر افسوس ہے کہ اُس نسخہ کا اب پتہ نہیں۔ [2] حکیم مولوی عنایت اللہ مرحوم ساکن کاچی گوڑہ حیدرآباد متوطن اسلام نگر مضافات سہارنپور مرحوم مصنف قصائد لامعہ قلمی تھے۔

[3] سید مخدوم حسینی المعروف بہ مخدوم پیران مفتی نظامیہ متوفی ۱۳۶۴ھ حیدرآباد کے جید عالم تھے، جن کے خلفاء میں ہمارے کرم فرما مولانا سید شاہ صبغۃ اللہ حسینی المعروف بہ آہی شاہ (اللہ والے) مصنف القول السدید، قال صحیح، شرح کلمہ طیبہ وغیرہ ابھی بقید حیات ہیں مگر دائم المریض رعشہ کی وجہ سے معذور ہیں۔ مفتی صاحب کے داماد و خلیفہ محبیب الدین کی ایک تصنیف مرأۃ الحق کراچی میں طبع ہوئی ہے جنکے مرید مولوی عبدالرحیم شاد مرحوم مالک تصوف اکیڈمی تھے بڑے اچھے بزرگ مرنجاں مرنج تھے انکو علم دعوات میں بڑا کمال تھا۔ ۱۹۶۰ء میں وفات پائی۔

Marfat.com

حیدر آباد دکن کے پاس تھا۔ صاحب زیر تذکرہ کی تعریف کی ہے، اور لکھا ہے کہ آپکی تعلیم قال صحیح، حضرت شیخ اکبرؒ کی تعلیم سے سرِ مو فرق نہیں رکھتی۔

آپ کا مسلک حضرت صاحب زیر تذکرہ قدس سرہ کی رائے تھی کہ منتہی اور فارغ التحصیل جو عقل سلیم رکھتا ہو، ان رموز کو بہت جلد سمجھ سکتا ہے۔ بعض وقت علماء سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے کہ "بھئی پہاڑ کھود کر چوہا مارنا ہے" یعنی معقولات و منقولات ہی کی انتہا اور لب لباب تصوف اور توحید حقیقی ہے، اور صوفیاء خام سے فرماتے کہ صرف محقق ہی کو "ہمہ اوست" کہنا جائز ہے، اور ارشاد فرماتے کہ "اونٹ داغ لے تو کیا چیونٹا بھی داغ لے سکتا ہے"۔ غرض آپ کا مسلک وحدۃ الوجودی تھا، ہمارے ایک ہم سبق خواجہ عبدالقدوس ایم۔ اے، اور بعض جدید فلسفہ دانوں کا خیال ہے کہ "تصوف کے قلم پر فلسفہ کا پیوند لگانا حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کا کام تھا چھٹی صدی ہجری میں عالم اسلام کا سب سے بڑا فلسفی ابن رشد (وفات ۵۹۵ھ) تھا اور اس کے ہمعصر شیخ محی الدین ابن عربیؒ (وفات ۶۳۸ھ) عالم اسلام کا بہت بڑا صوفی فلسفی تھا۔ تمام خارجی اثرات کے باوجود اسلامی وحدۃ الوجود دنیا کے تمام نظامات سے مختلف و متمائز، لطیف تر اور زیادہ مکمل نظام ہے۔" حضرت قبلہؒ وحدۃ الشہود کے متعلق شاہ کمال اول کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

میں خدا سے جدا نہ مجھ سے خدا　　عکس کیُن شخص سے ہوا ہے جدا

کچے صوفیوں سے مخاطب ہو کر یہ بھی فرماتے: "جو کہے ہمہ اوست، نکالو اسکا پوست" اور اسکی اس طرح توجیہ فرمایا کرتے تھے ؎

حال تحقیق سے کہتا ہے موحد ہمہ اوست　　بولتا ہے سر تقلید سے ملحد ہمہ اوست

تاہم آپکی تعلیم و تفہیم سریع الفہم ہوا کرتی تھی، اور ارشاد ہوتا کہ چشتیہ طریقہ کی تعلیم حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی بہت آسان ہے۔ یعنی بقول صاحب مخزن عرفان ؎

لہ مجلہ عثمانیہ جون ۱۹۳۲ء مضمون خواجہ عبدالقدوس ایم۔ اے۔

Marfat.com

اثر قایم بہ فعل و فعل با وصف ۔۔۔ صفت قایم بذات و ذات باذات
دو عالم میں نہیں موجود و مشہود ۔۔۔ بجز ذات و صفت، افعال، آیات

اشغال و اذکار میں ذکر جلی و خفی کے علاوہ ذکر دائمی اور مراقبۂ نظری پر بہت زور دیتے تھے، اور یہ اشعار فرماتے ؎

خودی سے کر حذر بول اللہ اللہ ۔۔۔ دوئی سے جا گزر بول اللہ اللہ
نہیں وقتی یہ فرضِ دائمی ہے ۔۔۔ کما لا تجھ او پر بول اللہ اللہ

نیز بقول صوفیاء "ما رایت شیئًا الا ورایت اللہ قبلہٗ وبعدہٗ وفقط"
اور اس پر مواظبت کی سخت تاکید تھی، سخت مجاہدہ، اور چلہ کشی کی طرف توجہ نہ تھی، چونکہ آجکل کے قویٰ اسکے متحمل نہیں۔ بقول شاہ کمال اولؒ ؎

باتوں باتوں ہی میں اللہ کو بتائے شہ میر
آزما لیوے اگر کس کو گماں ہے کہ نہیں

تاکید یہ تھی کہ کسی شغل و مراقبہ سے پہلے حصول معرفت ضروری ہے، جو کلمہ ہو سوچ سمجھ کر ہو، طوطے کی طرح رٹنے سے کام نہیں چلتا۔ عارف کلمہ گو نہیں بلکہ کلمہ شو ہوتا ہے۔ بقول شع "نظر میں حق شناسوں کے ملحوظ ہر جزء، کل کلمۂ طیبہ ہے"
ایک گنہگار دوزخ سے ڈرتا ہے اور دوزخ عارف سے۔ کہ کہیں میں ٹھنڈی نہ ہو جاؤں[۱]
اور یہ فرماتے کہ عرفان کی صحیح تعلیم آجکل مشائخ میں مفقود ہوتی جا رہی ہے، صرف شغل و اذکار باقی رہ گئے ہیں۔ آپ دو ذات اور ایک وجود کے قائل تھے، کیونکہ جب تک دو ذات ثابت نہ ہوں شریعت اور حقیقت کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ بقول شیخ ابن عربیؒ: ھو عین الاشیاء فی الظہور لا فی ذواتہا بل ھُو ھُو والاشیاء اشیاء" مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

جز دو یکرو نیست پیوستہ بکل
ورنہ خود باطل بُدے بعث رُسل

---

[۱] اساس المعرفت فارسی، مصنفہ شاہ کمال الدین صدیقی مطبوعہ۔

Marfat.com

مولوی عبدالباری ندوی استاد فلسفہ جامعہ عثمانیہ[1] کی آپ کے خلیفہ مولانا محمد حسین ناظم دینیات سے اکثر تصوف کے مسائل پر بحث ہوا کرتی تھی۔ ندوی صاحب موصوف نے اپنی تصنیف تجدید تصوف میں لکھا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود ایک علمی مبحث ہے، اور علمائے دیوبند کا نظریہ یہ ہے کہ وحدۃ الوجود علم کلام کا ایک مسئلہ ہے اسکو منصوص قرار دینا، اور احادیث و قرآن سے استدلال کرنا خطرناک ہے[2] محققین صوفیاء متقدمین و متاخرین کے عقائد ہمارے لئے کوئی حجت نہیں، ان کا یہ عجیب و غریب استدلال قابل قبول نہیں۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بر دس الاشہاد فرمایا کرتے تھے ؎

بعد شرمیر کے تحقیق کمالی حجت — عقل اور نقل کی ہے کشف اور الہام کی ہے

؎ بے تفقہ جیسے تصوف ہے — وہ تصوف نہیں تصنع ہے

علم تصوف جملہ علوم کا نچوڑ ہے، بقول شاہ کمال رح ؎

سب علم کا خلاصہ علم معاملہ ہے — علم مکاشفہ ہے اس علم کا خلاصہ

مولانا سلیمان ندوی[3] جاہل صوفیاء کے متعلق جو خالق و مخلوق میں فرق اعتباری قرار دیتے ہیں انکو نو افلاطونیت کا شکار ہونا سمجھتے ہیں، جس کا زمانہ ۱۳۳۰ھ کے لگ بھگ ہے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا اصول یہ تھا کہ "عبد و رب کے مابین غیریت اصطلاحی حقیقی ہے باوجود اسکے عینیت حقیقی بھی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

.... وہ آئے ہے نظر — منکشف اب راز الا اللہ ہے

مولانا اشرف علی رح نے اپنی تصنیف "التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی" میں شیخ اکبر ابن عربی رح کی تعریف میں اکابر علماء، امام شعرانی، حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اقوال تحریر فرمائے ہیں، چنانچہ

---

1. تجدید تصوف مصنفہ عبدالباری ندوی مطبوعہ کراچی۔
2. سلوک سلیمانی مطبوعہ
3. خصوص الحکم مصنفہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ و مکتوب مدنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

اپنی کتاب فتاویٰ میں بقول ابن حجر لکھا ہے کہ "وقد نص علی ولایۃ ابن عربی جماعۃ علماء عارفون باللہ"۔ ان کا مشاہدہ حقائق پر مبنی تھا، اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں، "امام العلامہ ابن العربی حجۃ الاولین وبرہان المتاخرین (مکتوبات جلد ۳ و ۴) تو پھر عبدالباری ندوی کی رائے صوفیاء کرام کے متعلق کس طرح درست ہوسکتی ہے۔

اخلاق وعادات

آپ نہایت منکسر المزاج تھے، چہرہ مبارک ہمیشہ متبسم رہتا تھا۔ بوقت گفتگو، خود کو فقیر اور عوام وخواص کو لفظ "مولیٰ" سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ نماز وروزہ کے سخت پابند تھے، خیرات کثرت سے کرتے، کوئی سائل آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا۔ اور یہ فرماتے کہ "وہ در دنیا ستر در آخرت" جس کا عملی تجربہ بھی مشاہدہ فرمایا تھا۔ محلہ میں کوئی مرجاتا تو تجہیز وتکفین میں ہاتھ بٹاتے، کوئی مسافر آجاتا تو نہایت خلوص کے ساتھ اسکی مدد فرماتے۔ آپ کو اولاد نہ تھی۔ ایک غریب لڑکی کو متبنیٰ بنالیا تھا اسکو "رحیما" پکارتے تھے، جب وہ سن بلوغ کو پہونچی تو اسکی شادی دھوم دھام سے کی، گھر کا سودا سلف خود لاتے۔ فرش زمین پر بے تکلف بیٹھ جانے میں کوئی عار نہ تھا۔ تعلیم وتلقین کے وقت چار زانو بیٹھتے، کمر ہمیشہ سیدھی رہتی، گھنٹوں تقریر کرتے مگر نہ تھکتے اور اثنا، تقریر میں فرط جوش سے تحمید وتمجید "اے سبحان اللہ، الحمد للہ" فرماتے جاتے بعض وقت رقت طاری ہوجاتی۔ آنکھوں میں ایک خاص کیفیت تھی۔ علماء ظواہر سے بوجہ اختلاف رائے کبھی چپقلش ہوجاتی، تو آپکی پیشانی پر بل نہ آتا، سکوت فرماتے، اور ارشاد ہوتا کہ تحقیق کرلو، جس طرح چاہو۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مولوی محمد ابراہیم مشہور واعظ مسجد صلابت علی بازار علی میاں حیدر آباد سے راستہ میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ مولوی صاحب نے طیش میں آپ سے کہا کہ تم بندہ کو خدا کہتے ہو، بتلاؤ کہ وہ کس طرح ہوسکتا ہے۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں ہے میں تو بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہتا ہوں، غریب خانہ پر کسی وقت تشریف لائیے تو تشفی کردی جائیگی۔ مگر وہ بیحد اصرار کرنے لگے، ایک مجمع ہوگیا آپ نے خاموشی سے اس فتنہ کو فرو کیا۔ آپ میں مذہبی رواداری

12834

Marfat.com

نہا درجہ کی تھی، مسلمان، ہندو، پارسی، مہدوی، اثنا عشری، سب کے ساتھ یکساں سلوک تھا۔ حتی الامکان مذہبی جھگڑوں میں نہ پڑتے، اور فرماتے کہ بقول شیخ اکبرؒ سب راہ راست پہ ہیں مگر صراط مستقیم انبیائی اور ہے۔ اور ارشاد ہوتا کہ ؎

سخن کو سخن کی طرح سے بیاں کیجے | اک دل تو کیا ہے سنگ سیاہ میں اثر کیجے

اور کبھی شاہ کمال اولؒ کی رباعی وردِ زبان رہتی ؎

بے پیر جو تشبیہ سے تجذیہ کرے | اثبات ہمہ اوست سے تنفیر کرے
ہم سے سُنے تقریر ہو اظہار جب | تو تیر بجائے طعن و تکفیر کرے

حلیۂ مبارک

آپ کی ایک تصویر اس ناچیز کو مشفقی رامچندر جی (اسلام علی شاہ) مرحوم نے عطا فرمائی تھی، جو تالیف ہٰذا میں موجود ہے۔ یہ تصویر ایک گردی سے جس میں حکیم سید علی ملیح آبادی ناظم دار القضا حیدر آباد بھی تھے، اور صاحب موصوف کے اصرار سے لی گئی تھی، گو خلاف شرع ہے، مگر اب تو جید متشرع علماء کے بھی فوٹو آتے رہتے ہیں۔ غرض آپ میانہ قد، سبز رنگ، کتابی چہرہ، دراز بینی، ریش دراز، فراخ سینہ، ہاتھ لانبے، لب پا ابھرے ہوئے، میش چشم مخمور، سرمگیں، چہرۂ مبارک متبسم، نور برستا تھا، جسم کے اوپر کا حصہ نسبتاً بلند تھا۔

لباس

"آپ کا لباس درویشانہ تھا، جسم پہ سفید ململ کا کرتہ، قدیم وضع کا، بجائے پیجامہ کے عربی وضع کا رنگین رومال باندھتے تھے۔ سر پہ عمامہ، رومال یا دکنی دو تڑلی کپڑے کی ٹوپی پہنتے۔ کہیں باہر تشریف لے جاتے تو شیروانی زیب تن فرما لیتے، اور کبھی اورنگ آبادی ہمرو کی بیل دار شیروانی۔ پیر میں چڑھاویں جوتا۔ اور کاندھے پہ رومال رہا کرتا تھا۔ بقول ؎

لٹ پٹی دستار زیبِ سر تمام | دوش پہ رومال کھادی کا مدام
بایزید وقت شبلیِ زمن | . . . .

شہر حیدر آباد دکن میں قیام

بوجہ کاروبار تجارت سکندر آباد (دکن) میں مستقل قیام تھا

ابتداً میں مچھلی کی تجارت کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت سلطان محمود اللہ قدس سرہٗ سے بیعت اور فیض حاصل کیا تھا۔ کمال باطنی اور صحیح علمی ذوق و تصوف کی وجہ سے اکثر ذی علم لوگ اور آپ کے مریدین مولانا محمد حسین ناظم عدالت و تیہرتی، اور مولوی عبدالغفار خاں صاحب مرحوم وغیرہ آیا کرتے تھے۔ دوکان ہی میں مسائل تصوف پر بحث ہوتی تھی، پیر کے وصال کی وجہ سے تجارت میں دلچسپی باقی نہ رہی نیز کاروباری لوگوں سے کسی بات پر کچھ چپقلش ہو گئی تو آپ نے اپنی تمام دوکان اللہ کے نام پر لٹا دی۔ اور مریدین و معتقدین کے اصرار سے تقریباً ۱۹۱۰ء میں حیدرآباد کے محلہ کاچی گوڑہ میں اپنے مرید مولوی عبدالغفار خاں کے اصرار پر ان کے مکان کے قریب مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ سرکار سے تیس روپیہ وظیفہ بھی منظور ہو گیا تھا۔ یہاں آجانے کے بعد مریدین و معتقدین کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اکثر ذی علم عمائدین شہر بھی آپ کے معتقد

معاصر امراء

و مرید تھے مثلاً مولوی عبدالقادر صوبیدار، مولوی عبدالغفور وکیل جن کا آبدارخانہ مشہور تھا، جو آپ کے بیحد گرویدہ اور جاں نثار تھے، اور ہر طرح آپ کی بڑی خدمت کرتے تھے؛ (آخر زمانہ میں مولوی نظام الدینؒ (نظامت جنگ) مولوی نثار احمد (نثار یار جنگ)، معشوق یار جنگ، صمد یار جنگ (مولوی عبدالصمد بھوپالی)، مرزا نظام شاہ لبیب تیموری، ابوسعید مرزا جج ہائی کورٹ، مولوی سید محی الدین بہاری ناظم تعلیمات، جن کو نہ صرف خوش اعتقادی تھی بلکہ مسائل تصوف سے گہری دلچسپی تھی، آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے، اساتذہ جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر محمد الیاس برنی اور مناظر احسن گیلانی نے بھی فیض حاصل کیا۔ اس طرح جنوبی ہند اور شمالی ہند تک آپ کی شہرت تھی۔ امام فلسفہ مولانا برکات احمد ٹونکی حیدرآباد تشریف لائے تو آپ سے بعض مسائل تصوف میں مباحثہ ہوا آپ کی تقریر سے بہت متاثر اور بیعت سے مشرف ہوئے اور خلافت پائی۔ علامہ مولوی انوار اللہ

۵؎ منظر الکرام مؤلفہ منظر علی اشہر مطبوعہ میں حیدرآباد دکن کے ان مشہور حکام وغیرہ کے حالات مذکور ہیں۔

Marfat.com

فضیلت جنگؒ وزیر امور مذہبی حیدر آباد آپ کو محقق مانتے تھے اور سابق سجادہ صاحب[۲] روضہ گلبرگہ شریف مولانا سید شاہ حسینؒ کو آپ کے پاس تعلیم باطنی کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے سجادہ صاحب سے فرمایا کہ یہ سب آپ ہی کے بزرگوں کی نعمت ہے مجھے انکار نہیں، جو کبھی کبھی تشریف لاتے تھے۔ مسماۃ رانی لسیم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترمہ نواب غلام غوث خاں[۲] راجہ سمستان نارائن پور (نومسلم سابقہ نام راجہ رانیا بہادر) آپ کی مرید تھیں۔ اور آپ کے مرشد حضرت شاہ جی سلطان محمود اللہ قدس سرہٗ کے عرس کے موقعہ پہ کافی نذرانہ اپنی جاگیر سے پیش کرتی تھیں۔

سیر و سیاحت

حیدر آباد دکن کے مشہور مشائخ میں حضرت آغا داؤد صاحب[۳] ابو العلائی قدس سرہٗ سے آپ کے خاص روابط تھے۔ جو ہر سال عرس میں آگرہ جایا کرتے تھے جن کے ہمراہ آپ حضرت قدوۃ العارفین شاہ میر ابو العلا اکبر آبادی قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے آگرہ تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ میر ابو العلاءؒ کی نظر میں بڑی تاثیر تھی، ایک ہی نظر میں گھائل کر دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مرید اور خلیفہ حضرت میر دوست محمد برہانپوری، لاڈ خاں پہلوان اور مست ہاتھی کے واقعات مشہور ہیں۔ اس کے بعد ایک مرتبہ اجمیر شریف حضرت خواجہ سلطان الہند غریب نواز قدس سرہٗ کے عرس شریف میں بھی گئے تھے، اور یہ وہ عرس ہے جس میں حضرت شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ صابری چشتی کا عین مجلس سماع میں بحالت وجد ۱۳۲۲ھ میں وصال ہوا تھا جس سے آپ بے حد متاثر تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شعر پر مولانائے موصوف کی روح عالم علیین میں پرواز کر گئی:۔

---

[۱] مطلع الانوار سوانح مولوی انوار اللہ فضیلت جنگ مطبوعہ حیدر آباد و انوار احمدی مصنفہ فضیلت جنگ مطبوعہ کراچی مرتبہ مولانا مستجاب رحیم (حافظ غلام محمود)

[۲] تاریخ سمستان نارائن پور الموسوم بہ نور ظہور، مؤلفہ عبد الجلیل نعمانی، مطبوعہ،

[۳] اسرار ابو العلاء قدس سرہٗ (حالات) مؤلفہ مولوی احید الدین سجاد مطبوعہ آگرہ۔

Marfat.com

گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

زیارت حرمین شریفین
وصال شریف سے تقریباً تین چار سال قبل ۱۳۴۸ھ میں حضرت قبلہ قدس سرہ بغرض حج اور زیارت روضۂ اقدس مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ رفقاء سفر میں آپ کے خلیفہ مولانا محمد حسین، ناظم سمستان ونپرتی اور آپ کے مریدین میں مولوی غلام دستگیر صاحب، مولوی عبدالرزاق صاحب وکیل تھے۔ بڑی پُر لطف صحبت حال قال رہی۔ اس کے بعد دوسرے سال مولوی محمد حسین ناظم مذکور، پروفیسر الیاس برنی مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی، زیارت حرمین[1] اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے گئے تھے جس کا ذکر مولانا الیاس برنی نے اپنے سفرنامہ صراط الحمید میں کیا ہے۔ جب برنی صاحب مرحوم واپس ہوئے اور حضرتؒ سے قدمبوس ہوئے تو فرمایا کہ تم کو اس مبارک سفر کی بشارت[2] ملی تھی ہمارے اسلاف میں کسی نے اتنا بڑا سفر نہیں کیا تھا۔

معاصر صوفیاء و علماء
آپ کے معاصرین صوفیا، جن سے آپکا ربط ضبط تھا، حضرت آغا داؤد صاحب ابوالعلائی حیدرآبادی، کے علاوہ جن کا ہم سطور بالا میں ذکر کر چکے ہیں، مولانا غلام افضل بیابانی ورنگلی، مولانا شیخ تاج الدین جنیدیؒ پدر بزرگوار مولانا شیخ علاؤالدین جنیدی موجودہ سجادہ روضۂ شیخ سراج الدین جنیدیؒ گلبرگہ شریف مولوی خیر المبین، مولانا سید شاہ حسین سجادہ روضۂ گلبرگہ شریف، مولانا مفتی سید مخدوم حسینی عرف خواجہ پیر، مفتی مدرسہ نظامیہ، مولانا نعیم اللہ شاہ سکندرآبادی، جامی شاہ مدراسی، مولانا سید شاہ عبدالحق المعروف بہ شاہ میر ثالثؒ از اولاد سید محمد شاہ میر اول، کڑپوی، حضرت یحییٰ پاشا صاحبؒ حیدرآبادی، مولوی نظام الدین جھجریؒ واعظ مرحوم تھے، نیز سید بادشاہ

---

[1] صراط الحمید (سفرنامہ الیاس برنی) مطبوعہ ۱۳۴۶ھ
[2] خطوط و خیالات محمد الیاس برنی صلاا مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۶۰ء

حسینی صاحب واعظ مکہ مسجد ابن مولانا سید عمر صاحب[۱]۔ مولانا (پروفیسر) عبد القدیر صدیقی رح مولوی عبد الغنی بہاری مترجم "نعمت عظمیٰ" تذکرہ اولیاء امام شعرانی۔ مولوی عبد الرحیم صاحب وکیل سمستان پالونچہ سے آپ کے قدیم روابط تھے۔ ایک ملاقات میں آخر الذکر بڑے میاں نے زور سے یہ شعر پڑھا ؎

جانِ جاں در جاں نہاں — در جاں نہاں در جاں نہاں

اس وقت راقم بھی موجود تھا۔ دیگر نوجوان مشائخ بلدہ بھی آیا کرتے تھے۔ آپ کا مطمح نظر یہ تھا کہ خصوصاً موجودہ مشائخ میں صحیح تعلیم تصوف کی اشاعت کی جائے۔

احمد حسین امجد مشہور رباعی گو شاعر بھی آپ سے ایک دفعہ ملے تھے۔ مولوی سید صبغۃ اللہ شاہ کے پاس امجد مرحوم سے ایک مرتبہ میری ملاقات ہوئی۔ تعارف ہوا تو فرمایا کہ آپ کے مرشد دو ذات کے قائل تھے، اور اپنی ایک رباعی بھی سنائی جس کا ایک شعر یہ تھا، اور جس کو مولانا شاہ صبغۃ اللہ نے سیکلو اسٹائل کیا تھا[۲] ؎

دو ذات اک وجود کا قائل ہوں — وحدت کے آئینہ میں بال آیا ہے

مگر واقعہ تو یہ ہے کہ جب تک دو ذات عبد و رب ثابت نہ ہوں کوئی مسئلہ شریعت و حقیقت حل نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو (اساس المعرفت مصنفہ شاہ کمال الدین صدیقی مطبوعہ حیدرآباد دکن) ایک صاحب نے امجد کی رباعی سنی تو کہا کہ ؎

اک ذات اک وجود کا قائل ہوں — تنظیم شریعت میں وبال آیا ہے

[۳] بقول شیخ عبد الحق محدث دہلوی "اعیان عالم حقائق الاشیاء غیر حق ہیں" "حقائق الاشیاء ثابتہ" صوفیاء محققین انکو ثبوت الذات مسلوب الوجود کہتے ہیں۔

مولانا سید شاہ عبد الحق شاہ میر ثالث کرنولی (متوفی ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء) آپ کے دادا پیر سید محمد شاہ میر رح

---

[۱] مقالات طریقت مؤلفہ مولوی عبد العزیز مطبوعہ۔

[۲] رباعیات امجد میں یہ رباعی نہیں ہے، غیر مطبوعہ ہے۔

[۳] عقائد السلفیہ قلمی مملوکہ مؤلف، مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی

کی اولاد میں بڑے محقق اور صاحب تصنیفات گزرے ہیں، آپ کا علماء اہل حدیث غیر مقلدین سے ۱۳۲۵ھ میں سخت مناظرہ حدیث انت انا انا انت، اور بعض مسائل صوفیاء کرام پر ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت موصوف نے مشہور علماء ہند، ویلور، مدراس، وحیدرآباد سے فتویٰ لیا تھا جس میں مخدوم حسینی مفتی نظامیہ، مولوی تصدق حسین علیگڈھی تھے، نیز بعض محققین صوفیاء کے ساتھ ساتھ حضرت صاحب تذکرہ ہذا کی بھی دستخط موجود ہے۔

حضرت قبلہ بڑے منکسر المزاج تھے اپنے پیران طریقت کی اولاد و احفاد کا بڑا احترام ملحوظ تھا۔ صاحب زیر تذکرہ نے حضرت شاہ میر ثالث کو ایک خط تحریر فرمایا تھا جو یہ ہے :-

"نقل خط جناب مچھلی والے شاہ صاحب حیدرآبادی بنام حضرت عبدالحق شاہ میر ثالث کڑپوی"

مرسلہ محترمی جناب سید قادر علی بادشاہ صاحب زاد مجدہٗ ابن حضرت شاہ میر ثالث انکڑپہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

واقفِ اسرار حقائق و کاشف معارف پیر و مرشد مدظلہ العالی

بعد سلام سنت اسلام کے کہ راہ اسلام کی ہے، اوپر دل روشن کے ظاہر ہووے کہ یہ فقیر حقیر کمال اللہ شاہ تادم تحریر سکندرآباد میں بخیریت رہ کر خیر و عافیت پیر و مرشد کی بارگاہ عظیم الشان سے خواہاں و جویاں ہے۔ دیگر کیفیت یہ ہے کہ مورخہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز چہارشنبہ عنایت نامہ بساعت سعید بدست ہوا، کیفیات مرقومہ سے اطلاع بخشا، آپ نے تحریر فرمائے ہیں کہ فہرست کتب روانہ کرتا ہوں، مگر پیر و مرشد اکتب کے ساتھ چند غزلیات بھی پیر و مرشد شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ کے بھی روانہ فرمائیں، مگر جلد روانہ کریں، کیونکہ نقل کرنے والا کاتب کہیں جانے والا ہے۔

---

۵۱ فتاویٰ علماء سفینہ حصہ ۱ حقیقت محمدیہ مصنفہ کمیر ثالث، مطبوعہ مدراس

۵۲ آپ کے حالات ملاحظہ ہو، شاہ میری اولیاء، مؤلفہ سید محمود بخاری کڑپوی مدراس، مطبوعہ بنگلور

Marfat.com

آپ نے جن صاحبوں کو سلام لکھا ہے، انشاء اللہ کل کے روز حیدر آباد جا کر آپ کا سلام پہونچا دوں گا۔ زیادہ حد ادب، والسلام

راقم معدوم بالذات موجود بالحق کمال اللہ شاہ غفی عنہ

مورخہ بست و ہشتم ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز پنجشنبہ

نوٹ: گویا یہ خط آپ کے وصال سے ۲۲ سال قبل کا ہے، جو بقیام سکندر آباد لکھا گیا تھا اس کا اسلوب دکنی ہے، اور فارسیت غالب ہے۔ ایک مکرمت نامہ میرے خط کے جواب میں بھی آیا تھا، وہ فی الحال دستیاب نہ ہوسکا۔ اس میں تنبیہ فرمائی تھی کہ:

"میاں دنیا بھول بھلیاں ہے، تم ہوشیار رہو، اور اس کے پھندوں میں مت پڑو۔"

کچھ شعر و شاعری

آپ کو شاعری سے خاص دلچسپی نہ تھی، مگر طبیعت موزوں پائی تھی، کبھی کبھی فی البدیہہ متصوفانہ طرز کی غزلیں کہتے تھے، جو پُر مغز ہوا کرتی تھیں، قواعد و عروض کی زیادہ پابندی نہ تھی۔ اپنے وصال سے چند سال پیشتر ایک غزل کہی تھی جس کا مقطع یہ ہے ؎

بکتے ہیں ارزاں دُرِ عرفاں بدو کانِ کمال
مول لو اے غافلو جلدی، گراں ہونے کو ہے

یعنی جلد حاصل کرلو کہ دولتِ عرفاں لٹ رہی ہے۔

آپ اسرار و معارف علانیہ تو کیا اپنی خاص مجلس میں فرماتے تھے۔ بعض لوگ معترض ہوتے تو ارشاد ہوتا کہ یہ زمانہ اس کا مقتضی ہے، آجکل وحدۃ الوجود کے متعلق یورپ میں بھی مختلف مکاتیب موجود ہیں۔ دنیا دہریت اور الحاد کی طرف جارہی ہے، صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے، حضرت جنید بغدادی[1]، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہم وغیرہم متقدمین صوفیاء کے زمانہ میں صوفیاء کرام معارف و اسرار پر علماء ظواہر، اور مفتیوں وقضاۃ کی افترا پردازیوں کا بڑا اثر تھا، حافظ شیراز فرماتے ہیں ؎

[1] جنید بغدادی، مؤلفہ عبدالحلیم شرر لکھنوی مطبوعہ۔

Marfat.com

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر می کنند پنہاں خورید بادہ کہ تکفیر می کنند

بقول مرزا لبیب تیموری[1] اب حیدرآباد میں مسائلِ تصوف پر ایسی زوردار تقریر کرنے والا نظر نہیں آتا۔ عرضِ عرفان میں آپ کی ایک غزل کے بعض اشعار یہ ہیں: ؎

خانۂ دل کو اپنے کلیسا کروں اور تجھے اُس میں بٹھلا کے پُوجا کروں

قبل شئیے، بعد شئیے، ساتھ شئے کے ہو آنکھ دے ایسی تجھ کو ہی دیکھا کروں

اس کا دوسرا شعر گویا مشہور اقوال، ما رئیت شیئاً الا و رایت اللہ قبلہ، و بعدہٗ و معہٗ و فقط کی خوب تفسیر و توجیہہ ہے۔ ایک مرتبہ حیدرآباد میں فارسی مشاعرہ تھا، مصرعِ طرح فارسی پسند آیا اس طرح میں بہت سے اشعار کہہ ڈالے، ایک شعر مجھے یاد ہے۔ ؎

یارِ من نزدیک تر از من بمن بے انحاد

بعدیت این ست خود را درمیانے داشتم

ایک مرتبہ سمستان نارائن پور جاگیر تشریف لے گئے تھے، رانی بسم اللہ بیگم صاحبہ کی فرمائش ہوئی کہ مشہور غزل "تیری شان جل جلالہٗ" کی طرح میں کچھ فرمائیے۔ تو آپ نے خوب کہا، زبان دکنی ہے، ایک شعر یہ ہے: ؎

کسے نار ہی میں جلائے تو، کسے نور ہی میں چلائے تو

(کسی کو)

کیا اوس کو جیسی تھی اقتضا، تری شان جلّ جلالہٗ

ایک بڑی غزل بسم اللہ بیگم صاحبہ کو اُن کی فرمائش پر اوتھیں کے نام سے اپنی اہلیہ محترمہ مرحومہ کے عرس کے موقعہ پر کہی تھی، جس کا مقطع یہ تھا: ؎

طالب المولیٰ مذکر حضرت تاج النساءؒ اُن کا بیگم عرس ہے، ماہ صفر آنے لگا

اسی غزل میں ناقص التحقیق صوفیا پر چوٹ بھی کی تھی جس کا ایک مصرعہ یہ ہے ع

---

[1] مرزا نظام شاہ لبیب تیموری مرحوم پدر بزرگوار عرش تیموری مرحوم کراچی، صاحبِ دیوان آتش خنداں، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

"بھیڑ لو گھر کے کواڑے درد سر آنے لگا"

سخن فہمی و نکتہ سنجی

حضرت قبلہ قدس سرہٗ فارسی اشعار کی توضیح و تشریح خوب فرماتے تھے، ایک مرتبہ مولوی عبدالغنی بہاری وارثی مددگار صدر محاسب حیدرآباد مصنف "نعمت عظمیٰ" وغیرہ تشریف لائے، آپ مسجد نور عالم میں مغرب کے وقت تشریف فرما تھے، مؤلف ہذا بھی موجود تھا، دو ذات ایک وجود ذکر و ذاکر و مذکور پر بحث ہوئی حضرت قبلہؒ نے حافظ شیرازیؒ کی حسب ذیل مشہور غزل کے اشعار کے باریک نکات کی خوب توضیح فرمائی: ؎

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند | و اندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند
بیخود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند | بادہ از جام تجلی بصفاتم دادند
چوں من از عشق رخش بیخود و حیراں گشتم | خبر از واقعۂ لات و مناتم دادند
بحیات ابد آں روز رسانید مرا | خط آزادگی از حسن مماتم دادند

اس ضمن میں حضرت شاہ کمال اول المعروف بہ شمع خاندان چشتیہؒ کے حسب ذیل اشعار نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، جو یہ ہیں: ؎

معنی کے آئینہ ہا میں ہیں عکس ذات دیکھا | صورت کی آرسی میں روئے صفات دیکھا
ایمان دوئی سے جا کفر سیومی میں | حسنات اہل ظاہر میں سیئات دیکھا
من بعد نفی ثانی اثبات ثالثہ میں | نئیں غیر عین واصلات و مفات دیکھا
ہے موت اضطراری ضد حیات لیکن | ہیں موت اختیاری عین حیات دیکھا

اس کے بعد مرتبہ لا ربؒ و لا عبدؒ- اور ذکر و ذاکر و مذکور کا مسئلہ چھڑا، تو آپ نے حسب ذیل اشعار ارشاد فرمائے: ؎

غنی کی محویت میں مشغل شہ میر | نہ ذکر و ذاکر و مذکور آپنا
؎ نہ تو عاشق نہ تو معشوق ہے عشق فقط | یہ روش راہ محبت کے سرانجام کی ہے

Marfat.com

تجھ ذات کی صفت دو' عبدیہ و ربیہ　　　ہے عبد تو بھی رب تو' نا عبد ہے نہ رب تو

اور عرفی کے اس شعر کے متعلق فرمایا کہ عرفی نے اپنے اس شعر میں دو ذات ایک وجود کا اشارہ کیا ہے۔ ؎

سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را　　　تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل

دو محمل سے مراد' ذات رب قدیم ہے اور ذات عبد ملحق بعدم جو ثبوت الذات مسلوب الوجود ہے مشہور مولانا غلام امام شہیدؔ الہ آبادی نے منشی راجہ باقی حیدر آبادی کو نواب محی الدولہ محمد یار خاں کو لکھا تھا' اور شعر مذکور کی اس طرح توجیہہ کی تھی:" شہید را زے از حقیقت گوید ؎

وحدت نہ پسندد کہ بیک ناقہ دو محمل　　　از شرک نشاند بہ حدوث تو قدم را
یک نغمہ سرائیم کزیں بیش زرازش　　　زنہار نبو دست خبر لوح و قلم را
در پردۂ توحید نہاں بود کہ تقدیر　　　در شان حدوث تو عیاں کرد قدم را

مگر حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ مولانا جامیؒ کی مشہور رباعی ترجمہ شاہ کمال اولؒ سے استدلال فرماتے تھے ؎

خورشید بذاتہ ہے روشن بیشک　　　پرتو سے ہے اُس کے مقتبس ماہ فلک
دو ذات نہیں یک وجود سے یوں موجود　　　پس شرع حقیقت ہے کہاں ہے منفک

شاہ نداؔ حیدر آبادی کا یہ شعر عبرت آمیز آپ کو بڑا پسند تھا جو مریدین کے لئے ہدایت آمیز تھا۔ ؎

دنیا غفلت دھوکا ہے　　　کیا دریا تنکا روکا ہے

غوث علی شاہ قلندر کا یہ شعر مریدین کو سُناتے اور فرماتے کہ انانیت اور غفلت رفتہ رفتہ ہی دُور ہو سکتی ہے۔

بھو بھاگت بھاگت بھاگت ہے　　　بہت دنوں کا سویا منوا جاگت جاگت جاگت ہے

؎ پنج رقعہ غلام امام شہید' قلمی' کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن۔
؎ دیوان شاہ ندا حیدر آبادی' انجمن ترقی اُردو کراچی و مضمون راقم اُردو ادب علیگڑھ۔

نیز یہ شعر آپ کو بہت مرغوب تھا ؎

کہدو یہ کو ہکن سے کہ مرنا نہیں کمال مر مر کے ہجر یار میں جینا کمال ہے

ہجر و وصل دونوں باعث کمال ہیں، عبدیت ہجر اور عینیت وصال ہے، دونو پلے برابر رہنا چاہیئے۔ شیخ محمود بحریؒ کے حسب ذیل اشعار زور سے پڑھتے اور بڑا لطف اٹھاتے تھے۔ مثنوی کا مطلع یہ ہے: ؎

اے دوپٹہ ترا رتی رتی ہے پربت پربت پتی پتی ہے

پربت میں ادک نہ کم تپی میں یکساں رہے راس اور رتی میں

یعنی ہر ذرہ مظہر اتم ہے۔ باوجود اس کے ذات حق سبحانہ تعالیٰ تجزی سے پاک ہے۔

بہرحال آپ کی شخصیت بڑی عجیب اور بلند تھی، آپ بڑے ذہین واقع ہوئے تھے اور جب بولنے بیٹھتے تو معرفت کا دریا بہا دیتے تھے۔ مشہور حدیث بین السعدین عدم بین الدمین دم تو حید مطلقہ کی توجیہ میں حسب ذیل رباعی آپکو مرغوب اور وجد آور تھی بس

رسن مہد کہ در سر دو طرف صورت لا ہیچ دانی کہ چہ معنی ست و این شکل چرا

یعنی اے طفل بہ گہوارہ چہ خسپی خرم کہ وجودت بنہادند میان دو عدم

اور حضرت شاہ میرا ول قدس سرہٗ متوفی ۱۱۸۶ھ مصنف انتباہ الطالبین (دکنی نثر) کے اس قول سے استدلال فرمایا کرتے تھے کہ "جو چیز کہ اول بھی نہیں اور آخر بھی نہیں وہ درمیان میں کہاں سے ہوئی" اگر ہست ہوئی کہے تو قلب حقیقت لازم آتا ہے۔

رفاہ عام کے کام

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کو مساجد کی تعمیر و ترمیم کا شوق تھا اور بڑی فکر رہا کرتی تھی، گویا حتی الامکان کثیر سرمایہ ایسے ہی نیک کاموں میں صرف فرما دیا۔ سکندر آباد کی ایک مسجد، شہر حیدرآباد کے محلہ فیل خانہ کی مسجد

لہ من لگن مطبوعہ انجمن ترقی اردو کراچی مرتبہ راقم ادک (ھ) زیادہ

لہ انتباہ الطالبین دکنی مطبوعہ ۱۳۱۸ھ حیدرآباد دکن

Marfat.com

یا بلوا ازسرنو تعمیر فرمائی اور اُس کو قوت الاسلام میں موسوم فرمایا۔ محلہ کاچی گوڑہ کے ایک غریب شخص مسمیٰ مستان صاحب خطوط رساں نے اپنا پورا مکان مسجد کے لئے وقف کردیا تھا اور یہ شخص خدمت مؤذنی بھی انجام دیتا تھا۔ عرصہ دراز تک اس کی تعمیر کی کوئی سبیل نہیں ہوئی بعض مخیر حضرات نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا، جس اہل خیر نے تعمیر مسجد میں زیادہ حصہ لیا تھا۔ اُن کے نام کے حوالے کے ساتھ آپ نے مادۂ تاریخ نکالا تھا جو کندہ ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

نعمت اللہ سید عالم کہ اوست

"دالی بیت الحرم والا صفات"

ذیل میں آپ کا اسم مبارک کندہ ہے :" صلے اللہ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ وسلم، از فقیر حقیر کمال اللہ شاہ چشتی القادری" جب تکمیل پا چکی تو آپ نے خود اس کا سائبان (پیش دالان) تعمیر فرمایا جس کا مادۂ تاریخ یہ ہے :۔

"بوستان مسجد مستاں آلہی سائباں"

صلے اللہ علیہ وسلم الفقیر حقیر کمال اللہ شاہ چشتی القادری

افسوس ہے کہ پورے قطعات جو میرے سابقہ مسودے میں تھے سوء اتفاق سے وہ مسودہ بوجہ وفات شاہ عبدالرحیم پبلشر تلف ہو گیا۔ مسجد ٹھگی، راہ عنبر پیٹ حیدرآباد کی مسجد کا سائبان اور حوض تعمیر فرمایا، جو دریائے موسیٰ کے کنارے واقع ہے نیز اپنی ایک چھوٹی سی خانقاہ اور سرائے تعمیر کی جس کے نام آلہی چمن، اور آلہی سرائے رکھے تھے اور اُن کو وقف فرما دیا تھا۔ غرض آپ آخر دم تک اسی سرائے کے ایک حصہ میں مقیم رہے۔ اسی کے متصل قبرستان میں آپکی اہلیہ محترمہ اور آپ کا مزار شریف ہے نیز بعض مریدین اور برادران طریقت کے بھی مزارات ہیں جن میں مولوی عبدالغفار خاں، مولوی زاہد علی ملیح آبادی، مولانا زین العابدین وغیرہ ہیں۔

وصال

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے ایک مرید مولوی عبدالقادر صاحب صوبیدار (گورنر) کے پاس، گیارھویں کی نیاز میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے، وہاں سے

Marfat.com

واپس آنے کے بعد شام میں طبیعت دفعتاً خراب ہوگئی۔ حاضرین کو بلند آواز سے اللہ اللہ پڑھنے کی تاکید فرمائی اور خود بھی اللہ اللہ پڑھتے ہوئے بعد ادائے نماز مغرب بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بروز پنجشنبہ دکن کا یہ آفتاب حقیقت و معرفت غروب ہوگیا۔

آپ کے خلفاء و مریدین، مولانا محمد حسین ناظم، مولانا غوثی شاہ، مولوی محمد الیاس برنی نے تجہیز و تکفین اور غسل شریف میں ہاتھ بٹایا۔ دوسرے روز بعد نماز جمعہ ٹھگی جبل حیدر آباد کی مسجد میں نماز جنازہ ادا ہوئی، اور اپنی اہلیہ محترمہ کے پہلو میں بمقام الٰہی چمن دفن کئے گئے۔ اکثر علماء و مشائخ اور عمائدین شہر، مولانا عبدالقدیر صدیقی، مہاراجہ سرکشن پرشاد، وغیرہ شریک جنازہ تھے۔

حیدر آباد کے مشہور خوشنویس مولانا حشمت علی، افسر نے قطعہ تاریخ وصال کہا تھا جو سنگ مرمر کی تختی پر کندہ اور سر مزار شریف نصب ہے۔ جو یہ ہے ؎

بلبل گلزار وحدت، طوطی عرفاں بیاں — واقف سر حقیقت، سالکاں را خضر راہ
چوں بحق پیوست، افسر مصرع تاریخ گفت — آں مقدس اصل رب شد کمال اللہ شاہ

ازواج

آپ کی پہلی حرم محترم کا نام تاج النساء بیگم تھا، جو بڑی اہل دل، صوم و صلوٰۃ کی پابند، پڑھی لکھی سمجھدار اور سلیقہ شعار تھیں۔ سالہا سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو خود آپ کی ان اہلیہ محترمہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے عقد کا انتظام کیا، جب عقد ہوگیا تو شیر و شکر کی طرح ایک جگہ رہیں۔ حضرت شاہ جیؒ سلطان محمود اللہ حسینی کے عرس میں آپ عورتوں کی محفل کا خاص اہتمام فرمایا کرتی تھیں خود میلاد شریف پڑھتیں اور خاطر و تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتیں۔ رانی صاحبہ نارائن لیہ آپ کا ہاتھ بٹاتی۔ آپ کو فارسی و اردو میں بھی عبور تھا بعض اوقات شعر بھی کہتی تھیں، حالت استغراق طاری ہو جاتی تھی حضرت قبلہ نے میری ماں صاحبہ کا ایک شعر فارسی مجھے سنایا تھا جو یہ ہے ؎

آنکہ اندر زمان استغراق — گر بگوید انا خطا نبود

مرض طاعون ۱۳۳۶ف تقریباً ۱۹۱۷ء میں آپ بعارضہ طاعون اللہ کو پیاری ہوگئیں

Marfat.com

بحالتِ نزع کسی مریدنی نے آپ سے پوچھا کہ پیرانی ماں فلاں کتاب آپ نے پڑھنے کے لئے فرمائی تھی کہاں ہے؟ تو فرمایا کہ اب کتاب کیا پوچھتی ہے، دیکھ تو سہی، سب کتابیں طاق میں رہ گئیں میں تنہا جا رہی ہوں۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر آپ کی برسی دھوم دھام سے مناتے تھے، فقرا، اور مساکین کو کھانا کھلاتے۔ ایک روز جبکہ مسجد نور عالم کا چی گوڑہ کا سائبان تیار کروا رہے تھے اور مسجد ہی میں آرام فرما رہے تھے تو خواب میں پیرانی ماں صاحبہ مغفورہ کو دیکھا، اور پوچھا کہ کہو دربار الٰہی میں کیا معاملہ پیش ہوا، کہنے لگیں کہ مجھکو مرنے میں بہت لطف آیا، اگر مولیٰ تعالیٰ مجھکو سو مرتبے بھی زندہ کرے اور مارے تو میں مرنے کے لئے تیار ہوں۔ بقول؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

دوسری اہلیہ محترمہ، گو صوم و صلوٰۃ کی پابند اور نیک تھیں، مگر ذرا تیز مزاج تھیں، آخر دم تک حضرتؒ کا ساتھ دیا۔ اُن سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی، اور حضرت قبلہؒ کے وصال کے چند سال بعد وفات پائی۔ آپ ہی چمن میں آپ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

خلفاء حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ہیں (۱) مولانا سید محمد حسین صوفیؒ ساکن خلوت حیدرآباد (۲) مولانا محمد حسین ناظم عدالت سمستان وَنپرتیؒ (۳) مولانا میر احمد حسین المعروف بہ شاہ یاسینؒ (۴) مولانا غوثی شاہؒ (۵) سید شاہ عبید اللہ حسینی کرنولیؒ (۶) مولانا سید برکات احمد ٹونکیؒ تھے۔ بموجب بیان محمد الیاس برنیؒ، مولانا محمد حسین ناظم سجادہ نشین ہونے والے تھے مگر آپ نے مصلحتاً مولانا غوثی شاہؒ کو ترجیح دی اور وہی سجادہ نشین ہوئے، جو حضرت قبلہؒ کے عرس کا اہتمام کرتے تھے۔

خاص مریدین و معتقدین آپ کے خاص مریدوں میں مولانا عبد الغفار خاں مرحوم ٹائپسٹ ہوم آفس، مولوی بدر جہاں مرحوم، پنڈت رام چندر عرف اسلام علی شاہ مرحوم، حکیم عبد العظیم حیدرآبادی وغیرہ سینکڑوں تھے جن میں ایک ناچیز مؤلف ہذا بھی تھا۔ معتقدین میں ذی علم حضرات اور امراء کا ذکر ہم سطور بالا میں کر چکے ہیں

Marfat.com

برادرانِ طریقت ہیں مولانا حکیم سید علی ملیح آبادیؒ ناظم دارالقضا، حیدرآباد؛ اور مولانا محمد سعید سکندرآبادیؒ مولوی حکیم عنایت اللہ اسلام پوری (سہارنپور)

بعض کرامات

آپ کو کشف کرامات سے کوئی دلچسپی نہ تھی، آپ الاستقامت فوق الکرامت، اور کشفِ الٰہی پر کاربند تھے۔ مگر آپ کی زبان میں بڑی تاثیر تھی، جو زبان سے نکلتا پورا ہوتا۔ ایک مرتبہ سر اکبر حیدری وزیر اعظم حیدرآباد نے ملازمت کی توسیع کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ ہو جائے گی، منظوری کے بعد ملنے آئے اور کہا کہ حضرت بجائے ایک سال کے دو سال کی توسیع ہو گئی۔ میرے ایک عزیز ایک فوجداری مقدمہ میں پھنس گئے تھے، اور سخت پریشان تھے، معاملہ سنگین تھا آپ نے دعا فرمائی، خدا کا فضل ہو گیا۔

تعلیمات، دقائق، حقائق و معارف

آپ کی تعلیم و تلقین قال صحیح پر مبنی تھی، جس کے خاص اصول اور نظریے تھے۔ آپ ان ہی اصول پر قائم تھے، جن کی تفصیل آپ کے خلیفہ حضرت شاہ میر احمد حسین المعروف بہ شاہ بالیمینؒ نے اپنے ایک رسالہ "اشارات توحیدی"[1] میں درج فرمائی ہے۔ نیز کلمات کمالیہ، حضرت شاہ کمال اولیؒ و انتباہ الطالبین مصنفہ سید محمد شاہ میرؒ میں تفصیل سے ہیں۔ اشارات توحیدی اور بعض رسائل قال صحیح وغیرہ مصنفہ مولانا شبیر علی حیدرآبادی خلیفہ حضرت محمد حسین صوفیؒ حضرت قبلہ صاحب زیرِ تذکرہ سے معنون ہیں مختصر طور پر ارشادات کا ذکر درج ذیل کیا جاتا ہے:-

دقائق: دقائق میں منازل:- شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت سے متعلق تشریک توحید، اور تعطیل، اور شرک جلی، شرک خفی، شرک اخفیٰ۔
یعنی اثبات معبودین، شریعت کا شرک، توجہ بغیر حق، شرک طریقت، اور اثبات موجودین، شرک حقیقت، اور نفی اثبات تشریک (شرک معرفت)، اثبات کا اثبات توحید حقیقی بقول سہ

---

[1] اشارات توحیدی، مطبوعہ حیدرآباد دکن، مؤلفہ شاہ بالیمین

Marfat.com

ے بعد رفع پردہ پندار غیر — کس کو ثبت کس کو کرنا منتفی

افراط، اور الحاد میں، کفر شریعت، نفی وجود و صفات حق، کفر طریقت، اوصاف مع الذات، یعنی صفت کو عین ذات جاننا۔ اور کفر حقیقت، عینیت حقیقی، غیریت اعتباری۔ جیسے آب اور موج، اور کفر معرفت، حق تعالیٰ کے وجود اور ذات کو جدا سمجھنا۔

حقائق: تنزلات ستہ: احدیت، وحدت، واحدیت، ارواح، امثال، شہادت۔ حقائق ارواح حقائق قلوب، حقائق اجسام (اعیان ثابتہ، وصور علمیہ) حقائق الاشیاء۔

معارف: وجود ایک، ذات دو، انیت ایک، اقرار دو، حرکت ایک، نسبت دو، تنزیہ و تشبیہ

تجدد امثال: "تجلی کو تکرار نہیں، حقیقت کو تبدل نہیں۔"

عوالم: عالم ناسوت، عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت، ہاہوت یاہوت۔

حقیقت روح: نہ متصل نہ منفصل، نہ خارج نہ داخل، نہ حلول نہ اتحاد، نہ ترکیب نہ ترتیب جس کی معیت جسم کے ساتھ مجہول الکیف ہے۔ حق سبحانہٗ وجود بات سے یعنی حلول و اتحاد، روپ و بہروپ، تجزی و تسلسل، حدوث و زوال، توالد و تناسل، صورت و شکل سے پاک ہے۔

وجودات: واجب الوجود، ممکن الوجود، ممتنع الوجود، عارف الوجود، شاہد الوجود، واحد الوجود اسلام، ایمان، احسان، تقویٰ، توحید، توحد، (مرتبہ لارب و لاعبد)۔ نفس۔ دل۔ روح۔ سر و عشق۔ نور، ذات (یعنی علی الترتیب نفس۔ دل بولتا، دل جانتا، روح دیکھتی، عشق چاہتا، نور پہچانتا)

جبر و اختیار: - العبد مختارٌ فی فعلہ و مجبورٌ فی اختیارہ (قول حضرت امام جعفر صادقؓ) و شاہ کمال اولؒ (شمع خاندان چشت) ے

جبر تفریط اور قدر افراط — مذہب معتدل تسنن ہے

توحید اسمائی، توحید افعالی، توحید صفاتی، توحید ذاتی، توضیح مسائل عینیت، حقیقی، غیریت اعتباری، غیریت حقیقی، اصطلاحی، غیریت لغوی — شاہ کمال اولؒ ے

میں ہوں یاراں عین حق، حق کی قسم — پن نہ مثل شکل موم و موج و یم

Marfat.com

میں خدا کا غیر ہوں، لیکن نہ جوں آب و آتش، جھروغم، تریاق سم

برادرانِ طریقت

(۱) حکیم سید علی ملیح آبادی
(۲) مولانا سید محمد مصطفٰے قادری مدرس دارالعلوم مدفن مستعد پورہ حیدرآباد دکن
(۳) سید عبدالقادر حسینی صاحب فضل وکمال تھے، حیدرآباد دکن میں داخل بحق محلہ مراد نگر حیدرآباد میں مدفون ہیں۔
(۴) حکیم عنایت اللہ شاہ اسلام نگری (سہارنپور) حسب صدر
(۵) مولانا ہدایت اللہ شاہ ان اصحاب کا ذکر علیحدہ ضمناً آچکا ہے۔
(۶) مولانا سید احمد اہل حدیث ساکن سکندرآباد دکن۔ حضرت سلطان محمود المعروف بہ شاہ جی سے بڑا بحث ومباحثہ رہا، اس کے بعد آپ سے بیعتِ خلافت سے ممتاز ہوئے۔ عالم فاضل شخص تھے۔
(۷) مولوی محمد سعید حیدرآبادی، آپ بھی ذی علم تھے۔
(۸) شیخ محی الدین عرف جلال اللہ شاہ (خسر محترم) مولوی صبغۃ اللہ صاحب

افسوس ہے کہ ان اصحاب کے تفصیلی حالات ہمدست نہ ہوسکے۔

Marfat.com

باب ۲

حالاتِ خلفاء حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ

۱- مولانا سید حسین المشہور بہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ حضرت سلطان محمود اللہ المعروف بہ شاہ جی قدس سرہٗ کے بھانجے تھے۔ حضرت قبلہ سے تعلیم و تربیتِ باطنی سے بہرہ اندوز اور خلافت سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ صاحب وجد و حال تھے، خاموشی پسند اور اپنی دُھن کے پکے تھے۔ عرصۂ دراز گزرا کہ آپ کا بھی وصال ہوگیا۔

فی الوقت آپ کے مزید حالات اور تاریخ وصال دستیاب نہ ہوسکی۔ آپ کے خلفاء میں مولوی میر شبیر علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی صدر مدرس بقید حیات ہیں۔ اور حضرت موصوف کی تعلیم کو جاری رکھا ہے اور اس غرض کے لئے ایک ادارہ آہیات کے نام سے حیدرآباد دکن میں قائم ہے۔ بعض کتب بھی طبع اور شائع ہوچکی ہیں، جن میں سے بعض آپ کے نام سے معنون ہیں۔

۲- مولانا شاہ محمد حسینؒ المعروف بہ ناظم صاحب حیدرآبادی قدس سرہٗ

آپ ۱۳۱۴ف ۱۳۲۴ھ میں ناظم عدالت سمستان نارائن پور (ضلع محبوب نگر) مقرر ہوئے تھے۔ فارسی، عربی پر کافی عبور تھا۔ نہایت سنجیدہ طبیعت پائی تھی۔ طلاقتِ لسانی خوب تھی۔ جب

عہ ظہور و تاریخ سمستان نارائن پور مؤلفہ عبدالجلیل نعمانی مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

Marfat.com

مولانہ محمد حسین المعروف بہ ناظم صاحب

حضرت میر احمد حسین شاہ بالیمین

Marfat.com

Marfat.com

توحید پر گفتگو کرتے تو زبان رکتی نہ تھی۔ گھنٹوں بولتے رہتے تھے، طریقۂ استدلال اور تفہیم اچھا تھا۔ تقریباً ۱۳۰۲ھ میں حضرت کمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ ابتدا میں شرک و بدعت کے خلاف اس قدر غلو تھا کہ سمستان میں کہا جاتا ہے کہ تعزیہ داری موقوف کر دی تھی۔ جب کبھی مرشد سے ملتے اور توحید پر گفتگو ہوتی تو قدموں پر لوٹ جایا کرتے تھے۔ کبھی بے اختیار نعرہ لگاتے۔

آپ کا ابتدائی زمانہ اشغال مقیدہ، چلہ کشی، اور مجاہدہ میں گزرا۔ اس کے بعد حضرت مچھلی والے شاہ صاحب قدس سرہٗ کی تعلیم و تربیت سے تشفی ہوئی، اور درجۂ کمال کو پہونچے۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کی مجلس میں فرمایا کہ ذکر اسم ذات اور اس کی مداومت سے مجھ کو بے حد لذت حاصل ہوا کرتی تھی۔ تقریباً ۱۳۲۵ھ عمر میں بقول مولانا الیاس برنی رحؒ اکثر اوقات آپ پر جذب و حال غالب رہتا تھا۔ حتیٰ کہ نماز با الجہر با جماعت پڑھنی مشکل ہو جاتی تھی، ادھر امام نے قرأت شروع کی ادھر کیفیت شروع ہو گئی۔ کبھی بے قابو ہو گئے تو نماز پوری کرنی مشکل ہو گئی۔ (برنی نامہ ص) مولانا برنی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمال احمد (برادر زادہ الیاس برنی) جس کی عمر چودہ یا پندرہ سال کی تھی، حضرت شاہ صاحبؒ نے انگشت شہادت اسکے قلب پر رکھدی تو اس کا قلب جاری ہو گیا۔ (برنی نامہ ص۵)

آپ با مروت، منکسر المزاج اور مہمان نواز تھے۔

معاصرین: — آپ نے اپنے ایک مکتوب میں مولانا الیاس برنی کو تحریر فرمایا کہ:-

"تعطیلات عید الاضحیٰ میں مولانا مناظر احسن اور مولانا عبد الباری ندویؒ کی بدولت افروزی رہی۔ مولانا مناظر کا الحمد للہ علم و عمل جاری ہے اور" "علم الٰہی کا انفتاح بھی ہو رہا ہے۔ مولانا نے بیعت کا تذکرہ کیا، میں نے" "کہا تعلیم کے لئے بیعت غیر لازمی ہے۔ البتہ اجازت کے لئے لازمی ہے۔" "معلوم کا رخ بعلم عالم، عالم کی جانب رہے تو تکمیل دین ہے اور اگر معلوم"

Marfat.com

"بعلم عالم عالم کو پالیا اور اس میں محو ہو گیا تو تکمیل نعمت ہے۔"

(برنی نامہ ص۱)

مولانا عبدالقدیر صدیقی پروفیسر جامعۂ عثمانیہ سے بھی آپ کو خاص محبت اور بے تکلفی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نظریہ وحدۃ الوجود اور وحدت ذات ایک وجود پر آپ سے بزمانۂ سفر حج بحثیں ہوئی تھیں۔

مولانا الیاس برنی کے خلافت نامہ پر مولانا محمد حسین قبلہ نے مولانا عبدالقدیر صدیقی اور ابو رضا سید محمد بادشاہ محی الدین شمسی کے بھی دستخط لئے تھے (برنی نامہ ص۱۱)

مولوی سید لطف احمد، غلام محمود قریشی معتمد سررشتۂ مال بھی آپ کے مرید معتقد تھے۔ آخر زمانہ میں حضرت محمد حسین صاحب قریشی صاحب ہی کے پاس مقیم تھے اور وہیں ۱۳۶۵ھ 1945ء میں واصل بحق ہوئے۔ قریشی صاحب نے بڑی خدمت کی۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی البہاری مقیم کراچی بھی آپ کے خاص معتقدین میں سے ہیں۔ آپ کا مزار باغ مرلی دھر حیدرآباد دکن میں ہے۔ عہ

مولانا سلیمان ندوی سے بھی حیدرآباد میں آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ جس کا ذکر مولانا مرحوم نے رسالہ "الفرقان" ۱۳۵۸ھ میں کیا ہے۔ مولانا سلیمان ندوی نے آپ سے مسائل تصوف کی بحث غور سے سُنی اور فرمایا کہ جو کچھ آپ بیان کریں بلا کسی تاویل کے شرع کے مطابق ہونا چاہیئے۔ غرض آپ کی تقریر دلپذیر سُن کر بہت محظوظ ہوئے۔ مگر یہ حضرات زیادہ تر مسئلۂ وحدت الوجود کے بجائے مسئلہ قیومیت پر زور دیتے ہیں۔ (تجدید تصوف مصنفۂ مولانا عبدالباری ندوی ملاحظہ ہو) اور اس کو علم کلام کا ایک مسئلہ سمجھتے ہیں۔

تصنیفات وتعلیمات

مولانا محمد حسین صاحب کی محفل میں ہمارے دادا پیر سلطان محمودؒ کے عرس کے موقع پر احقر بھی شریک رہا ہے۔

عہ آپ کے صاحبزادے محمد حسن اور مسعود حسن ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن اور عظیم الدین محبت۔ اور غلام علی داماد ہیں۔

Marfat.com

مولانا بڑے رقیق القلب تھے۔ اسرار و معارف کے بیان کرنے میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا، خصوصاً کلمۂ طیبہ کی توضیح و توجیہہ اور مسئلہ جبر و قدر کے اسرار خوب بیان فرماتے تھے۔ آپ نے شاہ کمال اول کے اس مصرعہ سے استدلال کیا ہے ع

"کسب کی نسبت بخلق فعل کی نسبت بحق"

کلمۂ طیبہ میں دو نفی ایک اثبات کے متعلق مدلل بحث کی تھی۔ آپ کی تعلیم کا کمال یہ تھا کہ زیادہ تر قرآن و حدیث سے بحث کرتے تھے۔ مکرمی ڈاکٹر میر ولی الدین کی تصنیف "تصوف اور قرآن" میں آپکی تعلیم کا لب لباب موجود ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف کا ایک مجموعہ "مکاتیب المعارف" کے نام سے آپ کے خلیفہ مولانا الیاس برنی[2] نے مرتب فرمایا تھا جو حقائق قرآنی اور تعلیمات ربانی کا عجیب مرقع تھا۔ افسوس ہے کہ ہم کو دستیاب نہ ہو سکا۔ (برنی نامہ ص۱)

۲۔ ایک مثنوی اسرار و معارف پر تصنیف فرمائی تھی، جو میری نظر سے نہیں گزری۔ مکرمی عظیم الدین محبت کا بیان ہے کہ یہ مثنوی عبدالجبار صاحب بی۔ اے عثمانیہ حیدرآباد دکن کے پاس موجود ہے۔

استادی مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے مضامین "مقالات احسانی" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ مولانائے موصوف نے خصوصاً تصوف کے دو طریقوں "طریقۂ غزالیہ اور طریقۂ اشتغال مطلقہ یا اطلاقی تصوف" پر حضرت امام غزالیؒ کی تصنیفات اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی فتوحات مکیہ اور مثنوی مولانا روم سے مدلل بحث فرمائی ہے اور مرتب مقالات نے لکھا ہے کہ حضرت گیلانی کی یہ تجویز در اصل ان کے شیخ عالی مقام حضرت مولانا محمد حسین صاحب حیدرآبادیؒ کے طریقہ کی تلقین کا نتیجہ ہے۔ اس کا اندازہ حضرت مولانا محمد حسینؒ کے ایک جملہ سے ہوگا جو اکثر فرمایا کرتے تھے۔

"ایک انسان لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر کے ایک سکنڈ میں کفر سے نکل کر"
"دائرۂ اسلام میں آجاتا ہے، اور ایک مسلمان اِنَّ اللہ مَعَنَا کا استحضار

Marfat.com

کر کے ایک سکنڈ میں مرتبۂ احسان کو پہنچ جاتا ہے۔" (بقول حضرت شاہ کمال رحؒ)

"جس کو حل ہے عقدۂ اللہ معی المعی ہے، المعی ہے المعی)"

"اس استحضار کے قیام کے لئے حضرت شیخ تصیح فکر کو کافی تصور فرماتے تھے اور"

"اسی تصیح فکر کو اصلاح اخلاق میں بھی موثر سمجھتے تھے (مقالات احسانی ص۱۸)

غرض یہ اطلاقی مشرب طریقہ کمال اللّٰہی سلسلہ شاہ میران جی شمس العشاق بیجاپوری میں تقریباً چار سو سال سے مروج ہے۔ ہمارے مخدوم مرزا نظام شاہ لبیب تیموریؒ اس طریقہ کو مکتب خواجہ بندہ نواز سے موسوم فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت شاہ کمال الدین قدس سرہٗ صاحب مخزن العرفان فرماتے ہیں ؎

کسب کر توحید مطلق تا کمال | تجھ سے ہو خوشنود حق سبحانہٗ
آثار دو صف و فعل سے اپنی تفرنکال | رکھ بر وجود ذات اگر مرد و اصلی
ہے ذکر قلب شغل مسمیٰ اے عزیز راہ | کر مخفی ایس کو واسے دیکھ منجلی
مولوی تحصیل کر اس علم کو | چھوڑ دے مبسوط و کنز و ملتقط

آپ کے مرشد حضرت کمال اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ مراقبہ نظری پر بے حد زور دیتے تھے، اور اشغال مقیدہ اور چلہ کشی کی طرف رجحان نہ تھا، چنانچہ مرتبۂ احسان کی توجیہ میں آپ کا ایک شعر میرے حافظہ میں اب تک محفوظ ہے جو یہ ہے ؎

قبل شئے، بعد شئے، ساتھ شئے کے ہو | آنکھ دے ایسی کہ تجھ کو ہی دیکھا کروں

مولانا محمد مخدوم عبدالحق ساوی بیجاپوری ثم ویلاپوریؒ (مدراس) اور ان کے متبعین میں سید شاہ ابوالحسن قربی۔ وغیرہ۔ یعنی اقطاب ویلوریؒ نے اپنی تصانیف میں اشغال مطلقہ پر زور دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ کشف وجودی یعنی تصرفات عالم تو کفار کو بھی حاصل ہیں۔ کشف الٰہی کچھ اور ہی چیز ہے۔

مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں، مولانا الیاس برنیؒ مولانا جمیل الدین

Marfat.com

(جگناتھ پرشاد) مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا سید حسین ہیں، ڈاکٹر میر ولی الدین استاد فلسفہ جامعۂ عثمانیہ آپ ہی کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں اور خلیفہ بھی ہیں۔ جن کے محققانہ مقالے "تنزلاتِ ستہ" "خلق وحق" "حقیقتِ نفس" "مراتب النسانی" وغیرہ اور بیش قیمت تصنیف "تصوف اور قرآن" بلند پایہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو مجموعۂ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ جلد ۸-۹-۱۰۰ - معارف دسمبر ۱۹۵۶ء)

تعلیمات حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ

(۱) سلوک الی اللہ :- بموجب نقشہ ۲ تصوف اور قرآن مصنفہ ڈاکٹر میر ولی الدین زاد کرمہ

مقصود :- حصول مقام عبدیت مع الالوہیت یعنی یافت وشہود حق۔

غیر مقصود :- ذرائع :- عرفان نفس باعتبار ماہیت وفقر وامانت۔

عرفان حق باعتبار توحید وحدت ذاتی۔

توابع :- لذت باحوال کشف کونی - تصوف، رویائے صالحہ۔ وجد وغیرہ

موانع :- نفیٔ شئے یا نفی غیریتِ شئے - ترک شریعت یا ترک اوامر ونواہی - اور تعجیل۔

نوٹ :- بلحاظ تحقیق امام قشیریؒ لفظ صوفی سنہ ۲۰۰ھ کے کچھ قبل مشہور ہوا، اور بقول مولانا ابوعلی رودباری "الصوفی من لبس الصوف" صوفی وہ ہے جو صفائی قلب کے ساتھ ساتھ صوف پوش بھی ہو۔

۲ - عبادت واستعانت :- بموجب نقشہ ۲ (تصوف اور قرآن صفحہ ۵۴)

لا الٰہ :- ذات خلق :- معبودیت وعبادت - مربوبیت واستعانت۔

الا اللہ :- ذات اللہ - معبودیت وعبادت۔

عبادت :- نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج - اتباع اوامر واجتناب نواہی - قربانی، نذر ومنت وغیرہ۔

ربوبیت واستعانت :- توبہ، دعا، توکل، صبر، شکر، خوف ورجا، رضا۔

بموجب نقشہ ۳ (تصوف اور قرآن صفحہ ۹۹ ضمیمہ)

Marfat.com

لا إِلٰہ :- ذات خلق (با صورت) وجود دانا۔ صفات، افعال، الوہیت۔

اِلّا اللہ :- ذاتِ حق (بے صورت) وجود دانا۔ صفات (کمال)، افعال، الوہیت۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ :- صورت، مخلوق، معلوم، معدوم۔ صفات عدمیہ، قابلیات فعلیہ۔

قابلیات امکانیہ :-

عبد اللہ :- فقر، امانت۔ خلافت۔ ولایت۔

(از تصوف و قرآن ص ۲۶ ص ۵۴۔ ص ۹۹۔ مصنفہ ڈاکٹر میر ولی الدین بیرسٹرایٹ لا۔

صدر شعبۂ فلسفہ و رفیق دار المصنفین ملی)

بموجب نقشہ ۴ (تصوف اور قرآن)

اول اللہ، آخر اللہ، ظاہر اللہ، باطن اللہ، محیط اللہ، معیت اللہ، قریب اللہ، اقرب اللہ

عبد اللہ :- عبد۔ صورت معلوم اللہ، عدم اضافی، صفات عدمیہ،

قابلیات فعلیہ، صلاحیت امکانیہ۔

اللہ :- بے صورت، ہویت مطلقہ، وجود دانائے مطلق (وجود، علم، نور، شہود)

صفات کمالیہ مطلقہ: علم (معلومات ذاتیہ، معلومات کونیہ)۔

افعال مطلقہ :- خالقیت، الوہیت، ربوبیت، مالکیت، حاکمیت مطلقہ۔

بے صورت ہویت مقیدہ، وجود دانائے مقیدہ (وجود، علم، نور، شہود جسم، دل،

روح، شہود) صفات کمالیہ مقیدہ۔ علم: (معلومات ذاتیہ، معلومات کونیہ)۔

افعال مقیدہ :- مالکیت، حاکمیت، ربوبیت: (امانت، خلافت، ولایت)

الوہیت، خالقیت مقیدہ۔

ملاحظہ ہو نقشہ ۴ (قرآن اور تصوف) مؤلفہ ڈاکٹر میر ولی الدین۔

Marfat.com

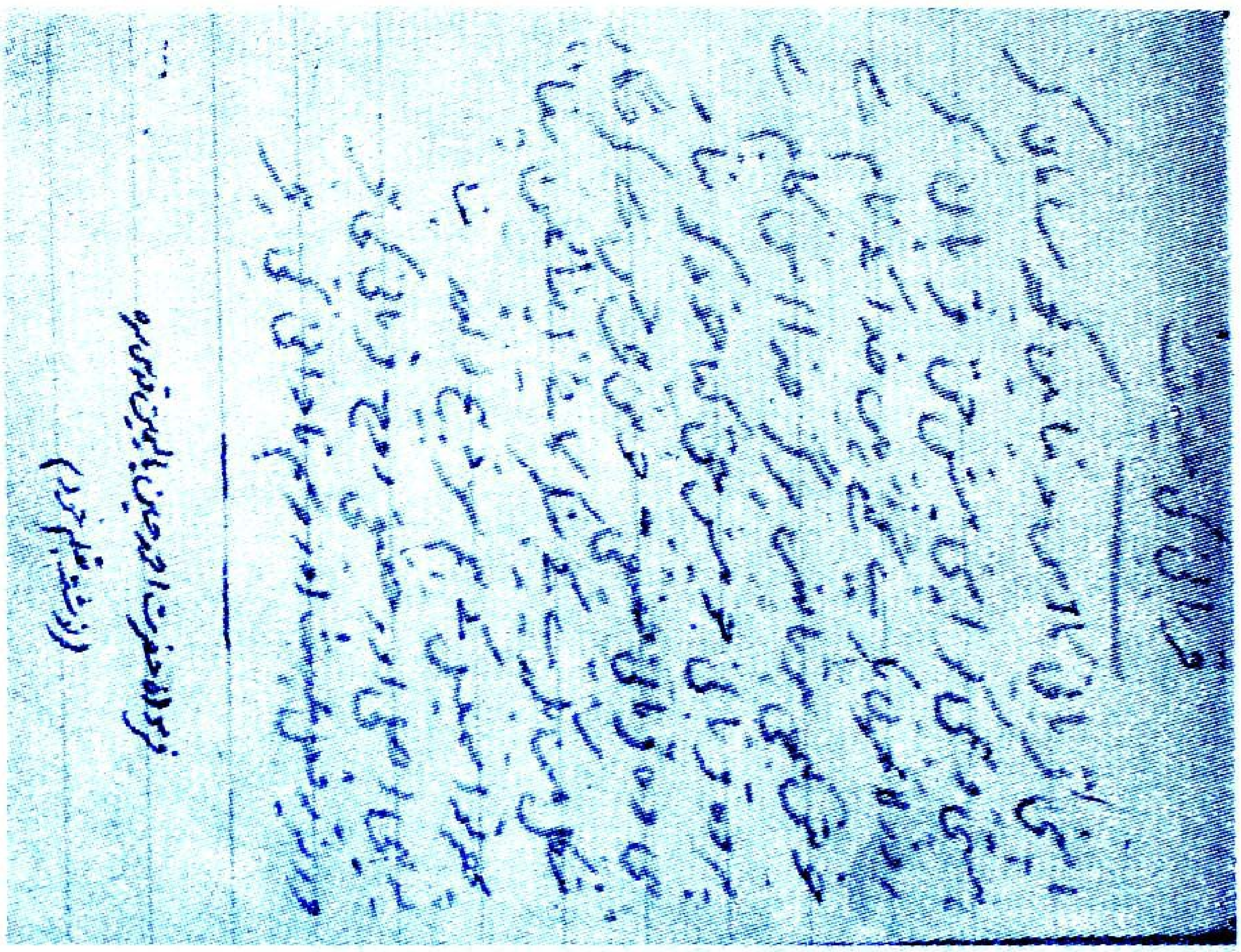

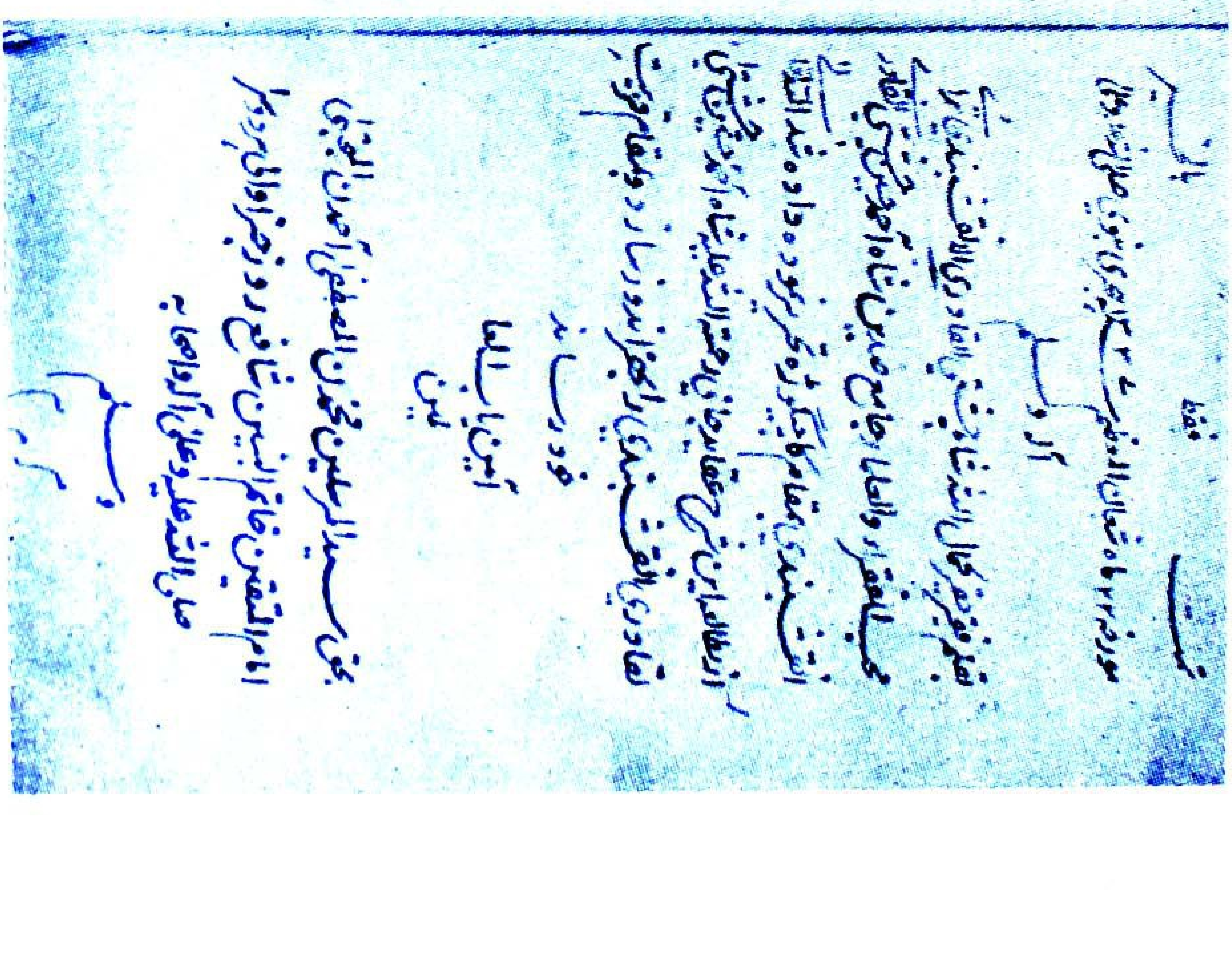

Marfat.com

Marfat.com

۳۔ زبدۃ العارفین مولانا میر احمد حسین المعروف بہ شاہ بالیمین قدس سرہٗ

مولانا میر احمد حسین ابن میر ولی الدین استاد نواب افضل الدولہ آصف جاہ پنجم مصنف قادر باری کے صاحبزادے تھے۔ جن کی بنا کردہ ایک مسجد محلہ قطبی گوڑہ حیدرآباد دکن میں مشہور ہے میر ولی الدین صاحب مغفور کو حیدرآباد کے مشہور بزرگ مرزا سردار بیگ خلیفہ خواجہ محمد علی خیرآبادی سے بیعت تھی۔

آپ کے خاندان کے افراد نہایت سخت متشرع تھے حضرت شاہ بالیمین ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے ۱۸۹۳ء میں میٹرک پاس کیا تھا۔ عربی، فارسی، انگریزی پر کافی عبور تھا۔ ابتدا میں مرزا سردار بیگ صاحب کے، پھر مولانا منشی میر امداد علی تھانوی قدس سرہٗ خلیفہ مرزا سردار بیگ رح کی صحبت میں رہے، جن سے آپ کو ارادت اور اجازت بھی حاصل تھی، مگر علم تصوف و عرفان کی پیاس نہ بجھی، حضرت منشی صاحبؒ کے وصال ۱۳۱۹ھ کے بعد حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی کی صحبت بابرکت نے آپ کو درجۂ کمال کو پہونچایا۔ حقائق و معارف کا دریا بہا دیتے تھے۔ آپ کا رجحان زیادہ تر عمل کی طرف تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میاں، مرشد کی تعلیم و تربیت سے تم اصول اور نظریۂ تصوف سے واقف ہو گئے ہو، گویا تم کو کیمیا کا نسخہ ہاتھ آ گیا ہے، جب تک کیمیا نہ بناؤ گے کیا فائدہ؟ سالک کو عمل اور مواظبت کی سخت کوشش کرنی چاہیئے۔ بیکار گفتگو اور انھیں نظریوں کو دُہرانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بقول مولانا روم ؎

قال را بگذار مرد حال شو   پیش مرد کاملے پامال شو

مولانا بالیمین نے اس کے متعلق ایک اور نکتہ فرمایا تھا۔ یعنی "حصولِ معرفت اب نہیں تو پھر کب"۔

غرض آپ بڑے نبض شناس اور شفیق بزرگ تھے، قوتِ ایمانی بڑی زبردست تھی بقولِ اقبال

ع   آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

Marfat.com

آپ باغ عامہ حیدرآباد دکن (پبلک گارڈن) کے دفتر کے محاسب اور منتظم تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اسی باغ عامہ کی مسجد (بنا کردہ آصف جاہ ہفتم نواب میر عثمان علی خاں) میں ختم قرآن کی محفل تھی، آصف جاہ مذکور اور راجہ کشن پرشاد بھی شریک تھے، بعض امراء باتوں میں مشغول تھے تو آپ نے سختی سے تنبیہ فرمایا۔ اعلیحضرت کے کان تک یہ بات پہنچی تو فرمایا کہ ٹھیک اور درست ہے، اور ٹال دیا۔ جن لوگوں نے شکایت کی تھی منہ دیکھتے رہ گئے۔

حیدرآباد کے ایک مشہور صوفی جن کو عینیت میں غلو تھا، آپ نے تہدید فرمائی تھی۔

معاصرین :- مولانا محمد حسین المعروف بہ ناظم صاحب، مولانا سید حسین المشہور بہ صوفی آپ کے برادران طریقت، مولوی عبدالقادر صوفی مشہور واعظ حیدرآباد، نواب امین جنگ بہادر پرائیویٹ سکریٹری حضور نظام۔ مصنف فلسفۂ فقرا۔ مولانا سید احمد حسین امجد حیدرآبادی کبھی تشریف لاتے تو ان کی رباعیات بڑے شوق سے سماعت فرماتے۔ امجد کی یہ رباعی آپ کو بہت پسند تھی :-

کچھ روز میں اک تخم شجر ہوتا ہے ۔۔۔ کچھ وقت میں ایک قطرہ گہر ہوتا ہے
اے بندۂ ناصبور تیرا ہر کام ۔۔۔ کچھ دیر سے ہوتا ہے مگر ہوتا ہے

مولانا عبدالقدیر صدیقی سے بھی پرخلوص تعلقات تھے۔ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین اور صدیقی صاحب آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس وقت اتفاق سے احقر بھی موجود تھا۔

وصال :- حضرت شاہ بالیمین قدس سرہ نے اپنی وصال سے کچھ دنوں قبل "آخری منزل کا مسافر" کے عنوان سے اخبار رہبر دکن حیدرآباد میں ایک اعلان جاری کیا تھا، کہ جن جن اشخاص کا مجھ پر دین ہے، وہ مجھ سے حاصل فرمالیں۔ اس طرح آپ نے اپنے قرضے سب ادا فرمادیئے۔ عید الضحیٰ ۵۹ھ میں قربانی ادا فرمائی۔ قربانی کے وقت تاثر یہ تھا کہ میں خود قربان ہورہا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی امانت اس کے سپرد کررہا ہوں۔ اس سلسلہ میں بعض

Marfat.com

اشعار بھی لکھے تھے، اس کے بعد آپ کو حلق کا عارضہ ہو گیا، غدود سے خون آنے لگا، بہت کچھ علاج کیا گیا، کچھ فائدہ نہیں ہوا، بالآخر ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ بوقت عصر یہ آفتاب علم و معرفت غروب ہو گیا، تکیہ گجراتی شاہ حیدرآباد دکن میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ آپ کے وصال کے تاریخی مادّے اور قطعات عربی و فارسی اور اردو موجود ہیں، جن کے منجملہ دو تین درج ذیل ہیں:-

"المرشد الرشید البدیع الکامل"

۱۳۵۹ھ

"فتحت ابواب الوصال علے احمد حسین"

۱۳۴۹ ت

قطعۂ وفات حسرت آیات از محترمہ بشیر النساء بیگم، بشیر :- ۵

جان عزیز داشتے، داد بجاں آفریں
واقف وہم زلیست بود، زد دبہشت بالیقیں
آہستہ گل فشاں بشیر دانی کہ کیست محو خواب
آرام گاہ کا ملے، نظر اللہ بالیمیں

۱۳۵۹ھ

مرثیہ :-

"عقیدت کے چند آنسو" بر وصال قدوۃ السالکین حضرت مولانا شاہ میر احمد حسین المعروف بہ شاہ بالیمین رحمۃ اللہ علیہ از مولانا عزیز احمد بالیمینی حال مقیم ڈھاکہ :-

اس قلزم حیات نے اگلا تھا اک گہر
جس کی چمک سے ماند تھی پیشانی قمر

تھی عین عشق اِن کی حیاتِ مطہرہ
عرفاں کی روح، جانِ یقیں، عطر لا الٰہ

الفت بجامِ ساقیِ خمخانۂ الست
عالی مقام کاشف اسرار بود و ہست

میدانِ علم و فضل میں گہر نازش کمال
اوصاف علم و عجز و تواضع میں بے مثال

Marfat.com

وہ جانشینِ حاملِ خلقِ عظیم تھے — تشبیہ میں وہ عین رؤف و رحیم تھے
کل زندگی نمونۂ احساں کیے رہے — خود کو چھپا کے حق کو نمایاں کیے رہے
ہر بات تھی محبتِ خالص سے عطر بیز — ہر نکتہ میں بلاغت و حکمت تھی جلوہ ریز
ہر لفظ میں فراستِ مومن تھی جلوہ گر — ہر کام میں تھی شارعِ اسلام پہ نظر
تھی حبِ ذات ہر رگ و پے میں بسی ہوئی — فرقِ صفات سے تھیں نگاہیں ہٹی ہوئی
نازک قویٰ میں قوتِ ایماں کا زور تھا — جسمِ سبک میں مردِ مجاہد کا زور تھا
نظروں میں تھی بسی ہوئی بس ایک کی نمود — مسلک میں ان کے تھا ہی نہیں غیر کا وجود
چہرہ پہ حسنِ خلق کی روشن شگفتگی — مردہ دلوں کو بخشتی تھی تازہ زندگی
آنکھیں گدازِ قلب سے رہتی تھیں شبنمی — چھنتی تھی جن سے بادۂ محبت کی روشنی
ہر لمحہ زندگی کا تھا صرفِ رضائے حق — اور دل لگا ہوا تھا سوئے ماسوائے خلق
باوصفِ تمکنت، تھے وہ لطّاف و بذلہ سنج — طبعِ لطیف پر تھا گراں ذکرِ حزن و رنج
پروانۂ چراغِ رسالت تھے بالیقیں — اس واسطے خطاب ملا ان کو بایمیں
توحید و معرفت کے وہ ساغر لنڈھا گئے — اہلِ طلب کو بادۂ عرفاں پلا گئے
جس پر نظر پڑی اسے کندن بنا دیا — تاریکیوں کو نورِ مجسم بنا دیا
اے شہسوارِ عرصۂ عرفان و آگہی — اے تاجدارِ ملکِ سلوک قلندری
سونی پڑی ہے بزمِ محبت ترے بغیر — ویراں ہے قلب و روح کی بستی ترے بغیر
ایسا کہاں سے لائیں گے بانیٔ نظر شفیق — سامانِ صد سکون و طرب محرم رفیق
کیا نورِ ذات اپنی تجلّی دکھا گیا — حسنِ صفات خلق کو حیراں بنا گیا

لطف و کرم کا چشمۂ صافی نہیں رہا
پیاسے تڑپ رہے ہیں کہ ساقی نہیں رہا

عزیز احمد بایمینی
۲۰ رفروری سنہ ۱۳۴۹ف مطبوعہ سنہ ۱۳۵۹ھ

Marfat.com

نقوشِ کامل الموسوم بہ یادِ بالیمین از بشیر النساء بشیر مصنّف آبگینۂ شعر وغیرہ

احمد حسین بالیمین، قبلۂ کامل الیقین
عقدہ کشائے سالکین، رونقِ بزمِ عارفین

واقفِ سرِّ کن فکاں، کاشفِ رازِ ہست و بود
جس کی نگاہِ پاک ہیں، شاہدِ وحدۃ الوجود

طبعِ سلیم، دل غنی، طرزِ کلام دل نشیں
سوزِ دروں سے ہر نفس چہرہ کشائے علم دیں

ہر لحظہ ہر دمِ حیات، محوِ ہوائے کبریا
راہِ عمل میں ہر قدم تابعِ خلقِ مصطفےٰ!

وہ رعبِ فقر و برتری آنکھیں نہ ہم ملا سکیں
جی میں ارادے ہوں بہت منہ سے نہ کچھ بتا سکیں

پایا سراغ "ایک" کا اِس ایک کے سراغ سے
صدہا چراغ ہو گئے روشن اس اک چراغ سے

تفہیم بے مثال سے حق کا پتہ دیا
بڑھ کے کمالِ بالیمیں فخرِ کمال ہو گیا

شعلۂ عشق دے گیا، نیر خنک اساس تو!
چھوڑ گیا نقوشِ حق، رہبرِ حق شناس تو!

اے کہ تری حیات نے بخشی نجات و آگہی
ظن و گماں کی قید سے ہم ہوئے آن میں رہی

اے کہ ترے حضور میں روشنی حضور تھی
تیرا جمال پاک تھا، قلب و نظر کی زندگی

دل محوِ حسنِ لایزال، اور قال عینِ حال تھا
ضبطِ جلال میں تجھے اِک قدرتی کمال تھا

تیرے ضمیرِ پاک کا، ہر دم، دم حضور تھا
ہر ذرہ کائنات کا، تیری نظر میں طور تھا

حاضر بزم فیض یاب، محمود ہو وہ یا ایاز
محفل میں تیرے عام تھی اِک دولتِ سکوں نواز

کیوں ہیں ملول بے خبر تیرے وصالِ پاک پر
اُڑتے ہیں سوئے لامکاں وہی ہیں جن کے بال و پر

صبحِ حیاتِ عشق کی رنگین شام ہے یہی
"اہلِ فراق کے لئے، عیشِ دوام ہے یہی"

"تیری حیاتِ دائمی روح تری ہے لاموت"
یہ عارضی نمود تھی، تیرے ثبات کا ثبوت

تیرا خلوص یاد ہے، تیرے پیام یاد ہیں
تو ان کے ساتھ ساتھ ہے تیرے غلام شاد ہیں

Marfat.com

تصنیفات

جلوۂ طور اُردو ترجمۂ کبریت احمر "جو معرکتہ الآرا ہے۔ مصنفہ شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہٗ تالیف ۱۳۵۱ھ (۲۴ صفحات) مطبوعۂ حیدرآباد دکن، ترجمۂ مولوی ظہور علی امروہی نیز ایک اور ترجمے کو پیش نظر رکھکر مربوط ترجمہ فرمایا تھا جس کا مادۂ تاریخ خوب کہا ہے ؎

شب چراغِ لطفِ حق ہے آنکھ والوں کے لئے

۳۳ ۱۹ ۶

احول داعمی واعور کا چراغ خانہ سوزد

۳۳ ۱۹ ۶

ابتداء: وہ یکتا ہے بدون عروض وحدانیت کے، اور وہ تنہا ہے بدون عروض تنہائی کے۔

خاتمہ :- کاملین کی نظر دونوں طرف ہوتی ہے، وہ حقیقت وجوبیہ اور حقیقت امکانیہ کو متمیز پاتے ہیں، اور اوامر و نواہی الٰہی کو۔.. .. وقار و تمکین سے بجالاتے ہیں۔

۲۔ توحیدی اشارات: تصنیف ۱۳۵۱ھ (۷۵ صفحات مع توضیح اصطلاحات تصوف) زیادہ تر حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادیؒ اپنے مرشد کی تعلیمات کو قلمبند فرمایا ہے۔ یہ کتاب کلمۂ طیبہ، ہمہ از وست وہمہ اوست، وتجدد امثال وغیرہ کی توضیح پر مشتمل ہے، جو آپ کے مرید ڈاکٹر و حکیم عبدالرحمٰن کے اہتمام سے طبع ہوئی۔

۳۔ مثنوی بحر عرفان محمدؐ" تاریخی نام ہے تصنیف ۱۳۵۳ھ اردو، (ایک ہزار ابیات مطبوعہ باہتمام سید علی رضا قلندر خلیفہ حضرت موصوفؒ

۴۔ حکایات السلوک (نثر اُردو) مطبوعہ ۱۳۶۹ھ۔ حصہ اول و دوم و سوم (۴ حکا... باہتمام محمد نظام الدین۔ (مرید حضرت بالیمینؒ)

۵۔ مناجات بالیمین منظوم اُردو (ایک سو ابیات) مطبوعہ تاج پریس حیدرآباد دکن)

تاریخ گوئی:۔ حضرت بالیمینؒ کوئی باقاعدہ شاعر نہ تھے کبھی کبھی کہہ لیا کرتے تھے تاریخ گوئی میں

Marfat.com

بھی کمال تھا، جلوۂ طُور اور مثنوی بحرِ عرفانِ محمد کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ آپ نے اپنا نام مبارک "احمد حسین" صنعتِ توشیح سے اس طرح استخراج کیا ہے :-

"یا اللہ یا حمید۔ یا مجید۔ یا دائم یا حلیم۔ لیٰسین"

سِتّہ اسماء میں چھپا جامع کا نام ÷ ڈھونڈھ لو تم گر ہو خواہش والسلام (توحیدی اشارات)

میرے فرزند کی تاریخ ولادت کہی

مبارکباد اے احمدؔ ! اُمّ رالصمد فرحت　　زہے مرزا ہمایوں بخت شیر اللہ پیدا شد

۱۹۳۸ء

بعض اشعار متفرق :- تصوف کی ایک مثنوی بو تنا نامہ (حقیقتِ روح) پر بعض اشعار اضافہ فرمائے تھے، جس کا ایک شعر یہ ہے

جب لگ تنا نہ ہو تو نہ دن ہے نہ رات ہے　　دولہ کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

وصال شریف سے ایک ماہ قبل قربانی عید الاضحیٰ کے موقع پر بعض اشعار کہے تھے، جس میں قربانی کا فلسفہ اور مقصد بیان فرمایا ہے

رد پ میں بکرے کے خود احمد حسین　　کٹ گیا ہے راہِ حق میں بالیقیں

ایک دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی ہستی اور خودی کو راہِ حق میں قربان کر دیا ہے۔

طریقۂ تفہیم : توحیدی اشارات میں مسئلہ وحدۃ الوجود پر مختصر و جامع بڑی اچھی بحث فرمائی ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں :- امر واقعی وہ ہے جو نہ فرضی ہو :-

"نہ حقیقی، اور حقیقت سے اس کا وتوع اور ظہور ہو، اور حقیقت میں اس کے ظہور و توع سے فرق نہ آئے۔ الآن کما کان ہے۔

(۱) امر حقیقی وہ ہے جو کچھ حقیقت رکھتا ہے۔ مثلاً زید، بکر کے دائیں جانب بیٹھا ہے۔

(۲) امر فرضی وہ ہے جو محض فرض کیا گیا ہو اور کچھ حقیقت نہ رکھتا ہو۔ مثلاً

Marfat.com

نام گندم، گیہوں، بُر یعنی گندم ۔ گیہوں، بر، کہہ کر پکارنا امر واقعی ہے گندم کی حقیقت ان دونوں سے علٰحدہ ہے جو امر حقیقی ہے۔ اس خیال کو جماؤ کہ نمود بذاتہٖ کچھ بود نہیں رکھتا اتنی نمودیں ہیں وہ اسی ایک بود یعنی حقیقت کی نمودیں ہیں، جب شب و روز اس کی مشق کرو گے تو تعین وغیرہ امور واقعی کی ہستی موہومی قطع ہو جائے گی تو ان امور واقعی تعین میں ہستی حقیقی ان کی جلوہ گر ہو گی، پھر بات جیت میں بھی کبھی ان کو ہست بالذات نہ کہہ سکو گے، ہست بالحقیقت کہو گے....

وحدت میں کثرت کو کیسا جلوہ گر کیا ہے۔ نہ وحدت کثرت کی قادح ہو نہ کثرت وحدت کی، وحدت بھی قائم ہے اور کثرت بھی۔" الخ

(صـ۳۰۴ توحیدی اشارات حصہ اصطلاحات)

بعض ویدانتی اصطلاحات کی توضیح

بعض صوفیائے کرام مولانا محمد غوث گوالیاری ؒ شاہ نصیر الدین گجراتی ؒ، دارا شکوہ شاہ تراب گنج الاسرار وغیرہ نے ہندو فلسفہ ویدانت کی بھی تحقیق کی ہے۔ اور اس کو اسلامی وحدۃ الوجود سے مطابقت کی سعی فرمائی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ دنیا کے دوسرے مذاہب میں توحید کی تعلیم ضرور ہے مگر وہ مسخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ ویدانتی شرک والحاد و بُت پرستی میں اور نصاریٰ تثلیث میں غرق ہو گئے۔ اور بدھی، نروان اور تناسخ میں۔ اس لئے اسلام ناسخ ادیان سابقہ ہے

حضرت شاہ بالیمین کے مسودات میں بعض ایسی اصطلاحات ملتی ہیں، مثلاً ست گن (ہست مطلق) چیتن گن (علم مطلق) شرون (علم الیقین) عیگن (عین الیقین) بدھیا من (حق الیقین) وغیرہ۔ مگر آپ کا مشرب اسلامی وحدۃ الوجود تھا اور بس۔

Marfat.com

اولاد حضرت شاہ بایمین رح کی ایک صاحبزادی آپ کے برادر زادہ محمد صدیق صاحب سابق مددگار معلومات عامہ حیدرآباد (انفارمیشن بیورو) سے منسوب ہے۔ اور ایک صاحبزادے بھی موجود ہیں، مگر ان کو ان چیزوں سے دلچسپی نہیں۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے تقسیم ہند سے قبل ہندو مسلم مفاہمت میں کافی حصہ لیا تھا، اور نواب بہادر یار جنگ مرحوم سے بھی خاص تعلقات تھے۔

مکتوبات مولانا شاہ بایمین رح کے مجموعۂ مکتوبات کا صحیح پتہ نہیں چلا کہ کس قدر محفوظ ہیں، احقر کے نام تین مکتوبات ہیں جن میں سے دو ۲ نمونتاً درج ذیل ہیں:-

مکتوب مورخہ ۲۰ رخورداد ۱۳۴۲ فصلی موسومہ سخاوت مرزا۔ (غالباً ۱۳۵۲ھ)

سلطان بازار، حیدرآباد مکان نمبر ۱۳۱۶ بمقام عثمان آباد یا گلبرگہ شریف۔

عزیزم سلمہ اللہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"دو تین روز سے میری طبیعت اچھی نہیں ہے۔ انشاء اللہ آپ کے یہاں آنے کے بعد تفصیل سے عرض کروں گا۔ آپ نے جو دو شعر لکھے ہیں ؎

(۱) خارجی تیرے مظاہر داخلی ہے تیرے مرے — داخلی تیرے مراتب مظہر جانانِ خاص

(۲) مظاہر دل و روح و تن کے ترے — ہمارے دل و روح و تن یا نبی

بیت نمبر۱ کا تعلق ہو الباطن سے ہے، اور نمبر۲ کا تعلق ہو الظاہر سے، ان دونوں میں کوئی تخالف نہیں، اور نور کی تعریف یہ ہے جو بذات خود منور ہو، اور دوسرے اشیاء کو بھی منور کرے، اور نور سے مراد شاہ وجود ہے، وہی شاہِ وجود جو باطن میں تھا خارج میں ظہور فرمایا، ہو الظاہر روز روشن کی طرح نمایاں ہے، اور ہو الباطن کا شہود بصیرت سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک ہو الباطن ہو الظاہر میں جلوہ افروز نہ رہو۔ بصارت کے ذریعہ سے اس کا شہود نہیں ہو سکتا، یہ مراتب اور ہیں اور ظہورِ شئے اور ہے۔ ظہور شئے اور مراتب میں از روئے عقل فرق ہے، ورنہ وجوداً سب ایک ہی ہیں۔

Marfat.com

بلیت ۲ من حیث الذات ہے اور ۱ من حیث الوجود۔ آپ جب ملیں گے اس وقت اللہ جو کہلوائے گا وہ سُنا دیا جائے گا۔ فقط"

خادم میر احمد حسین

مکتوب ۲
۱۴ شوال ۱۳۵۷ھ روز سہ شنبہ

"عزیزم میاں سخاوت مرزا صاحب سلمہٗ اللہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا ایک خط اور ایک عید مبارک کارڈ پہونچا، اور مسرور کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان میں خوش رکھے۔ اور آپ کی دلی مُرادیں پُوری کرے۔

احمد حسین ہاتھ کی وجہ سے معذور ہوگیا ہے لکھا نہیں جاتا، یہ خط بڑی تکلیف سے لکھ رہا ہے۔ اسی وجہ سے وظیفہ لے لیا ہے۔ آپ نے کسی شغل کے لئے لکھا تھا۔ .... بہت طویل تھا۔ اگر آپ کسی وقت بکار سرکاری بلدہ تشریف فرما ہوں تو آپ کو بتلادے گا۔ جب تک آپ یہ ذکر کیا کیجئے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، باہر کے دم سے لَآ اِلٰہَ اور اندر کے دم سے اِلَّا اللّٰہ کا خیال فرمایا کیجئے۔ آپ کے محلِ مبارک کی خدمت سلام اور بچوں کو دعا، پیار۔" خادم

احمد حسین، مکان ۱۳۴۲ سلطان بازار رزیڈنسی، حیدرآباد دکن

حضرت شاہ میر احمد حسین المعروف بہ شاہ بالیمین کے متعلق ایک جرمن لیڈی کے تأثرات۔

ایک جرمن لیڈی الینر بتھ ڈانک نامی حیدرآباد آئی تھی جو تصوف کی بڑی دلدادہ تھی، اور کسی جرمن ماہر تصوف کی شاگرد تھی جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی تو آپ نے بعض مسائلِ تصوف سمجھائے اور اذکار بھی تلقین کئے تھے۔ چنانچہ اُس نے حضرت کے متعلق اپنے "تأثرات حسب ذیل مکتوب میں اس طرح ظاہر کئے ہیں:۔

Marfat.com

"ROCKLANDS, GUEST HOUSE, Hyderabad DN.

MY DEAR GREAT PRIEST, 25-2-36.

I AM DEEPLY ASHAMED TO SAY THAT LAST NIGHT I WAS AWAKE AT 2 AND 4, A.M. BUT NOT AT 3 A.M. IT WILL NOT HAPPEN AGAIN, AND I WILL BE READY ALWAYS AT 3, I AM SO VERY SORRY ABOUT TODAY, VIZ TO NIGHT. THESE FEW BOOKLETS ARE NOT THE STANDARD WORKS WHICH MY TEACHER GIVES ADVISES AND GUIDANCE. THOSE I HAVE WITH UNFORTUNATELY IN GERMAN.

YOURS SINCERELY.

ELISABETH DANK.

(مکتوب مخزونہ کتبخانہ: مولانا مطیع رسول صاحب حیدر آبادی)

۴۔ سیدہ شاہ عبید اللہ حسینی ابن سیدہ شاہ محی الدین کرپوی از اولاد پیران پیر قدس سرہٗ

نسب نامہ

سید عبید اللہ الحسنی الحسینی قادری الچشتی الحنفی الماتریدی الحیدر آبادی رح ابن سید شاہ محی الدین پیران قادری ابن سید شاہ شمس الدین قادری، ابن سید شاہ حسین قادری ابن سید شاہ رسول قادری، ابن سید شاہ فتاح قادری، ابن سید شاہ زین الدین قادری، ابن سید شاہ محمد بغدادی ابن سید شاہ فتاح قادری، ابن سید شاہ تاج الدین قادری، ابن سید شاہ احمد قادری، ابن سید شاہ بدالدین قادری ۰ ابن سید شاہ شمس الدین، ابن سید شاہ علاء الدین قادری، ابن سید شاہ شرف الدین،

Marfat.com

قادری ابن سید شاہ شہاب الدین قادری ابن سید شاہ شمس الدین قادری، ابن ابوصالح نصر قدس سرہٗ، ابن سید شاہ تاج الدین عبدالرزاق قادری ابن قطب الاقطاب حضرت میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی البغدادی قدس سرہٗ

آپ مولوی فاضل مدرس دارالعلوم بلدہ حیدرآباد تھے، قصبہ کدری کڑپہ میں سید شاہ قطب الدینؒ کے مرید ہوئے اور چشتی و قادری طریقہ میں خلافت ۱۳۲۹ھ میں ملی۔ مولانا عبدالحق شاہ میر اور مولانا مخدوم حسینی کرنولی استاذ نظامیہ نے خلافت نامہ لکھا۔ اس کے بعد سنہ ۱۳۴۰ھ سے قبل صاحب زیر ترجمہ سے بھی خلافت حاصل کی تھی جس کا تقریب عرس سید محمد داؤد اللہ حسینیؒ اعلان بھی کیا گیا تھا۔ مولوی صاحب مرحوم بلند قامت، دبلے پتلے نحیف الجثہ تھے؛ سانولا رنگ تھا۔ اور چگی داڑھی رکھتے تھے، خوش اوقات تھے۔ اساس المعرفت، آپ کے اہتمام سے مطبع محبوب النظائر حیدرآباد میں سنہ ۱۳۴۰ھ میں چھپی تھی۔ مولوی صاحبؒ کا ۱۳۷۲ھ سے قبل انتقال ہو گیا۔ تجلیات نورانی مصنفہ سید شاہ نور اللہ مراد حضرت سید محمد شاہ میر قدس سرہٗ آپ کی قلمی احقر کے کتب خانہ میں موجود تھی۔

آپ واعظ بھی تھے۔ آپ کی یادداشت بت پرستی کی ابتدا اور عرب کے مشہور مرجع انام بتوں کے متعلق مختصر حالات آپ کے ایک کشکول میں محفوظ ہیں جس میں علمائے اشراقیین صوفیائے کرام، مشائخین اور متکلمین کے عقائد کا بھی ذکر ہے جو ایک کتاب نظام التحقیق سے ماخوذ ہے۔

۵۔ علامہ حکیم سید برکات احمد ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہندوستان کے چوٹی کے علماء میں سے تھے (ملاحظہ ہو رموز الاطباء از فیروز الدین مطبوعہ و رسالہ معارف اعظم گڈھ) حکیم صاحب علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات یہ ہیں جو مولانا سید مناظر احسن

Marfat.com

گیلانی کے طویل مضمون کا خلاصہ ہے :-

علامہ حکیم سید برکات احمد ولد حکیم حاجی سید شاہ دائم علی، سادات زیدی۔ اصلی وطن میر نگر صوبہ بہار ہے۔ حکیم صاحب مرحوم ۱۲۸۰ھ میں بمقام ٹونک پیدا ہوئے اور آفتاب ہو کر چمکے؛ خیر آبادی اسکول کے ایک فرد فرید تھے۔ آپ کے والد حکیم دائم علی اور ایک استاد لطف علی علوم معقول کے بڑے ماہر تھے۔ ابتدائی تعلیم انھیں سے حاصل کی اس لئے رجحان علمی ابتدا ہی سے معقولات کی طرف تھا۔ رامپور میں علامہ عبدالحق خیر آبادی کی برسوں شاگردی اور علوم عقلیہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ علامہ قاضی ایوب بھوپالی محدث سے حدیث۔ اور والد ماجد اور حکیم رضی الدین دہلوی سے طب کی تکمیل کی۔ ابتدا میں رامپور کے کسی بزرگ سے بیعت بھی تھی۔ والد ماجد والی ٹونک کے مشیر طبی اور امیر کبیر تھے، والد نے اپنی زندگی ہی میں مولوی برکات احمد کو اپنی جگہ مامور کرا دیا تھا۔ آپ کی شادی میر نگر کے غریب خاندان میں ہوئی تھی۔

حکیم صاحب پر منطق و فلسفہ کا ذوق غالب تھا، نیز ریاضیات و علوم متداولہ بھی پڑھاتے تھے۔ سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا شغل جاری تھا۔ دور دور مقامات سے یعنی علاقہ سرحد، کابل، بخارا، ہرات، جاوا سے طلبا پڑھنے آتے تھے۔ بیس سال تک شغل تدریس جاری رہا، اس کے بعد تصنیف و تالیف کا شغل رہا۔ آپ کی مشہور تصنیف التصنیف الحجۃ البازغۃ اور شرح منار فارسی مصنفہ مولانا عبدالعلی بحر العلوم ہے۔ جس کا عربی میں آپ نے ترجمہ کیا تھا۔ آخر عمر میں تصوف کا غلبہ تھا۔ ۱۳۲۵ھ تک ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے اور حج سے بھی مشرف ہوئے۔ کسی کامل فقیر کی تلاش

عہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ مولانا عبدالحق خیر آبادی (وفات ۱۸۹۹ء) سے بیس سال تک مستفید ہوئے اور دامے درمے ہر طرح دل کھول کر خدمت کی۔ مولانا کی جامع سوانح حیات عربی میں "حسرت العلماء بوفات شمس العلماء" لکھی تھی۔ اور "یاد استاد" کے نام سے ایک مرثیہ بھی لکھا ہے۔ ایک شعر یہ ہے ؎

ہند تھا خطۂ یونان اسی کے دم سے ۔۔۔ ایسے کامل کو فلک! تھا نہ اٹھانا ہرگز

(۳۵ ابیات)

Marfat.com

تھی، طلب عرفان اور تحقیق و تلاشِ حق کی پیاس کسی طرح بجھتی ہی نہ تھی۔ اتفاق سے حیدرآباد دکن آئے اور مولانا شاہ کمال اللہ حیدرآبادیؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ حکیم صاحب کے مشہور شاگرد استاذی علامہ مناظر احسن آپ کے حالات کے ضمن میں فرماتے ہیں:-

"حج کے بعد (۱۳۳۲ھ میں) حیدرآباد آئے۔ یہاں تلاشِ فقر میں آپ کی نگاہ ایک ایسے فقیر پر پڑی جو اپنی ظاہری شکل و صورت میں ایک معمولی سے آدمی ہیں، اور رسمی علوم میں بھی ان کا پایہ بلند نہیں۔ لیکن فلسفہ و منطق کے سمندر کا یہ نہنگ جب اس فقیر کے آستانے پر حاضر ہوا تو پچاس سال کے سارے سرمایہ کو ان کے قدموں پر نثار کر دیا میں بھی ساتھ ساتھ تھا، بعض لاہوتی مسائل پر گفتگو ہوئی، اس کے بعد حضرت آبدیدہ تھے اپنی گزشتہ محنت پر پچھتاتے تھے اور غالباً اس کے بعد ایک مہینہ تک حیدرآباد میں رہے لیکن وقت کا اکثر حصہ انھیں بزرگ کی چٹائی پر متحیرانہ بسر کرتے تھے۔ وہ کچھ کہتے جاتے تھے اور حضرت الاستاذ سنتے جاتے تھے۔ یہ بزرگ مدراس کی جماعت صوفیہ کے ایک بڑے اصلاحی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں؛ ان کے سلسلہ کے بزرگوں نے عربی فارسی میں ایک خاص قسم کا ذخیرہ[عہ] تصوف کے متعلق مہیا کیا ہے حضرت نے ڈھونڈھ کر یہ کتابیں مطبوعہ و قلمی مہیا کیں۔ اور شاہ صاحب سے ارشاد لے کر مراجعت فرمائے ٹونک ہوئے۔ آخر زندگی میں ان کا مشغلہ انھیں کتابوں کا مطالعہ اور ان سے مطالب استنباط کر کے کئی کتابوں کی تدوین

عہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل کتب اپنے مرشد حضرت مچھلی والے شاہ صاحبؒ سے حاصل فرمائی تھیں۔ جواہر السلوک (فارسی) فصل الخطاب فارسی، تصنیفات حضرت شیخ محی الدین عبداللطیف ویلوری المعروف بہ قطب ویلوری (مطبوعہ مدراس)۔ اساس المعرفت، مصنفہ شیخ کمال الدین صدیقی معاصر شاہ کمال صاحب مخزن العرفان (قلمی) جو آپ کے نبیرہ مولانا سید محمود احمد برکاتی کے پاس موجود ہے۔ انتباہ الطالبین محشی تصنیفہ سید محمد شاہ میر کرنولی رحمۃ اللہ علیہ (اردو/دکنی) مطبوعہ۔ کلمات کمالیہ (فارسی) مصنفہ سید شاہ کمال الدین برادر و خلیفہ حضرت شاہ میر قدس سرہ جو اسی سلسلہ کمال اللّٰہی کے بزرگ ہیں۔

Marfat.com

رہ گیا تھا۔ آخری رنگ بہت گہرا اور انقلاب انگیز تھا۔ آپ علمی عمیق تصانیف
معلومات کا نچوڑ ہے۔ آخرش "التعرف فی حقیقۃ التصوف"
کے مطالعہ میں مستغرق تھے۔ آپ کو حضرت شاہ کمال اللہؒ کے خلافت سے
بھی مشرف فرمایا تھا۔ (قولِ طیّب از الیاس برنی) آپ کے پیر نے خواب میں
آپ کو تاج زریں پہنے ہوئے دیکھا تھا۔" (مناظر احسن)

(وفات بعمر ۶۷ سال یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ (اور مدفن ٹونک ہی) مولانا عبدالواسع صفا
پروفیسر جامعہ عثمانیہ تلمیذ حکیم صاحبؒ نے قطعۂ وفات کہا تھا، جو یہ ہے ؎

وحیدِ دہر، فریدِ زماں محققِ عصر ۔۔۔ یگانۂ کہ بعلم و ہنر نداشت مثال
حکیم و فاضل و علامہ و طبیب و ادیب ۔۔۔ محدث و متکلم، فقیہ و صاحبِ حال
نظیرِ رازی و طوسی و رشکِ غزالی ۔۔۔ عدیلِ شیخِ رئیس و امامِ استدلال
رخش ز نورِ عبادت چو نیرِ تاباں ۔۔۔ دلش ز معرفتِ کردگار مالا مال
در اسم اوست لیس فیش احمد برکات ۔۔۔ بُدند جمع بہ ذاتش ہمہ صفاتِ کمال
بہ غرۂ مہِ اول ربیع و صرصرِ موت ۔۔۔ نمود حیف بہارِ حیاتِ او پامال
قضا بہ خلدِ بریں برد روحِ پاکش را ۔۔۔ اجل کشاد درِ وصلِ ایزدِ متعال
دلم ز فرطِ الم می طپید چو برقِ طپاں ۔۔۔ ربود صبر و قرارم وفورِ رنج و ملال
صفا شنید پئے رحلتش ز الہامِ غیب ۔۔۔ نہفت زیرِ زمیں مہرِ آسمانِ کمال

عربی مادہ وفات رحمۃ اللہ و برکاتہٗ (رسالہ معارف جلد ۲۳) ۱۳۴۷ھ

آپ کے مشہور تلامذہ

مولانا سید مناظر احسن گیلانی کے علاوہ مولانا معین الدین اجمیری، مولانا خلیل الرحمن ٹونکی، مولانا عبدالرحمن چشتی حیدرآبادی۔ مولانا عبدالسبحان بہاری۔ مولانا محمود سندھی۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی۔ مولانا فضل کریم بہاری وغیرہ۔ (معارف۔ اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ۳۳۲)

Marfat.com

تصانیف

مولانا سید مناظر احسن مرحوم کا بیان ہے کہ آپ کا سلسلۂ تصانیف بیس سال تک مختلف علوم و فنون کی مسلسل درس تدریس کے بعد ادھر پچھلے آخر عمر تک جاری رہا۔ تصانیف درج ذیل ہیں:-

(۱) القول الضابط فی تحقیق الوجود الرابط (فلسفہ) عربی مطبوعہ ۱۳۱۴ھ
(۲) رتک عشرۃ کاملہ (فلسفہ) عربی ( ) مطبوعہ ۱۳۱۸ھ
(۳) امام الکلام فی حقیقت الاجسام فلسفہ۔ (عربی) مطبوعہ ۱۳۳۳ھ
(۴) الہدایۃ البرکاتیہ فی مسئلۃ العلم الالٰہی، کلام، عربی، مطبوعہ ۱۳۳۴ھ
(جو حسب ایماء نواب فضیلت جنگ حیدرآبادی علم آہی کے مابہ النزاع مسئلہ پر تصنیف فرمائی تھی)
(۵) اتقان العرفان فی ماہیت الزمان، فلسفہ، عربی، مطبوعہ ۱۳۳۷ھ
(۶) الصمصام القاضب (عربی) " " مطبوعہ ۱۳۴۸ھ بعد وفات مصنف)
(۷) التلغراف ٹیلی گراف (فقہ اردو) مطبوعہ
۸۔ فصل الخطاب (عربی) مطبوعہ
۹ معارف آلٰہیہ (التصوف) عربی غیر مطبوعہ
۱۰۔ الحجۃ البازغۃ کلام عربی مطبوعہ ۱۳۳۴ھ ضخیم۔ مابعد الطبعیات کے بعض ابواب پر مجتہدانہ بحث جس کو مولانا انوار اللہ فضیلت جنگ حیدرآبادی نے حکومت آصفیہ کی جانب سے چھپوا دیا تھا۔ (راوی مولانا مناظر احسن)
۱۱۔ سوانح عبدالحق خیرآبادی الموسوم بہ حسرت العلماء بوفات شمس العلماء عربی بحوالہ رسالہ بقاء کراچی
۱۲۔ نبراس الحرکت عربی مطبوعہ
۱۳۔ رسالہ وحدت الوجود۔ فارسی۔ (زیر طبع) جس میں حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ کا ذکر فرمایا ہے۔
۱۴۔ تحقیق کلمۂ طیبہ (تصوف) عربی۔ غیر مطبوعہ

Marfat.com

۱۵- تحقیق انیق۔ (تصوف) عربی غیر مطبوعہ

۱۶ تحقیق مسئلہ جبر و قدر (کلام) عربی ״

۱۷- شرح ترمذی شریف ناممکل (راوی مولانا مناظر احسن)

۱۸- تقریر ترمذی شریف حدیث عربی غیر مطبوعہ

۱۹- تنویر المنار (عربی) اصولِ فقہ عربی ״ ناممکل

۲۰- انہار اربعہ تصوف۔

۲۱- حاشیہ بر حاشیہ خیرآبادی - فلسفہ

(۲۲) حاشیہ شرح مواقف کلام

(۲۳)۔ حاشیہ بر جامع ترمذی حدیث

} بحوالہ یادرفتگاں، از سلیمان ندوی

(۲۴) شرح منار فارسی مصنفہ بحر العلوم کا عربی میں ترجمہ۔ نصاب کی بہترین کتاب ہے۔

(۲۵) صدقہ جاریہ فی ردِ آریہ (اردو) (دیانند سرستی کی فلسفیانہ اصول کی تردید میں)

(بحوالہ مناظر احسن مطبوعہ۔ ناشر حکیم محمد احمد فرزند)

نیز بعض چھوٹے چھوٹے رسالے عربی میں درسی کتب کے مشکل مقامات کے حل اور نزاعی نکات پر لکھے تھے، حکیم صاحب مرحوم اُردو میں فلسفہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور فلسفہ کی عربی کتابوں کی اصطلاحات کے ترجمے بڑے مزے لے لے کر کہا کرتے تھے مثلاً داخل کا ترجمہ (درآنا) اور حلول کا پیوست ہونا، آپ کے ایسے خاص ترجموں کی فہرست بہت طویل ہے۔ آخری زمانہ علالت و وفات تک تین عمیق علمی تصانیف لکھیں جو معلومات کا نچوڑ ہے

(راوی مناظر احسن رسالہ معارف جلد ۲۳۔ شمارہ ۱۲)

Marfat.com

۶۔ حضرت غوثی شاہ قدس سرہٗ

محمد غوث خاں المعروف بہ غوثی شاہؒ ولد کریم خاں المعروف بہ کریم اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوثی شاہ قدس سرہٗ حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ مولانا عشقی جن کا عربی سلام مشہور ہے آپ کے بہنوئی تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور مولانا مدنی صاحب کے ہاتھوں تعلیم و تربیت پائی۔ پہلے اپنے والد ماجد ہی سے قادریہ سلسلہ میں بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے، عربی و فارسی میں کافی مہارت تھی، اُردو بھی خوب لکھتے تھے۔

ابھی علم باطنی کی پیاس بجھی نہ تھی، حضرت کمال اللہ شاہ قدس سرہٗ کا نام نامی سُن کر حضرت کی خدمت میں تقریباً ۱۳۲۵ھ میں حاضر ہوئے جس کا ذکر اور مرقع آپ نے اپنی تصنیف نور النور میں کھینچا ہے جس کا اقتباس ہم نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے سلسلہ میں کیا ہے۔ غرض آپ نے حضرت موصوف سے عرصہ تک فیض حاصل فرمایا اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ احقر سے حضرت قبلہؒ کی محفلوں میں کئی مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ وجاہت اور طلاقت لسانی اچھی تھی۔ اپنے مواعظ میں اسرار و معارف بھی خوب بیان فرمایا کرتے تھے۔ دیوان مخزن العرفان مصنفہ شاہ کمالؒ اول کے اشعار کی تشریح و توضیح پر کامل عبور تھا حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہٗ کو بھی عالم مثال میں دیکھا، جن کا آپ عرس کیا کرتے تھے۔ متوسط قد، گندم گوں جسیم، آفتابی چہرہ، وضع قطع اور لباس صوفیانہ اور متشرع تھے۔ رات دن تبلیغ دین اور عرفان کے سوا کچھ کام نہ تھا چنچل گوڑہ میں حضرت کملی والے شاہ صاحبؒ کی درگاہ کے قریب سکونت تھی۔ جہاں آپ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ مولانا محمد حسین ناظم و نیبرتی اور مولانا الیاس برنیؒ سے آپ کے پرخلوص تعلقات تھے۔ جن کا بیان ہے کہ مولانا محمد حسین نے سجادہ نشینی اور خانقاہ سرائے الٰہی اور سالانہ عرس وغیرہ کا انتظام آپ کے سپرد فرما دیا تھا۔ (قول طیب) تقریباً بعمر ۶۵ سال بتاریخ ۱۴ شوال ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۴ء واصل بحق ہوئے۔

Marfat.com

محلہ بیگم بازار احاطہ قبرستان مسجد کریم خاں میں آپ کا مزار ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔
آپ کے فرزند اور جانشین مولانا صحوی شاہ اپنے دادا پیر حضرت شاہ کمال اللہؒ اور سلطان محمود اللہ کے عرس کا بھی اہتمام فرماتے ہیں۔ اور اپنے والد ماجد مغفور اور سلسلۂ کمال اللٰہی کی تالیفات و تصنیفات کی اشاعت فرماتے رہے ہیں۔

تصانیف (۱) کنز مکتوم۔ (شرح مثنوی مولانا روم کے چند اجزاء) (۲) نور النور (۳) معیتِ الٰہ (۴) کلمۂ طیّبہ (۵) مقصدِ بیعت۔ (۶) رسالہ انفاق۔
(۷) طیباتِ غوثی مجموعہ کلام وغیرہ

چنانچہ اسرار التوحید مصنفہ سید محمد شاہ میرؒ بارثانی آپ کے ادارہ "النور" سے ۱۳۸۱ھ میں شائع ہو چکی ہے جس کے آخری صفحہ پر حضرت غوثی شاہ کے خلفاء کی تفصیل درج ہے جن میں مولانا بارق شاہ، واجد علی شاہ، حکیم ہلال اکبری، حکیم عبد القدوس سید ناصر علی شاہ۔ شاہ مخدوم اشرف۔ مولانا غفار شاہ، مولانا نوری شاہ۔ وغیرہ ہیں۔

مولانا صحوی شاہ سجادہ نشین موصوف کے ایک خلیفہ مولانا احمد حسین المعروف بہ قربی شاہ حیدر آبادی آجکل کراچی میں مقیم ہیں۔

غرض حضرت مرشدی کمال اللہ شاہ قدس سرہٗ کا سلسلہ خصوصاً جنوبی ہندوستان و پاکستان میں اب بھی جاری ہے۔

۷۔ حضرت مولانا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے حالات بہم نہ ہو سکے، کتبۂ مزار سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نسباً فاروقی، اور دایل پلی کے جاگیردار تھے، اتفاق سے میں حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے الٰہی چمن گیا تھا، میرے بعض اعزہ اور احباب بھی اسی احاطہ میں دفن ہیں۔ وہاں مجھے مولانائے مرحوم کا کتبہ نظر پڑا، جو میں نے اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیا تھا۔ غرض کتبہ کی عبارت یہ ہے:-

Marfat.com

قطعۂ تاریخ وصال حضرت شاہ محمد زین العابدین فاروقی زمیندار وایل بلی جاگی
(ریاستِ نظام) خلیفہ حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ العزیز۔"

نیک خو، اہل طریقہ، صاحبِ علم و ہنر
واعظ و ناصح، ز دنیا شد بملکِ بے زوال
فکرِ تاریخش جو کردم افسر آمد ایں ندا
"ہست در فردوس زین العابدین آسودہ حال"
۱۳۶۹ ھ

جس سے واضح ہے کہ آپ جاگیردار ہونے کے باوجود ایک کامل درویش، عالم او
بھی تھے۔ یہ قطعہ بھی حیدرآباد دکن کے مشہور خطاط ماہر نسخ، مولانا مرزا حشمت علی افسر
نے کہا تھا جن کو تاریخ گوئی میں بھی مہارت تھی۔

خاص مریدین

یوں تو آپ کے سینکڑوں مرید تھے، بخوف طوالت ہم یہاں
خاص مریدین کا ذکر کرتے ہیں :-

۱۔ مولوی عبدالغفار خاں ابن بایزید خاں، وطن مدراس، پست قد، گندم
لانبی داڑھی۔ ترکی ٹوپی پر رومال باندھ لیتے تھے۔ سکونت کاچی گوڑہ، بڑے مرتاض
صاحب وجد و حال بزرگ تھے، سماع کے بڑے شائق تھے۔ سماع میں وجد و رقص کر
تھے اور بے خود ہو جاتے تھے۔ اکثر مشائخین شہر سے ملاقات تھی، ہر سماع کی مجلس میں خ
ضرور موجود رہتے۔ کبھی فقیرانہ لباس میں بھی نکل جاتے تھے۔ گھڑی سازی اور مشی
کے کام سے بھی واقف تھے، ابتدا میں عرصہ تک چلّہ کشی کی۔ مگر کچھ تشفی نہ ہو
حضرت قبلہ سے سکندرآباد میں ملاقات ہوئی اور مُرید ہوئے۔ صاحب کیفیت تھے
جاری تھا۔ آپ کی اور مولوی میر احمد حسین ہی کی کوشش اور والہانہ اشتیاق کی ح
حضرت قبلہ سکندرآباد سے حیدرآباد میں منتقل ہوئے حضرت کی احقر پر خاص شفقت

Marfat.com

اسرار و معارف بیان کرتے اور عمل کی ترغیب دیا کرتے تھے، مرزا نظام شاہ سے گہرے تعلقات تھے۔ غرض آپ کے معلومات وسیع تھے، آپ کے بعض کشکول آپ کے فرزند عبدالمجید صاحب انجنیئر آرائش بلدہ کے پاس محفوظ تھے۔ بعارضۂ طاعون ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ م ۲۵ نومبر ۱۹۲۴ء بوقت ۶ ساعت شام وصال ہوا۔ الٰہی چمن میں، مرشد کے پہلو میں دفن ہیں۔ آپ کے فرزند مولوی عبدالمجید مرحوم انجنیئر آرائش بلدہ سٹی امپروومنٹ بورڈ بھی حضرت کمال اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ رمضان میں افطار کے وقت کثیر احباب روزانہ جمع رہتے تھے۔ مہمان نوازی خاص اہتمام سے کیا کرتے تھے۔ قوالی کا ان کو بھی بڑا شوق تھا وجد بھی خوب آتا تھا۔ سال میں کئی مرتبہ آیۂ کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ کا ختم شریف بھی کرتے تھے۔ برسوں اسی طرح مہمان نوازی میں گذارے۔ بعارضۂ قلب بیمار ہوئے اور اپنے وطن مدراس گئے، چند سال ہوئے کہ وہیں انتقال ہوا، اور مدراس ہی میں سپرد خاک کئے گئے۔ انھوں نے ہی اپنے مرشد علیہ الرحمۃ سے میرا تعارف کرایا تھا۔

۲۔ مولوی بدر جہاںؒ محکمۂ فینانس میں درجہ دوم کے اہلکار اور حضرت قبلہؒ کے مرید صادق الاعتقاد تھے بعارضہ طاعون ۱۳۳۹ھ میں جاں بحق ہوئے، راجچندر جی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ان کی نظر میں خاص اثر تھا، میں نے ان کو حضرت قبلہؒ کی مجلس میں دیکھا تھا۔

۳۔ محمد سخاوت مرزا، قوم مغل ترکمان، اہل سنت والجماعت، حنفی المذہب، وطن آبائی اکبرآباد (آگرہ) میرے والد ماجد محمد آغا مرزا صاحب مرحوم بلدیہ حیدرآباد دکن کے محاسب تھے، بڑے ملنسار، خوش اخلاق اور متقی تھے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی، اور ڈاکٹر حامد علی، مرزا واجد بیگ، برادر سرور جنگ کے ملنے والوں میں تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محل کے مرید تھے۔ میرے جدّ امجد منشی مرزا امیر بیگ اکبرآبادی آگرہ کے سربرآوردہ لوگوں

Marfat.com

میں تھے، اور حضرت مہر علی شاہ اکبر آبادی سے بیعت تھے۔

یہ ناچیز ۱۸۹۷ء میں بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوا۔ جامعۂ عثمانیہ سے بی۔اے، ا
ال ال۔بی علی الترتیب ۱۹۲۷ء اور ۱۹۲۹ء میں کامیاب کیا۔ سررشتہ عدالت میں منتظم
۱۹۵۱ء میں وظیفۂ حسن خدمت پر سبکدوش ہوا۔

نوجوانی میں بوجہ علالت مزاج سلسلۂ تعلیم جاری نہ رہ سکا، پریشان تھا، ایک روز
اپنے ایک دوست مولوی عبدالمجید مرحوم کے ذریعہ حضرت قبلہ کمال اللہ شاہ صاحبؒ س
کی قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس سے قبل حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کو عالم رویا میں
دیکھا تھا جس کا حضرت ممدوح سے ذکر کیا۔ تو آپ متاثر ہوئے ارشاد ہوا کہ تم میرے پاس آ
کرو۔ آپ ہمارے محلہ ہی میں فروکش تھے۔ غرض حضرت کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا
آپ نے علم باطنی سے بہرہ اندوز فرمایا۔ اس کے بعد تقریباً ۱۳۳۵ھ میں بیعت سے بھ
مشرف ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے اپنے سلسلہ کے بزرگوں کی کتابیں، اساس المعرفت، شرح
عقائد جامی وغیرہ بھی لفظاً لفظاً پڑھائیں جس سے مزید بصیرت حاصل ہوگئی۔ کوئی پندرہ بیس
سال آپ کی صحبت فیض درجت میں رہا۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے وصال شریف کے ب
احقر کے روابط آپ کے خلیفہ حضرت میر احمد حسین المعروف بہ شاہ یاسین سے رہے جو
خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ بعض اذکار بھی تلقین فرمائے تھے۔ مخدومی مرزا نظام شاہ لبیب
مولانا شاہ عبدالغفار خاں، راجندر جی، ڈاکٹر میر ولی الدین، مولانا مخدوم بیر مفتی جامعہ نظامیہ
مولانا شاہ صبغۃ اللہ سے بھی مخلصانہ تعلقات رہے۔ اور اب آخری منزل میں ہوں، دعا ہے کہ ا
تعالیٰ خاتمہ بخیر کرے۔ بعض اچھے خواب بھی دیکھے۔ ۱۹۴۵ء سے قبل ایک مرتبہ حضرت نبی کریم صلعم
خواب میں طفل شیر خوارگی کی صورت میں گہوارہ میں دیکھا تھا، اور میری زبان پر درود شریف جا
تھا۔ اور صبح میں ایک عربی مصرعہ جاری تھا "طلع البدر علینا" ایک مرتبہ دیکھا ک
ناچیز حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرہٗ —

Marfat.com

مزار پر انوار پر فاتحہ پڑھ رہا ہے، اور حضرت قبلہ "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھ رہے ہیں۔

۱۹۳۹ء سے علمی ادبی ذوق کی خاطر خصوصاً اپنے بزرگوں اور قدیم دکنی ادیبوں کے کارنامے اجاگر کرتا رہا۔ احقر کی تالیفات میں مثنوی من لگن بحری حسب ایما مخدومی مولوی عبدالحق مرحوم انجمن سے شائع ہو چکی ہے۔ دوسری تالیف حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری (اوچی) استادی ڈاکٹر سید عبداللطیف پروفیسر جامعہ عثمانیہ نے اپنے ادارہ سے شائع فرمائی۔ سوانح حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز کے دو باب بھی ادارۂ مذکور سے زیر اشاعت ہیں۔ تاریخ ادب اردو کے دکنی ادب سے متعلق ابواب ۶ تا ۸ (۲۵۰ صفحات) ۱۹۶۱ء میں طبع اور شائع ہوئے۔ بعض مقالات، شاہ کمال و شاہ میرؒ، ملک الشعراء غواصی۔ شاہ طاہر کرنولیؒ، معمیات مرزا کامران۔ شاہ راجو گولکنڈوی کا فارسی و دکنی کلام وغیرہ بیسیوں مضامین، رسالہ اردو (مولوی عبدالحق) نوائے ادب بمبئی۔ اورنٹیل کالج میگزین لاہور، اردو ادب علیگڈھ میں شائع ہو چکے ہیں، اور انسائیکلوپیڈیا جامعہ پنجاب میں بھی بعض مقالے شیخ عین الدین گنج العلم خواجہ گیسو دراز، شیخ محمود بحری، آزاد بلگرامی، زیر اشاعت ہیں۔ آجکل ترقی اردو بورڈ میں بحیثیت معاون مدیر اردو کی خدمت کر رہا ہوں۔

۴۔ دیگر مریدین میں قابل ذکر مولوی محمد محسن صاحب المعروف بہ محسن میاں ٹھیکہ دار ساکن کاچی گوڑہ عزیز نواب نظامت جنگ مرحوم نے سرائے الٰہی سائبان اور حوض مسجد ٹھگی جیل کی تعمیر و ترمیم میں آپ کی بڑی توجہ رہی۔ جنوری سنہ ۶۴ء میں مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ فرمایا کہ مولوی سید قادر علی بادشاہ صاحب شاہ میری کڑپہ سے ملاقات ہوئی تو بڑی عقیدت سے فرمایا کہ میں نے ان کے ہمراہ ہمارے دادا پیر سلطان محمود اللہ شاہ صاحبؒ اور حضرت غوث نما شاہ ساکن بنیرۂ شاہ کمالؒ اول کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میرے والد ماجد کے خاص دوست تھے، حال ہی میں تقریباً بعمر ۸۵ سال، رجب سنہ ۱۹۶۵ء کو وفات پائی، مرحوم کے بھانجے

Marfat.com

مکرمی ریاض احمد ساکن پیر کالونی کراچی نے ختم قرآن اور فاتحہ کا انتظام فرمایا تھا۔ غرض مرحوم بڑے خلیق ملنسار اور ہمدرد شخص تھے۔

خاص معتقدین میں مولوی خادم حسین ساوی (مدراسی) (از اولاد محمد مخدوم عبد الحق ساوی بیجاپوری (وفات ۱۰۶۵ھ) پیر طریقت مولانا ابو الحسن قربی ویلوری) حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنے جد امجد کی تصانیف میزان التوحید اور شرح عقائد جامی کے نکات سمجھنے کی خاطر آیا کرتے تھے۔ حضرت مخدوم عبد الحق کا نایاب مجموعۂ رسائل ان کے فرزند احمد عبد المجید مرحوم نے مجھے دیا تھا جن کی نقول میرے پاس محفوظ ہیں۔ مولوی حاجی عبد الرحیم صاحب مشہور وکیل سمستان یالونچہ، ضعیف العمر تھے، کبھی حضرت کے پاس آتے تو والہانہ طور پر ملتے، اور حال و قال کی محفل گرم رہتی۔ ان کے اعزہ میں مخدومی حکیم عبد العظیم مرحوم حضرت قبلہؒ کے مرید تھے، حکیم صاحب بھی بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ ان کے فرزند مکرمی عبد الحق میرے بچپن کے دوست ہیں۔

بعض ملفوظات حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ

۱۔ لفظ:۔ مولانا نظام الدین جھجری مرحوم ہندوستان کے مشہور عالم تھے، اور حیدر آباد میں آج سے کوئی چالیس سال قبل سرکاری واعظ کی حیثیت سے اکثر مساجد میں وعظ کیا کرتے تھے، ہزاروں کا مجمع رہتا تھا، ایک روز الٰہی چمن میں اپنے کسی عزیز کی تدفین کے سلسلہ میں تشریف لائے۔ حضرت قبلہؒ سے ملاقات ہوئی۔ اتفاق سے توحید وجودی پر بھی بحث ہوئی۔ آپ کے باریک نکات و ارشادات کو سُن کر مولوی صاحب نے فرمایا یہ تو عجیب و غریب اسرار ہیں، بقول لا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔

اس کے بعد اکثر حضرت کے پاس آیا کرتے تھے، جب جھجری صاحب کا انتقال ہوا تو الٰہی چمن کے قبرستان میں ہی دفن ہوئے۔

Marfat.com

۲۔ لفظ۔ مکہ مسجد حیدرآباد میں حضرت قبلہ کی دو بزرگ صوفیوں سے ملاقات
..ئی، فقیر بھی ہمراہ تھا ان میں سے ایک سفید پوش بزرگ نے دوسرے صوفی مولانا یحییٰ پاشا
..ب رح .شائخ حیدرآباد سے آپ کا تعارف کرایا کہ آپ سے ملئے، یہ بڑے اہل کمال
.. توحید پر گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو میں ان سفید پوش بزرگ نے فرمایا کہ شاہ صاحب
..ایئے کہ "اجسادنا ارواحنا، ارواحنا اجسادنا" کے کیا مفہوم
.. آپ نے یہ شعر پڑھا:۔

پیو زمیں پیو زماں پیو مکیں پیو مکاں ‏ پیو تن، پیو ہی جان تھا مجھے معلوم نہ تھا

..ن بزرگ نے جواب دیا کہ یہ اور چیز ہے مگر اس کی تشریح یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب جسم میں
..وح کی جیسی لطافت پیدا ہوجاتی ہے تو جسم میں روح کے خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔ درد
..یوار اس کے حائل نہیں ہوتے۔

۳۔ لفظ۔ مولوی عبدالغفور صاحب حیدرآباد کے ایک بہت مشہور وکیل تھے
..ین کا آبدار خانہ حیدرآباد میں مشہور ہے، وکیل صاحب کو حضرت سے بیعت تھی، حُسن سلوک
..کا یہ حال تھا کہ جب کبھی حضرت کی خدمت میں تشریف لاتے تو حضرت کی تقریر سے بحد
..متاثر ہوتے، اور باوجود انکار کے حضرت کی خدمت ضرور کرتے اور خالی ہاتھ نہ جاتے
ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے ایک ہندو مرید راجندر جی نے فقیر سے ان کا ایک واقعہ بیان کیا
کہ وکیل صاحب ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، توحید پر گفتگو ہوتی رہی۔ آخر
میں حضرت نے محسوس فرمایا کہ ان کو تشفی نہیں ہوئی، مگر وکیل صاحب نے کچھ ایسا جواب دیا
کہ گویا یقین کامل ہوگیا ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا! آپ کو اگر مسئلہ وحدۃ الوجود ذہن نشین
ہوگیا ہے اور یقین کامل ہے تو آپ جس گاڑی میں تشریف لائے ہیں، اپنے سائیس
(کوچوان) کا لباس خود پہن لیجئے، اور سائیس کو گاڑی میں اپنی جگہ اپنا لباس پہنا کر
بٹھا دیجئے اور گھر تشریف لے جائیے۔ تو وکیل صاحب بہت پریشان ہوئے، ننگ و عار

Marfat.com

مانع رہا، حضرت نے فرمایا کہ خیر آپ کو علم الیقین ہی کافی ہے۔

۴۔ علامہ حکیم سید برکات احمد ٹونکی تلمیذ مولانا عبد الحق خیر آبادی، ہندوستان میں امام فلسفہ سمجھے جاتے تھے۔ اپنے صاحبزادے کی شادی کے سلسلہ میں حیدر آباد تشریف لائے، جن کے نبیرہ مولانا حکیم محمود احمد برکاتی کراچی میں موجود ہیں۔ جن کا ذکر سطور بالا میں آچکا ہے۔

مولوی حکیم برکات احمد صاحبؒ کی دوسری ملاقات کے وقت فقیر بھی وہاں موجود تھا مولوی صاحب کے ہمراہ ایک اور عالم بھی غالباً دہلی والے آئے تھے۔ حکیم صاحبؒ نے مسئلہ ظہور پر بحث کی آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل مشہور صحابی وحیہ کلبیؓ کی صورت سے آنحضرت صلعم کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے، اور کبھی مور کی صورت میں مجلس نبوی میں جلوہ افروز ہوا کرتے تھے، قطب البان موصلی مختلف مجلس میں ظاہر ہوا کرتے تھے، باوجود اس کے ان کی حقیقت و ماہیت حسب حال قائم تھی۔ تو علامہ دہلوی نے اعتراض کیا کہ ایک جنس کا ظہور غیر جنس میں کس طرح ممکن ہے؟ مولانا برکات احمد نے اُن کو معقول جواب دے کر خاموش کیا حکیم سید علیؒ نے انتباہ الطالبین (مطبوعہ) مصنفہ حضرت شاہ میراول کے حواشی میں اس مسئلہ پر بڑی عالمانہ اور مدلل بحث فرمائی ہے۔

اس کے بعد حضرت قبلہ نے مسئلہ عینیت و غیریت پر بحث کی اور ایسے نکات فرمائے کہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ بے شک سچ ہے "قرآن مجید میں اسی کی طرف تو اس طرح اشارہ کیا گیا ہے "ھٰذا عذب فرات وھٰذا ملح اجاج" مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لایبغیان۔ حضرت نے فرمایا:۔

ملحدان ماہیت و مبداء دلو ز دلوں میں — فرق نا کر سک کے پاک کہتے ہیں سبکو بے خبر
ماہیت کو ماہیت مبداء کو مبداء نور کو — نور جانے لوں کو لون وہ جو ہے کامل البشر
اس صراطا دپر قدم رکھنا نہیں ہر کس کا کام — بال سے باریک تر تلوار سے ہے تیز تر

Marfat.com

محفل پر ایک وجدانی کیفیت طاری رہی، اس کے بعد علامہ برکات احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں معمولی سے معمولی چیزوں کی قسم کھاتا ہے۔ والتین والزیتون، اور کہیں والعٰدیٰت ضبحا وغیرہ کی، مگر قسم تو ایسی چیز کی کھانی چاہیئے جو اعلیٰ و ارفع ہو، اس کی توجیہ کیا ہو سکتی ہے؟ اب یہ مسئلہ سمجھ میں آیا کہ در اصل حق تعالیٰ خود اپنی تجلیاتِ گوناگوں کی قسم کھاتا ہے نہ کسی اور کی۔

لفظ ۵ :۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں، مولانا مناظر احسن گیلانی پروفیسر دینیات جامعہ عثمانیہ حضرت کے بڑے معتقد اور اسی سلسلہ میں منسلک تھے۔ طلبا کو دینِ دانش مصنفہ پروفیسر نواب علی جو جدید علم کلام پر مبنی اور یورپ کے اکابر فلاسفہ کیانٹ اور ہیوم وغیرہ کے نظریات پر مشتمل ہے، پڑھایا کرتے تھے۔ جب دینیات کے لکچر میں، وحدۃ الوجود کی بحث آجاتی تھی تو خصوصاً فلسفہ کے طلباء کے اعتراض اور استفسار پر فرمایا کرتے تھے کہ میاں ان مسائل کو حضرت مچھلی والے شاہ صاحب (شاہ کمال اللہ حیدر آبادیؒ) سے حل کرو بڑے کامل بزرگ ہیں وہی خوب سمجھائیں گے۔ چنانچہ دینیات کے نوٹس زمانۂ طالب علمی، جو میرے پاس موجود ہیں ان میں مولانا مناظر احسن نے بعض مبحث پر ایسی روشنی ڈالی ہے جس میں حضرتِ قبلہ کی تعلیم و تلقین کی جھلک موجود ہے۔

لفظ ۶ :۔ رام چندر جی، مرہٹہ برہمن متوطن پونا۔ ساکن کٹلمنڈی، اس کے بعد تکیہ گجراتی شاہ حیدر آباد دکن میں اُٹھ آئے تھے جن کا ذکر سطور بالا میں آچکا ہے۔ حضرتِ قبلہ رح کے بڑے معتقد تھے۔ برسوں حضرت کی صحبت میں رہے۔ حضرت سید شاہ محمود اللہ حسینی عُرف شاہ جی کے عرس میں کافی حصہ لیتے تھے۔ نذر و نیاز سے دریغ نہ کرتے تھے۔ مزار شریف پر روشنی اور عارضی شامیانہ وغیرہ کا انتظام خود بڑی عقیدت سے کیا کرتے تھے۔

حضرت نے ایک مرتبہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ برہمن بڑا موحد ہے۔ جب اس نے اسلامی وحدۃ الوجود پر میری تقریر سُنی تو میرا بے حد معتقد ہو گیا، اور کہا کہ ہماری توحید "ویدانت" ناقص

Marfat.com

ہے اور الحاد پر مبنی ہے۔ گویا ویدانتی ایک ذات ایک وجود کے قائل ہیں۔ جس میں عبدیت کی نفی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں چند لوگ آئے، ان لوگوں سے آپ نے سوال کیا کہ کرامی پرستی؟ ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ "خدائے کہ ہمہ صفت موصوف است" تو آپ نے فرمایا کہ "ایں بت پرستی است" پھر دوسرے سے بھی سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ "خدائے کہ صفتے ندارد" تو آپ نے فرمایا کہ "عدم را می پرستی" یعنی ذات بلا صفت عدم محض ہے، جس میں کوئی صفت کمال ہی نہ ہو وہ کس کام کا خدا ہے۔

پھر تیسرے سے پوچھا کہ "کرامی پرستی" تو اس نے کہا کہ "خدائے کہ متصف بصفات کمال است و منزّہ از صفات نقص و زوال۔"

آپ نے اس کی بڑی تعریف کی اور گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو بیشک موحد ہے۔ غرض حضرت کا خیال یہ تھا کہ ویدانت میں اُس خدا کی پرستش ہے، جو ہمہ صفت موصوف ہے، اور یہ الحاد اور زندقہ ہے۔

چنانچہ استادی مولانا مناظر حسن کالج میں دینیات کے لکچر میں فرمایا کرتے تھے، کہ ویدانت میں "برہما" کو کائنات میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یعنی برہما کے منہ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سے کائنات کے مختلف اجزاء بنے۔ تخم سے جھاڑ پیدا ہوا اور وہ خود غائب ہو گیا۔ جس کی تائید مولانا سلیمان ندوی مرحوم نے بھی سلوک سلیمانی میں فرمائی ہے۔

لفظ ۷:۔ مجھ سے رام جی نے کہا تھا کہ یہ نعمت جو مجھ کو حضرت سے ملی ہے، مرتے وقت کسی نہ کسی کے حوالے کر دوں گا، خواہ وہ ادنیٰ درجہ کا ہی کیوں نہ ہو البتہ اہل ہو۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ مگر اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ میرے ایک خاص دوست مولوی عبدالمجید مرحوم ابن عبدالغفار خاں خاص مرید حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ نے ان کا اسلامی نام اسلام علی شاہ رکھا تھا، واللہ اعلم

Marfat.com

رامچندر جی نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ آپ اکثر روح کو مذکر استعمال فرماتے ہیں، مثلاً نفس بولتا، دل جانتا، روح دیکھتا۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ ہاں روح مذکر ہے اس لئے کہ دیکھنے کی صفت بڑھی قوی ہوتی ہے، اور یہی تو ہے، قوتِ عزرائیلی۔ بقول دیکھتے دیکھتے ایسا دیکھو کہ دیکھنے والا اور نظر آنے والا ایک ہو جائے۔

لفظ ۸ :- اشغال مقیدہ۔ ریاضت وچلّہ کشی کی طرف آپ کا بالکل رجحان نہیں تھا، آپ کے ایک خاص مرید مولوی عبدالغفار خاں مدراسیؒ سے بڑی بحث ہوتی رہتی تھی: خاں صاحب نے حضرت قبلہ سے ملاقات کے قبل بے حد ریاضت کی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا، بالآخر اسی بارگاہ سے تسلی حاصل ہوئی۔ خاں صاحب کا خیال تھا کہ تھوڑی بہت اشغال مقیدہ سے بھی استفادہ کرنا چاہیئے، تاکہ کچھ دلجمعی اور مداومت پیدا ہو جائے۔ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ میاں ایک ہی چلّہ کر کے تو دیکھو، کم از کم روزانہ ہزار یا سو مرتبہ سخت پابندی کے ساتھ ذکر اسم ذات ہی کرو۔ اور جب کچھ دل لگ جائے تو اس کو مطلق کردو۔ چنانچہ خاں صاحب کا اس پر عملدرآمد رہا۔ فرمایا کہ میرا دل جاری ہو گیا۔ اگرچہ کہ میں دن بھر سرکاری کام میں مشغول رہتا تھا مگر دل ہی دل میں میرے رات دن ذکر الٰہی جاری تھا۔ مگر حضرت قبلہ علم الیقین کے بعد عین الیقین کی مداومت پر زور دیتے تھے، اور شاہ کمال اول کی ایک رباعی پڑھا کرتے تھے۔ اور اسی مضمون میں خود آپ کا بھی ایک شعر ہے ؎

قبل شئے بعد شئے، ساتھ شئے کے تُو ہو
آنکھ دے ایسی تجھ کو ہی دیکھا کروں

نیز تمثیلاً شاہ کمال شمع خاندانِ چشت کرڑپوی کی یہ سند پیش فرماتے تھے:۔

حاصل بسبب علم یقیں ہو شہود یار — ہر شئے سے از عنایتِ شیخ بزرگوار
طلاب کو یہ رتبہ میسر کہاں اگر — کھینچے تمام عمر ریاضات بے شمار

Marfat.com

ان اشعار میں حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتیؒ کی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ کے پاس ایک نہایت مرتاض شخص آیا اور عرض کی کہ میں بارہ سال سے سخت ریاضت کر رہا ہوں مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ آپ نے اُس شخص کو علم معرفت سے بہرہ ور فرمایا۔

لفظ ۹ :۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید و خلیفہ مولوی عبید اللہ حسینی (ابن سید محی الدین کرنولی، آندھرا پردیش) استاد دار العلوم جن کا ذکر سطور بالا میں آچکا ہے ان کی والد ماجد حضرت محی الدین صاحب ایک مسن شخص ٹھیٹ مدراسی کرنول کے باشندے تھے۔ ان کو بھی تصوف کا شوق تھا، کبھی کبھی حضرت کے پاس تشریف لایا کرتے تھے، علماء ظواہر کے عقیدہ پر ایک مرتبہ گفتگو ہوئی۔ اور کہا کہ یہ لوگ صوفیاء کے منکر ہیں حضرت نے فرمایا کہ جی ہاں! علمیت تو ان میں خوب ہوتی ہے۔ تقریر و تحریر سب پر حاوی ہوتے ہیں مگر صوفیاء کے نکات کو سمجھ نہیں سکتے، ان کو حجت و تکرار کے سوا کام نہیں بس قال میں رہ جاتے ہیں۔ ان کا حال بقول ایک فارسی شاعر کے ایسا ہے ؎

چوں باز کنی مادر مادر باشد ۔۔۔ بس صورت خوش کہ زیر چادر باشد

تو بڑے میاں یعنی مولوی عبید اللہ کے والد نے ان کی ترجمانی ایک مدراسی شعر سے مدراسی لہجہ میں فرمائی، مجھے پہلا مصرعہ یاد نہیں رہا البتہ دوسرا مصرعہ یہ تھا ع

"بنگلہ پو سے دیکھی تو میرا نانا کھڑا"

یعنی ایک ماہ پارہ کا کوئی بوڑھا عاشق تھا، بڑی لن ترانی کرتا اور اُس کے عشق کا دم بھرتا تھا، ایک روز اُس نے اپنے عاشق کو کوٹھے پر سے دیکھا تو ایک بوڑھا فرتوت نظر آیا، جس کے نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت، تو ایک قسم کی نفرت ہو گئی، اور بڑی پشیمانی ہوئی۔ یہ سُن کر حضرت کی مجلس میں ایک قہقہہ برپا ہوا۔

لفظ ۱۰ : ایک مرتبہ فقیر حاضر مجلس تھا، روح کے اسرار بیان فرما رہے تھے، فرمایا کہ روح امر رب یعنی عالم امر سے ہے، اور یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

Marfat.com

ارواح اور اجسام سب خلاق کی خلقت سے ہے،
ایک عالمِ حکمت سے ہے ایک عالمِ قدرت سے ہے

فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چرخِ چہارم سے کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر اُتریں گے اور زمین پر اُترنے کے لئے سیڑھی طلب کریں گے کیونکہ یہ عالمِ اجسام اور عالمِ حکمت ہے. باوجودیکہ اس کے کہ آسمان سے قدرت الٰہی سے آن کی آن میں دنیا میں نازل ہوں گے۔

دوسری مرتبہ فرمایا کہ ارواح مخلوق ہیں، چنانچہ ارواح نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں بلیٰ کہا. تیسری مجلس میں ارشاد ہوا کہ اس جسمانی تن میں ایک نورانی تن بھی ہے اور یہی آنکھ. ناک نقشہ موجود ہے، روح بوقت موت جسم سے جدا ہو گی. جس سے مراد جسم مثالی ہے. چوتھی مجلس میں فرمایا اس وقت شرح عقائد جامی کا درس ہو رہا تھا حقیقتِ روح کی بحث تھی، تو فرمایا کہ حقیقتِ روح "مریافت خود در الصورت سر شئے" روح کے اقسام یہ ہیں، روحِ جمادی، روحِ نباتی، روحِ حیوانی، روحِ انسانی، روح قدیم ہے ازلی نہیں، فانی بھی ہے مگر اس کا فنا ہونا پلک جھپکنے تک ہی محدود ہے. بدلیل "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"!

پانچویں مجلس میں ارشاد ہوا کہ روح جسم کے لئے بمنزلہ رب ہے، اور شاہ کمال اللہ اول کا یہ شعر فرمایا ؎

ازرُوے جسم عبد ہے از روئے روح رب یہ گفتگو نہ لائق گفت و شنود ہے

یعنی جسم کو روح سے تازگی اور زندگی حاصل ہے ؎ بقول

روحِ بے قالب نتواند کار کرد قالبِ بے جاں فسردہ بود و سرد

روح نہ متصل جسم ہے نہ منفصل اور داخل ہے نہ خارج. بقول مولانا رُومؒ روح کی معیت اور حق سبحانہٗ کی معیت مخلوق سے مجہول الکیف ہے، فرماتے ہیں ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جانِ ناس

Marfat.com

روح کو خدا کہنا کفر ہے، شاہ کمالؒ ؎

روح والا بہ شاں ہے پر حق نہیں ۔۔۔ بے جہت لامکاں ہے پر حق نہیں

روحِ مخلوق اور حادث ہے

یا کہیں روح قدس روح الرب ۔۔۔ جس سے موجود و قائم اشیاء سب

ذاتِ شئے روح شئے سے ہی مطلب ۔۔۔ اس کو کہنا کہو مجوز کب

روحِ مخلوق اور حادث ہے

نوٹ: مولوی عبدالحق محدث دہلویؒ نے روح کے متعلق رسالہ مرأۃ العارفین مصنفہ حضرت مسعود بک خلیفہ حضرت محبوب الٰہیؒ کا قول نقل کیا ہے جو یہ ہے:-

"تعدد در روح باعتبار سراج بود حدوث او نیز بدیں وجہ است .... حدوث عبارت از ظہور در حادث چنانچہ صورت شاہد در آئینہ" (اخبار الاخیار)

لفظ ۱۱ :- ایک مجلس میں حکیم عنایت اللہ آپ کے پیر بھائی بھی موجود تھے جبر و قدر کے بعض نکات ارشاد فرمائے، کہا کہ جبر و قدر کی مجملاً تفصیل یہ ہے "قدر، سر قدر، سر قدر" یعنی ہو۔ ایسا ہو۔ ایسا ہو۔ ایسا ہو، فلاں وقت پر ہو، ہر کام اپنے محل اور وقت پر ہوگا۔" **جف القلم بما ھو کائن**" بندہ اپنی اقتضاء میں ہے ورنہ حجت اللہ پوری نہ ہوگی، اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے :-

"وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ"

اِس موقعہ پر حکیم صاحب موصوف نے فرمایا کہ حضرت شاہ جی قدس سرہٗ (مرشد حضرت مچھلی والے شاہ صاحب قبلہ) کے ایک خاص مرید عالم فاضل مولوی محمد سعید طبقۂ ... سے تھے حضرت شاہ جیؒ سے بڑے مباحثے اور مناظرے ہوا کرتے تھے پھر اپنے ... کی اصلاح کی، غرض مولوی محمد سعید صاحب نے فرمایا کہ قضاؤ قدر کی مثال ایسی ہے مجمع ہو۔ اور بادشاہِ وقت ان میں جس کو جس چیز کا اہل تصور کرے اُس کے ...

Marfat.com

پوٹلی رکھ دے۔ بقول حضرت غلام امام شہید ؎

قسمت کیا ہر شخص کو قسامِ ازل نے | جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا | غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

لفظ ۱۲۔ ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نوجوان ذی علم اور صاحبِ ثروت ملنے آیا تھا کچھ تصوف کا ذوق تھا، حضرتؒ نے بعد نماز مغرب راستہ میں فرمایا کہ میاں تقدیر ازلی اقتضاءِ ذاتی کے مطابق ہوئی ہے "الاعیان ثابتۃ"۔ اور یہ رباعی پڑھی ؎

کاتب سے کہا الف کہ لکھ مجھ کو راست | جرل کاف کیا، جیم کجی کی درخواست
ناحق نہ کرد حق کی طرف تہمت جبر | ازماست کہ برماست زافزونی و کاست

بقول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جس کو حضرت شاہ کمال الدین شمع خاندانِ چشت قدس سرہٗ نے اُردو میں اس طرح قلمبند فرمایا ہے ؎

قولِ امام جعفر صادق باختصار | ہے جبر و اختیار کے مسئلہ میں استوار
مجبور اختیار میں مختار فعل میں | صورت میں اختیار ہے معنی میں اضطرار
سرتا بہ پا الف کو فقط سے سنوار نے | تھا کاتبِ حروفِ خداوندِ اقتدار
اماّ زبانِ حال سے بولا الف مجھے | بس حسن راستی نہ دگر نقش اور نگار

ورنہ وضع الشئی درغیر موضع کی خرابی عائد ہو گی۔

بقول حضرت جامی ؎

تابع باشد علم ازلی اعیاں را | اعیاں ہمہ مرشیون حق را تابع

مولوی محمد حسین ناظم عدالت ونیرتی (جاگیر) خلیفہ حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ حضرت شاہ جیؒ کے عرس میں شریک تھے، ایک خاص مجلس میں جبر و قدر پر ایک لطیف نکتہ فرمایا تھا جس کا ماحصل یہ تھا "کسب کی نسبت بخلق، فعل کی نسبت بحق"۔

ایک مرتبہ حضرت غوثی شاہؒ سے میری ملاقات ہوئی تھی فرمایا کہ ذاتِ حق خیر ہی خیر ہے'

Marfat.com

تو میں نے کہا کہ لقدرہٖ وشرّہٖ من اللہ تعالیٰ کا کیا تصور ہے تو فرمایا کہ حق تعالیٰ
فی نفسہٖ خیر ہے۔ شر تو بندہ سے متعلق ہے۔ تم توجہ بحق پر عامل رہو۔ تو پھر خیر ہی خیر ہے۔ شر سے
کوئی اندیشہ نہیں۔ توہمات کو چھوڑ دو۔

لفظ ۱۳:۔ ایک عالم فاضل مولوی محمد ابراہیم عیسٰی میاں بانداریں رہتے تھے
اکثر وعظ کیا کرتے تھے، ایک روز حضرت قبلہؒ کے پاس آئے۔ حضرت کی تقریر مسئلہ وحدۃ الوجود
پر سُنی، اور خاموش بیٹھے رہے، کچھ دنوں بعد حضرت قبلہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔
راستہ میں مولوی صاحب مذکور سے ملاقات ہوگئی اور حضرت سے وہیں توحید کے متعلق
بحث مباحثہ شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ فرمائیے بندہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت نے
بہت کچھ سمجھایا مگر ان کے کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ بالآخر حضرت نے فرمایا کہ میں خدا کو خدا بندہ کو
بندہ کہتا ہوں۔ کسی وقت غریب خانہ پر تشریف لائیے تو تشفی کرا دی جائے گی۔ مولوی
صاحب کی جہالت پر آپ کو افسوس رہا۔ اس واقعہ کو حضرت قبلہ نے ایک مجلس میں
فرمایا تھا اور ارشاد ہوا کہ ایسے لوگوں سے خاموشی بہتر ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد
ہوا ہے:۔ لَا یُخَاطِبُوْنَ الْجَاھِلُوْنَ اِلَّا سَلٰمًا۔ اور شاہ کمالؒ کا
شعر فرمایا ؎

ملحد کی خستگی نہوئی دفع، گرچہ ہم — مرہم دیئے، علاج کئے، زخم کو سیئے

لفظ ۱۴:۔ ایک روز بحث تھی ابن عربیؒ کے قول پر کہ ہر شخص راہِ مستقیم پر ہے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ صراطِ مستقیم دو قسم کی ہے، ایک تو صراطِ مستقیم انبیائی ہے دوسری
صراطِ مستقیم اسمائی اور ایجادی، شیخ ابن عربی کا مفہوم اس سے امر ایجادی ہے۔ ہر
شخص اپنے اپنے اعتقاد اور افعال پر قائم ہے اور اس کا ذمہ دار ہے اُس کے لئے
وہی صراطِ مستقیم ہے۔ مومن کا مسلک صراطِ مستقیم انبیائی اور شریعت محمدی کی پابندی
ہے۔ اور حضرت شاہ کمال اول کا شعر پڑھا ؎

ہیں سب رہِ مستقیم پہ ہادی کے — منقاد ہیں اس کے امر ایجادی کے
تیرے اسمائی صراطِ مستقیم اور ہیں سب — پر صراطِ مستقیم انبیائی بس مجھے

لفظ ۱۵ :- ایک محفل میں مسئلہ تجدد امثال پر بحث تھی۔ ارشاد ہوا کہ اگر کوئی شخص دس پانچ سال قید بھگت کر گھر واپس آجائے تو کیا اس کی صورت و شکل اور حقیقت بدل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تجلیاتِ الٰہی کی انتہا نہیں جن کو تکرار نہیں، اگر ایسا نہ ہو تو احکامِ شرعی باطل ہو جائیں گے، جزا و سزا کس پر ہو سکے گی۔ جبکہ وہ شخص ہر آن بدلتا رہتا ہے۔ دنیا میں تجدد کی ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں، چاول کے ایک ڈھیر میں سے چند چاول کے دانے لو اور دیکھو، ایک چاول کا دانہ دوسرے سے مختلف ہوگا۔ یہ سب تجلیات کا کرشمہ ہیں۔ بقول غالب

ع — آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز

اصولاً تجلی کو تکرار نہیں اور حقیقت کو تبدل نہیں۔ بقولہ تعالیٰ :-

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ

لفظ ۱۶ :- ایک روز چند نوجوان مشائخ حضرت بادشاہ حسینی اور ان کے بھائی جو کبھی کبھی تشریف لایا کرتے تھے، بیٹھے ہوئے تھے۔ فقیر بھی حاضر تھا، اثنائے گفتگو میں حضرتؒ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اگلے بزرگوں نے عبد و رب کی جو مثال آب و موج وغیرہ کی دی ہے، اس سے غیریتِ اعتباری ثابت ہوتی ہے۔ ہمارے سلسلہ میں ایسی غیریتِ اعتباری جائز نہیں۔ ہم غیریتِ حقیقی اصطلاحی کے قائل ہیں، اگر ایسا نہ ہو تو احکام و تکالیفِ شرعیہ باطل ہو جائیں گے۔ متقدمین نے جو یہ مثالیں دی ہیں قطعی اور جامع نہیں ہیں۔ اور یہ اشعار فرمائے ؎

میں ہوں یاراں عینِ حق، حق کی قسم — پن نہ مثلِ شکلِ موم و موج و یم

Marfat.com

میں خدا کا غیر ہوں لیکن نہ جوں — آب و آتش مہر و نم تریاق و سم

یہ عینیت و غیریت لغوی نہیں بلکہ اصطلاحی ہے۔ اس کو کسی کامل سے پوچھنا چاہئیے

بقول حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ :- یوخذ العلم من افواہ رجال اللہ

لا من الدفاتر والصحائف جس کا دکھنی میں کسی بزرگ نے ترجمہ

کیا ہے ع

"کتابوں میں خدا نہیں رے دیوانے"

جس کو آپ بڑے مزے سے ارشاد فرمایا کرتے تھے :

لفظ ۱۷۱ :- ایک روز چند مریدین بیٹھے ہوئے تھے۔ فقیر بھی حاضر خدمت تھا۔ ارشاد ہوا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ الحمد للہ رب العالمین اس کے سوا کوئی اور تعریف کا مستحق نہیں۔ تعریف چار قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ایک شخص خود اپنی تعریف آپ کرتا ہے۔ بقول اللہ تعالیٰ۔

"لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار"

دوسرے یہ کہ وہ کسی دوسرے کی تعریف کرے جیسے اللھم صل علی محمد وآلہ وبارک وسلم۔

تیسرے یہ کہ ایک ادنیٰ شخص کسی بڑے آدمی کی تعریف کرے، کہ آپ کے کیا کہنے ہیں، آپ تو بڑی خوبیوں کے آدمی ہیں۔ آپ کی نظیر نہیں، وغیرہ۔

چوتھے، ایک شخص باہم ایک دوسرے کی تعریف کرتا ہے۔

یہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس لئے کہ وہ وجود حقیقی ہے، اور عالم کا وجود ملحق بعدم ہے۔ خلاصہ یہ کہ اول تو وحدت خود اپنی حمد کرتی ہے، دوسرے وحدت کثرت کی تعریف کرتی ہے، تیسرے کثرت وحدت کی تعریف کرتی ہے، چوتھے یہ کہ کثرت کثرت کی تعریف کرتی ہے۔ مگر در اصل یہ سب تعریف وجود حقیقی کی ہے

Marfat.com

جو تمام کائنات میں دائر و سائر ہے، اور ورا، الورا بھی ہے۔

بقول صاحب من موہن آزاد (عارف الحق) ؎

الحمد کو منہ سے کھولتا ہے — تعریف تیری تو بولتا ہے

لفظ ۱۸ :۔ ایک روز فنافی الرسول پر بحث تھی، مولوی عبید اللہ صاحب اور فقیر حاضرِ خدمت تھا، فرمایا کہ بغیر رسول اللہ صلعم کے انسان خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ فنافی الشیخ کے بعد فنافی الرسول ضروری ہے۔ بقول جامی ع

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

اور بقول شاہ کمال قدس سرہٗ:۔

ذات جیسی ایک ہی نیسا ہے ایک اسکا طور — جس کو کہتے ہیں محمد کوئی نہیں اس کی مثال
جا نکھو اس سے نگل اے مرد عارف بات سُن — کر ایس کو اوس میں جوں آتش میں آہن یا کمال

(نوٹ:۔ نکھو (نہیں) نگل (آگے) ایس کو (اپنے کو)۔

لفظ ۱۹ :۔ فرمایا کہ "تخلقوا باخلاق اللہ" یعنی اخلاق حمیدہ سے متصف ہو جاؤ اور اخلاق ذمیمہ کو دُور کر دو۔ بغض و حسد و کینہ، حرص طمع اور بخل وغیرہ کے بجائے توکل، قناعت، سخاوت، صبر و رضا، ہمدردیِ نوعِ انسان وغیرہ سے متصف ہو جاؤ اور یہ بقول بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ؎

جو غیر کو آپ کر پچھانے — وہ کیوں کہے دشمنی دِوانے

لفظ ۲۰ :۔ ایک دن ارشاد فرمایا ؎

احساں کیا ہے حق نے حقیقی جو تیرے ساتھ — تو اس کے ساتھ کر کہ یہ احساں ہے حُسنِ خلق

"ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ یعنی حق تعالیٰ نے تجھ کو وجود عطا فرمایا ہے جو اس کا بڑا احسان ہے۔ اس احسان کا بدلہ حقیقی معنوں میں یہی ہو سکتا ہے کہ تو اپنی جان و مال اور خودی کو قربان کر دے اور ذاتِ حق میں فنا ہو جا،

Marfat.com

تاکہ تجھ کو بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ بقولہٖ تعالےٰ :-

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

لفظ ۲۱ :- خودی کے معنی صوفیاء کے نزدیک یہ نہیں کہ اپنی قوئی ظاہری و باطنی کو فنا کر دو، بلکہ ہر فعل کو خدا کی حول و قوت سے سمجھو اور فرمایا کہ زہد حقیقی ترک خودی کا نام ہے۔ اور حضرت شاہ کمال شمع خاندانِ چشت کے یہ اشعار فرمائے ؎

ذکر خدا یہی ہے خودی کو بھول کمال — جینا یہی ہے اپنی ارادت سے مر کمال
کہتے ہیں زہد ترک کو دنیا کے لیک میں — کہتا ہوں اس سے معنی پسندیدہ تر کمال
دنیا تری نہیں جو کرے اُس کو ترک تو — تیرا جو کچھ کہ ہے تو اُسے ترک کر کمال
معنی تری خودی کا تجھے بولتا ہوں سُن — خالی ہے وہم غیر نہ چیز ہے دگر کمال
ورنہ خودی خدا کو ہے لائق کہ ہست ہے — ہے ہست کی خودی صفت ذات پر کمال
خدا ہونا ہے تو خودی کا سر مونڈو — خودی کھونا ہے تو کامل مرشد ڈھونڈو

لفظ ۲۲ :- ایک مرتبہ راستہ میں ملاقات ہوئی فرمایا کہ میاں کس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہو دنیا تو ایک بھول بھلیاں ہے۔ اور یہ شعر فرمایا ؎

دنیا غفلت دھوکا ہے — کیا تنکا دریا روکا ہے ۝

آپ کو معتقدین کے اکثر اشعار یاد تھے مدت کے بعد مجھ کو پتہ چلا کہ یہ شعر ایک بزرگ شاہ نیاز حیدرآبادی کے مخمس کا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا ؎

اے طائر افلاکی در دام تن خاکی — از بہر دو سہ دانہ وا ماندہ خرمنہا

انسان کی زندگی کا اصل مقصد تحصیل معرفت الٰہی ہے۔ دنیا فانی ہے۔ بقول نظیر ؎

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا — جب لاد چلے گا بنجارا

شاہ کمالؒ (دکڑیہ) ؎

عرصہ مابین تکبیر و نماز — تنگ ہے کھایا ہی کیوں غفلت کی بھانگ (بھنگ)

لفظ ۲۳ : ایک مرتبہ ارشاد ہوا، کہ مولی! موت ہر وقت تاک میں لگی ہوئی ہے معلوم نہیں کہ کب آجائے اس لئے خدا کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

اس کی مثال ایسی ہے جیسے گوے وچوگاں یعنی جدید الفاظ میں کرکٹ کا کھیل ہے کہ ادھراس نے دوڑ بنانی چاہی اور کھلاڑی آؤٹ، اس لئے کھلاڑی کو ہر وقت چوکنّا رہنا چاہیئے:-

لفظ ۲۴: فقیر بہ سلسلۂ ملازمت بہت مصروف رہتا تھا۔ کچھ دنوں خدمت میں حاضر نہ ہوسکا، ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ میاں کہاں تھے۔ تم کو حاضر رہنا چاہیئے۔ معلوم نہیں کہ کس وقت کون سے اسرار و رموز زبان سے نکل جاتے ہیں۔ اور یہ شعر فرمایا ؎

مرشد سے معرفت کا جیسے اکتساب کم — اوس کو علاقہ یار سے اور انتساب کم

لفظ ۲۵: فرمایا کہ تصوّف مغزِ علوم ہے۔ فقہ، حدیث، تفسیر، طبعیات، سائینس، منطق و فلسفہ وغیرہ، کیونکہ حقیقتِ عالم سے بحث کرتا ہے۔ اسی طرح تصوف ہی جو تخلیقِ عالم، خالق و مخلوق کے ربط۔ انسان کا دنیا میں مشن کیا ہے، اور جزا سزا۔ جملہ علوم کا خلاصہ ہے۔ یہ محض عقلی و منقولی نہیں بلکہ علم مکاشفہ ہے ؎

سب علم کا خلاصہ علمِ معاملہ ہے — علم مکاشفہ ہے اس علم کا خلاصہ

نیز شاہ کمال اول قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

وصل حق کو اصل علمِ دین سمجھ اور اس کی فرع — یہ عقائد ہے، جز ہے، فقہ ہے، تفسیر ہے
مغز علوم فقہ و حدیث و کتاب ہے — یہ علم مغز فقہ و حدیث و کتاب کا

ایک فقرہ آپ کی نوکِ زبان تھا "پہاڑ کھود کر چوہا مارنا ہے"۔ یعنی کسی علم کو حاصل کرنے میں اور کمال حاصل کرنے میں سینکڑوں کتابیں الٹنی پڑتی ہیں۔ جب کہیں انسان کسی علم کی ماہیت کو پہنچتا ہے۔ اور عارف و محقق ایک نکتہ میں اسی چیز کو بتا دیتا ہے۔ بقولِ حالی ؎

جو نکتہ دردوں سے حل نہ ہوا اور فلسفیوں سے کھل نہ سکا — وہ راز اک کملی والے نے تبلا دیا چند اشاروں میں

Marfat.com

لفظ ۲۶ :- فرمایا کہ ہمہ اوست کہنا ہر کس وناکس کا کام نہیں، یہ مسئلہ بے حد نازک ہے۔ بقول : " بال سے باریک تر شمشیر سے ہے تیز تر "

؎ در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

اور بڑے مزے سے فرماتے " کچا صوفی پکا ملحد" اور ارشاد ہوتا :-

"جو کہے ہمہ اوست نکالو اس کا پوست"

اور شاہ کمال اولؒ کے یہ اشعار وردِ زبان رہا کرتے تھے۔ ؎

حال تحقیق سے کہتا ہے موحد ہمہ اوست | بولتا ہے سرِ تقلید سے ملحد ہمہ اوست
اِس کے اور اُس کے دو احوال میں ہے فرق بعید | گرچہ کہتا ہے محقق و مقلد ہمہ اوست

؎ صوفیا کا یاد رکھ قاعدہ کا یہ ، خلق نہ ہو جائے حق، عبد نہ ہو جائے رب

باوجود حفظِ مراتب اور انقلاب ماہیت مسئلہ توحید وجودی پر اعتقاد کمال ہے۔

نوٹ :- اس سلسلہ کے صوفیاء کرام بیجاپور و مدراس کا طریقہ یہ رہا ہے کہ مناظرہ و مباحثہ میں مدعی توحید کی آزمائش کی خاطر کہ واقعی میں وہ محقق ہے یا مقلد اُلٹی بحث کیا کرتے تھے، تاکہ حقیقت کا انکشاف ہو جائے۔ جن میں مولانا مخدوم ساوی قدس سرہٗ پیش پیش تھے۔ چنانچہ آپ کے دہلی اور جادا، سماترا اور قصبات مدراس کے مباحثے یادگار ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ میر اور شاہ کمال (کڑپوی) کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت قبلہؒ نے اپنے مرشد کا ایک مباحثہ ایک غیر محقق صوفی کا بڑے مزے سے بیان کرتے تھے۔ اس مدعی نے یہ شعر پڑھا : " قطرہ نے کہا دریا سے تو اور نہیں میں اور نہیں "
اگر قطرہ اور دریا میں کوئی فرق نہیں ہے تو قطرہ میں دریا کی طرح کشتی چلا کر بتائیے۔ کیونکہ وہ محقق نہیں تھا۔ سٹ پٹا گیا۔ پھر آپ نے سمجھایا حقیقت میں یہ لوگ مجددِ تصوف تھے۔

Marfat.com

محقق تو ہزاروں میں ایک ہی ہوتا ہے۔

لفظ ۲۷ :- فرمایا توحید وجودی یعنی وحدۃ الوجود سے اقرار نہیں تو انکار بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ بقول حضرت امام غزالی اس میں سوءِ خاتمہ کا خوف ہے بلکہ کسی محقق سے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے ؎

سخن کو سخن کی طرح سے بیاں کرے
اک دل تو کیا ہے سنگِ سینہ میں اتر کرے

اور محقق کو اس طرح بیان کرنا چاہیئے کہ دل میں اُتر جائے۔

آپ کا رات دن کا مشغلہ اور تعلیم عرفان

آپ کا مشغلہ پیروی سنتِ اتباعِ رسول کریمؐ، صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور حدیث و قرآن اور محققین کے کلام کا مطالعہ تھا، بالخصوص اپنے دادا پیر حضرت سید شاہ کمال الدین بخاری شمع خاندانِ چشتیہ رحمۃ (از مخدوم زادگان حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی قدس سرہٗ) کے دیوان دکنی الموسوم بہ "مخزن العرفان" کے محققانہ اشعار کی تفسیر و توضیح کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ اس دیوان کے سینکڑوں اشعار آپ کو ازبر تھے اور آپ کے پیر و مرشد کی وصیت تھی کہ بس قرآن و حدیث کے بعد تم کو یہی دیوان کافی ہے اور تمہارے لئے یہی میرا تحفہ اور خرقہ ہے۔ فصوص الحکم اور نقش فتوحات بس یہی ہے بخوفِ طوالت بعض اشعار تبرکاً جو آپ کے وردِ زبان تھے، درج ذیل ہیں :-

اول ما خلق اللہ نوری ؎

نبی کی ذات کے مرآت میں روئے خدا دستا
جہاں کے جام میں عکس جمال مصطفےٰ دستا۔ (دکھائی دیتا)

مَنْ عَرَفَہٗ نَفْسَہٗ ؎

آپ کو بوجھ کہ بندہ ہے خدا ہے کیا ہے
نیستی محض ہے یا ہست نما ہی کیا ہے؟

کل عدم تھا تو صباح ہووے گا فانی بالے
کہہ سراب آج ہے بانی ہی ہوا ہی کیا ہے

Marfat.com

واجب، ممکن، ناظر، عارف :- ؎

گنج ہستی کے گراں مایہ جواہر تیرے   دیکھ "ہے" بوجھ "ہو" "شاہد ہو" انا "ہے" کیا ہے
رسم ادس اسم کا ہر جسم کے تئیں جان کمال   یک الف صورت ہر حرف لیا ہے کیا ہے

مراتب ستہ :- ؎

کاخ مثال، بام شہادت میں کر نگاہ   زہ بوج، سقف بوج، ستون بوج، اساس بوج
اس بوج کو تو بوج ہستی بوج لے ابوج   کشف و شہود ہے نہ خیال و قیاس بوج

اثر قائم بہ فعل و فعل با وصف   صفت قائم بذات و ذات با ذات
دو عالم میں نہیں موجود و مشہود   بجز ذات و صفت، افعال آیات

جس کو آپ قریب ترین راستہ طریقۂ چشتیہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یہی تو حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کی تعلیم ہے ؎

ربطِ شریعت و حقیقت ؎

بے تفقہ جسے تصوف ہے   وہ تصوف نہیں تصلف ہے

تنزیہہ و تشبیہ ؎

حق کو تنزیہہ میں تبطن ہے   لیک تشبیہہ سے تبیّن ہے
لا تعیّن بذاتہٖ امّا   متعیّن بہ ہر تعیّن ہے

خیر الامور اوسطہا۔ جبر و قدر ؎

جبر افراط اور قدر تفریط   مذہب معتدل تسنّن ہے

دوئی محمود بھی ہے مذموم بھی ہے ؎

عافیت دو میں ہے آفت ایک میں   پھر سلامت ایک میں دو میں بلا
؎ گر اپنی ماہیت پہ اور حق کی حقیقت پہ نظر   سرگشتہ و فاصل بھی ہے پیوستہ و واصل بھی ہے

معیتِ ذاتی ؎

جس کو حل ہے عقدۂ اللہ معی — المعی ہے، المعی ہے، المعی
وہ تو محکم حجتِ ظنی نہیں — قاطعی ہے۔ قاطعی ہے، قاطعی

عینیتِ حقیقی و غیریتِ حقیقی۔ اصطلاحی ؎

وحدت و اثنینیت دونو کے بیچ — واقعی ہے، واقعی ہے، واقعی

؎ مرأتِ تخیل میں کثرت کے مٹاتے کو — اک شاہد وحدت کی تصویر خدا دیتا

نفس و قلب و روح و سر و نور اخفی و خفی — ہر تعین ہے بجائے لفظ اور معنی وجود
واجب و ممکن ہیں دو موجود با یکتا وجود — اس میں ہے مغلوب و راس میں باستیلا وجود

الحق "محسوس" والخلق معقول (ابن عربیؒ) ؎

علم میں اعیاں نہاں اور عین میں ہستی عیاں — خلق و حق معقول و محسوس اسمیں شک و شین نئیں

اتباعِ شریعت فرض عین ہے ؎

رکھ نگہ ہر دم نبی کی پیروی — ہے یہی مقصد نظر سے بر قدم

ذکرِ قلبی ؎

ہے ذکرِ قلب شغل مسمیٰ اے مردِ راہ — کر مختفی آئینِ کو (اپنے) اور سے دیکھ منجلی

سلطانِ اذکار ؎

اذکار میں افضل یہی، اشغال میں اکمل یہی — اوراد میں اجمل یہی عین نئیں ہوں حق موجود ہے

علمِ معرفت کے بعد:- اللہ ہی اللہ زیادہ بہتر ہے ؎

دوئی سے جا گزر، بول اللہ اللہ — خودی سے کر حذر، بول اللہ اللہ
منتمی کی شراب معرفت سے — ہو مست و بےخبر، بول اللہ اللہ
اجازت مرشدِ کامل سے اول — لے بعد از بےخطر، بول، اللہ اللہ

Marfat.com

کھڑے بیٹھے چلے لیٹے یہ یعنی ہر حال و مقدر بول اللہ اللہ
دلا دُنیا و ما فیہا ہے ملعول نہ ذکرِ حق، مگر بول اللہ اللہ
گہ و بے گہ نبی پر بھیج صلوٰۃ ہمہ شام و سحر، بول اللہ اللہ
نہیں دمّنی یہ فرض دائمی ہے کمالا تجھ اوپر بول اللہ اللہ

مابہ الامتیاز و الاشتراک۔ الواحد لایصدر الا الواحد۔

بعض رباعیات ؎

قول حکماء و صوفیہ ہے نادر واحد سے نہ ہووے غیرِ واحد صادر
کر مابہ الامتیاز سے قطعِ نظر اور مابہ الاشتراک پہ ہو ناظر

اشغال مقیّدہ و مطلقہ۔ رباعی ؎

اشغال سے ہو حال مقیّد حاصل، حال مطلق نتیجۂ قال صحیح
طاعات و ذکر کا وہاں ہے جنّت ثمرہ یاں رویتِ حق نتیجۂ قال صحیح

حفظِ مراتب:۔ رباعی ؎

ہستی پہ شقی، سعید، مقبل، مدبر بد، نیک، پلید، مسلم، کافر
اطلاق نہ کر، بلکہ ذوات اکوال ہیں مقتضی اس کے باطناً ہم ظاہر

تشبیہ و تنزیہ:۔ رباعی ؎

بے بہرہ جو تشبیہ سے تحذیر کرے اثبات ہمہ اوست سے تنفیر کرے
ہم سے سنے تقریر ہو الظاہر جب تو تیر، بجائے طعن و تکفیر کرے۔

Marfat.com

باب ۳

دیگر خلفائے سلسلہ کمال اللہی حیدرآباد دکن

(۱) مولانا میر شبیر علی صاحب بی اے۔ بی ٹی (علیگ)

آپ مولانا سید حسین المعروف بہ صوفی صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا تعلق سررشتہ تعلیمات حیدرآباد دکن سے تھا۔ اب وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہو چکے ہیں میں نے آپ کی تعریف سنی ہے۔ ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ آپ نے ایک مدرسۂ الٰہیات قائم کیا ہے، جہاں آپ پندرہ سولہ سال سے خاص محدود اشخاص کو سلسلہ کمال اللٰہیہ کی تعلیم و تلقین سے مستفیض فرماتے ہیں جو اب بھی جاری ہے۔ اس ادارۂ الٰہیات سے حسب ذیل رسالے شائع ہو چکے ہیں جو مختصر اور مفید ہیں:-

(۱) شجرۂ طیبہ (۱۳۷۰ھ) (۲) علم الٰہیات کا فائدہ (۱۳۷۱ھ)

(۳) علم الٰہیات کا مقصود (۱۳۷۳ھ) (۴) جبر و قدر (۱۳۷۳ھ)

(۵) قال صحیح حصہ اول تا چہارم (۱۳۷۲-۷۴ھ) حصہ اول معنون بہ مولانا سید حسین عرف صوفی صاحب قدس سرہٗ (حصہ چہارم معنون بہ حضرت مرشدی کمال اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ (۲۹۰ صفحات)

حسب ذیل کتب طبع ہوئی یا نہیں معلوم نہ ہو سکا۔ احقر نے موصوف سے استفسار کیا، کوئی

Marfat.com

جواب نہیں آیا بوجہ قلتِ وقت مزید یاد دہانی نہ ہو سکی)

(۶) مقصدِ تخلیقِ عبد (۷) اکمل امت کا اکمل دین (۸) جانِ نماز

(۹) اللہ کی امانت (۱۰) اللہ کی ربوبیت (۱۱) تصحیح الخیال و المحبت

نوٹ :- آپ کے خلفاء کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

خلفاء مولانا محمد حسین ناظم قدس سرہٗ

(۱) مولانا محمد الیاس برنی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مولانا محمد حسین ناظم قدس سرہٗ

(۱۸۹۰ء - ۱۹۵۹ء) متوطن بلند شہر (برن، یو-پی) ایم- اے، ال ال، بی (علیگ)

آپ ۱۹۱۷ء میں حیدر آباد دکن تشریف لائے، پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ رہے اور کچھ عرصہ تک ناظم دارالترجمہ و دائرۃ المعارف کی اہم خدمات بھی انجام دیں، ۱۹۴۸ء میں وظیفہ حسنِ خدمت پر سبکدوش ہوئے اور اپنے وطن بلند شہر میں وفات پائی۔ آپ کو علوم ظاہری، فنِ تجوید، اور سپہ گری کے علاوہ تصوف سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ خورجہ میں حکیم زین العابدینؒ سے اور علیگڑھ میں مولانا خلیل احمد اور مولانا عبداللہ شاہ قادری (نو مسلم) سے مستفیض ہوئے، اور حیدر آباد دکن میں مولانا شاہ محمد حسینؒ خلیفہ حضرت شاہ کمال اللہ سے ۱۳۴۴ھ (۱۹۲۵ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت بھی پائی۔ اور برسوں آپ کی صحبت میں رہے اور اُن پر دینی اور روحانی رنگ غالب ہو گیا۔

آپ وسیع المشرب تھے۔ حیدر آباد دکن کے بڑے بڑے علماء، امراء اور مشائخ سے ملاقات تھی، جن میں مولانا انوار اللہ فضیلت جنگ، مولانا عبدالقدیر صدیقی، سید عبدالغنی بہاری، امجد حیدر آبادی، عزیز جنگ و مقصود جنگ (افسر الاطباء) سید محمد بادشاہ حسینی، سید یحییٰ بادشاہ، مولانا عبداللہ شاہ، اور شمالی ہند کے مشاہیر ہیں:۔

Marfat.com

مولانا عبد العلیم صدیقی مبلغِ اسلام، مولانا حسن نظامی، ڈاکٹر اقبال، پیر دانا وزیرستان، سرشاہ سلیمان قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، اور مولانا عبد الحامد بدایونی، قادیانی فتنہ کے انسداد میں آپ کی تالیفات کی قدر کرتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں مولانا سید عبد القدوس ہاشمی آپ کے رفیقِ کار تھے۔ جنھوں نے آپ کی تالیف قادیانی مذہب کا ترجمہ عربی میں "الدیانۃ القادیانیۃ" کے نام سے کیا تھا مولانا عبد القدیر صدیقی کے خلیفہ اور فرزند ڈاکٹر موسیٰ عبد الرحمٰن مقیم کراچی، اور حضرت محمد حسینؒ کے فرزند مسعود حسن، اور علامہ صدیقی مذکور کے برادرزادہ انجد اللہ صدیقی ابن صدیق یار جنگ آپ کے داماد ہوتے ہیں، اور خاص بات یہ ہے کہ آپ نے شادی کے بےجا مصارف کم کر کے ایک ہزار روپیہ اسلامی اداروں مثلاً یتیم خانہ انیس الغربا، وخادم المسلمین مدینہ فنڈ کی امداد میں خرچ فرمائے، اور شادی کے کارڈ میں اس کی صراحت فرمائی، تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو (کارڈ ۱۳۵۹ھ)

آپ کی تقریباً ساٹھ تصانیف ہیں، جن میں صراط الحمید جلد اول و دوم معہ ضمیمہ چہار درویش (سفرنامہ حرمین، مشکوٰۃ الصلوٰۃ) برنی نامہ (خود نوشت حالات)۔ اسرار حق (تصوف) جواہر سخن، علم المعیشت اور معاشیاتِ ہند اور "مالیات" (اکنامکس) اور انگریزی زبان میں آسپیریچول کلچر اِن اسلام (غیر مطبوعہ) اسپیری چوانیزم اِن اسلام (غیر مطبوعہ) قابلِ قدر ہیں۔ قول طیب (مجموعہ ملفوظات جو نظریات مذہبی وسماجی وروحانی وغیرہ پر مشتمل ہے) مرتبہ مولانا عبد الحلیم الیاسی ایم۔اے۔ دو مرتبہ حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکی ہے (برنی نامہ و قول طیب ملاحظہ ہو)۔

آپ کا مجموعہ کلام نعتیہ وغیرہ، کراچی سے بھی آرٹ پیپر پر شائع ہوا ہے۔ آپ کا ایک شعر میرے حافظہ میں سالہا سال سے محفوظ ہے ؎

جو کام کرنا ہو کر لے نہ کر کبھی تاخیر   یہ اطمینان یہ فرصت رہے نہ رہے

Marfat.com

آپ کے خلفاء میں ڈاکٹر غلام دستگیر رشید، مولانا احمد حسین خان ابن محمود حسین خاں ٹونکی صاحب معجم المصنفین، مولوی عبدالحلیم الیاسی، مرزا محمود علی بیگ قابل ذکر
مکۂ معظمہ میں آپ نے ایک لاجواب فی البدیہہ تقریر بایماء سلطان ابن سعود فرمائی تھی، جس کا اقتباس درج ذیل ہے:۔

"سجادگی و خلافت علم و عرفان کی ہوتی ہے، اصل چیز فیضانِ علم اور تعلیم و تبلیغ کی برکتیں ہیں، جیسے خود اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے، اللہ کا علم کافی ہے، اشتہار سے کیا حاصل بسجادگی و خلافت کا منشاء انتظام یا تبلیغ ہوتا ہے، سجادہ کو چاہیئے کہ اعلیٰ روحانی علم حاصل کرے عُرس کو رسمی نہیں بلکہ ملت کے مفاد کا ذریعہ بنائیں۔ عرسوں کی اصلاح کریں۔ اچھی تقریروں اور عمدہ قوالیوں کا انتظام کریں، سلسلہ کی تصانیف کی حفاظت اور اشاعت کریں، چھوٹے چھوٹے پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کریں، عرس کی دعوتوں وغیرہ میں نظم و ضبط قائم رکھیں۔ الخ"

(قول طیب مطبوعہ)

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو اپنے سلسلۂ طریقت قال صحیح کی تعلیم کو شمالی ہند میں اشاعت کا بھی خیال تھا۔

(۲) مولانا سید مناظر احسن گیلانی (بہار) ۱۸۹۲ء – ۱۹۵۶ء

مولانا ابوالخیر ابن سید محمد احسن گیلانی کے صاحبزادے تھے، ہندوستان کے مشاہیر علماء میں آپ کا شمار تھا، جو محتاجِ تعارف نہیں۔ مختصر یہ کہ آپ نے علامہ برکات احمد ٹونکی اپنے عم بزرگوار ابو نصر گیلانی سے اس کے بعد دیوبند میں شیخ الہند محمود حسن اور علامہ انور شاہ کشمیری سے علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۲۰ء میں حیدرآباد دکن

Marfat.com

چلے آئے اور جامعۂ عثمانیہ کے لکچرار اور صدر شعبہ دینیات مقرر ہوئے ۱۹۴۹ء میں وظیفہ پر سبکدوش ہوئے تقسیم ہند کے بعد فضا ہی بدل گئی جس سے جامعہ عثمانیہ بھی متاثر ہوا شکستہ خاطر ہوکر اپنے وطن واپس چلے گئے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور ۵ رجون ۱۹۵۶ء م ۱۳۷۵ھ کو اللہ کے پیارے ہو گئے۔ مشہور رباعی گو شاعر مولانا امجد حیدر آبادی کا کہا ہوا قطعۂ تاریخ وفات حضرت مناظر احسن کے لوحِ مزار پر کندہ ہے جو یہ ہے:- امجد: ؎

جاں بحق داد مردِ حق آگاہ — دفن شد گنج علم در مدفن
بسر آہ! گفتم اے امجد — خواب گاہے مناظر احسن
۱۹۵۶ء

امجد حیدر آبادی تلمیذ امجد ؎

حاجی الحرمین عارف با خدا — اے مناظر احسن آلِ مصطفیٰ
ہجری سن امجد نے منقوطہ کہا — کیا مناظر چل بسے وا حسرتا
۱۳۷۵ھ

صدق جدید ۱۸ اکتوبر ۵۶ء

آپ کے متعلق ایک عربی فقرہ بھی میری نظر سے گذرا ؎

"فانک لم تبعد علی متعہد
بل اکل من تحت التراب بعید"

اخلاق و عادات اور مبلغ علم:-

آپ نہایت خلیق و شفیق، سادگی پسند، وضعدار، اور زبردست خطیب تھے۔ ایک مرتبہ تحریکِ خلافت کے جلسہ میں اپنی تقریر غالب کے اس شعر سے شروع فرمائی تھی، جو اب تک کانوں میں گونج رہی ہے ؎

Marfat.com

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
بولیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں رُلائے کیوں

آپ نے طریقت میں مولانا محمود الحسن دیوبندی سے استفاضہ فرمایا، اور حیدرآباد دکن میں حضرت حبیب العیدروس کے دست مبارک پر طریقہ قادریہ میں بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت کمال اللہ شاہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے، اور اپنے استاد علامہ برکات احمد مغفور کو بھی حضرت تک پہونچا دیا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ بالآخر حضرت موصوف کے خلیفہ مولانا محمد حسین قدس سرہ کی فیض صحبت سے کامل استفادہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو حضرت موصوف سے ارادت و خلافت بھی حاصل تھی۔ (قول طیب)۔ آپ قال صحیح یعنی صحیح تعلیم تصوف سلسلہ کمال اللّٰہی سے بیحد متاثر تھے، ایک صاحب علم نے آپ سے استفسار کیا تھا کہ وصول الی اللہ کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ میاں اوراد و وظائف کے منتر وں سے قابو میں نہیں آتے۔ پہلے اپنے علم کی تصحیح کیجئے، دل ہی دل میں اللہ میاں کو یاد کیجئے، فضل ہو جائے گا۔ (نایاب جواہر ۱۹۵۷ء) (رسالہ)

جامعہ عثمانیہ میں جدید علم کلام (دینیات) کے بعض لکچروں میں وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر جہاں فلسفہ اور شعبۂ دینیات کے طلباء بھی شریک رہا کرتے تھے۔ استاذی مولانا مناظر احسن کو یہ کہتے سُنا تھا کہ بھئی تم یہ باریک نکات تو حضرت مچھلی والے شاہ صاحب سے حل کرو، اور سمجھو۔ آپ کی تصانیف میں النبی الخاتم۔ الدین القیم۔ تدوین قرآن و حدیث اور مجموعہ مضامین الموسوم بہ مقالات احسانی مطبوعہ تصوف پر خاص چیز ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی کی تصانیف سے آپ کو خاص شغف تھا۔ آپ کا خیال تھا کہ ان کے کارناموں کو سمجھنے کے لئے ایمان قوی، نظر سلیم اور وسعتِ علم کی ضرورت ہے، دین و دانش مصنفہ مولوی محمود علی، اور معارج الدین مصنفہ نواب علی پر آپ کے گراں بہا لکچروں کی یادداشت میرے پاس محفوظ ہے۔ خدا غریقِ رحمت کرے۔ ایسے فاضل اُستاد کا ملنا مشکل ہے۔

(معارف اپریل ۱۹۵۷ء ص ۲۴۷)

Marfat.com

(۳) ڈاکٹر میر ولی الدین حیدر آبادی

آپ کے آباؤ اجداد بخارا سے ہندوستان وارد ہوئے تھے۔ بعض اجداد نواب آصفجاہ اول اور ثانی کے زمانہ میں معزز خدمات پر فائز رہے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولانا میر قطب الدین مشاہیر علمار حیدر آباد سے تھے، جن کی قابلیت کے معترف سناد الملک سید علی المعروف بہ آغا شستری اور مولانا حالی مرحوم بھی تھے۔ آپ کے برادر عزیز ڈاکٹر میر رضی الدین سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ ڈاکٹر ولی الدین (ولادت ۱۹۰۳ء) پنجاب یونیورسٹی کے منشی فاضل عثمانیہ کے گریجویٹ اور مایۂ ناز سپوت، نیز علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے ایم۔ اے ہیں۔ لندن یونیورسٹی سے پی ایچ۔ ڈی (فلسفہ) کی ڈگری ۱۹۲۸ء میں حاصل کی۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۵۸ء تک جامعۂ عثمانیہ کے استاد فلسفہ اور صدر شعبہ رہے۔ کچھ دنوں ناظم دائرۃ المعارف حیدر آباد بھی رہے۔ آپ ملنسار، خلیق، ایک عالم باعمل اور سادگی پسند ہیں۔ مولانا محمد حسین المعروف بہ ناظم صاحب قدس سرہ کے خاص تربیت یافتہ اور خلیفہ اور خاموش کارکن ہیں۔ برسوں حضرت موصوف کی صحبت میں رہے مولانا عتیق الرحمٰن صدر جمعیت العلمار آپ کو اس دور کا روحانی فلسفی اور متکلم مانتے ہیں۔

آپ کی تصانیف و تالیفات اٹھارہ سے زائد ہیں، اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے جن میں قرآن اور تصوف (تصنیف ۱۳۶۴ھ)، قرآن اور تعمیر سیرت، رموز اقبال، مراقبات، قنوطیت، فلسفۂ یاس، ابطالِ مادیت، فلسفہ کی پہلی کتاب، مقدمہ مابعد الطبیعیات، مقدمۂ فلسفہ حاضرہ، تاریخ فلاسفۃ الاسلام، تصوف اور اسلام وغیرہ ہیں۔ آپ کے بلند پایہ مقالات تصوف پر ہندوستان کے موقر رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ دار المصنفین دہلی، اور استادی ڈاکٹر سید عبد اللطیف

Marfat.com

کے ادارۂ انڈو ایسٹ کلچر اسٹڈیز کے رفیقِ اعزازی ہیں، اور میرے مخلص کرم فرما ہیں۔ نہایت متقی، اور عارف محقق ہیں۔

(حیدر آباد کے ادیب جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

(۴) مولانا حاجی جمیل الدین رح

مولوی حاجی جمیل الدین، (سابقہ نام جگناتھ پرشاد کایستھ) حیدر آبادی، علاقہ صرفِ خاص، حضور نظام کے کسی ممتاز عہدہ پر مامور تھے، حضرت مولانا محمد حسین رح سے برسوں فیض حاصل فرمایا، اور خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ عربی میں مولوی فاضل تھے، حدیث نبوی کا درس بھی دیا کرتے تھے، افسوس ہے، آپ نے بھی ۱۳۷۵ھ داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ ہمارے مکرم مولانا امجد حیدر آبادی نے قطعۂ تاریخ وفات کہا تھا، جو یہ ہے: ۔ ؎

اجل در راہ وصل او سبب شد ۔ باندازِ قدیمانہ طلب شد
چہ خوش تاریخِ ہجری گفت امجد ۔ جمیل با خدا مقبول رب شد
۱۳۷۵ھ

اس سے زیادہ حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

(۵) مولوی میر چراغ علی صاحب ایڈوکیٹ مقیم کراچی

آپ ساداتِ بنی ہاشم اور میر فرخندہ علی مرحوم مصاحب خاص نواب وقار الامراء کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۳۱۹ھ میں بمقام حیدر آباد دکن پیدا ہوئے، فارسی، عربی اور اردو میں کافی مہارت ہے۔ تقریباً ۱۳۴۳ھ میں وکالت کا امتحان دیا، بیس سال تک وکالت بحسن و خوبی انجام دی، مختلف اضلاع میں رہے، منصفی اور تحصیلداری کی خدمات بھی کچھ عرصہ تک انجام دیں،

Marfat.com

بالآخر مولانا محمد حسین المعروف بہ ناظم صاحب عدالت ونپرتی (دکن) نے اپنے پاس بمقام ونپرتی بُلوالیا، ۱۳۵۰ھ میں مولانا محمد حسینؒ سے جو آپ کے بہنوئی بھی ہوتے تھے بیعت ہوئے اور دس بارہ سال تک آپ کے فیض بابرکت سے مستفیض ہوئے، اور خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد، تقسیم ہند کی وجہ سے ۱۹۴۹ء میں پاکستان آگئے، حیدرآباد کالونی کراچی میں قیام ہے، آپ سے محمد فاضل بخشی مشہور تاجر حیدرآباد کی صاحبزادی منسوب ہیں، جو متقی، ذاکر شاغل، اور مولانا سید حسن قادری خلیفہ حضرت ناظم کی مرید ہیں، صاحب اہل وعیال ہیں، اولاد بھی نیک سعادت مند اور تعلیم یافتہ ہے۔ دو صاحبزادے جمیل احمد انجینرنگ، اور میر محمود علی (ڈاکٹری) کے لئے اس وقت لندن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

غرض مولوی صاحب بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں۔ ملنسار، خندہ رو، متقی، عارف اور متشرع ہیں۔ آج کل آپ کا مشغلہ درس وتدریس اور تعلیم وتلقین ہے۔ آپ ہی کے مشورہ سے تالیف ہذا طبع اور شائع کی جا رہی ہے۔ آپ کے عزیز، یعنی مولانا محمد حسینؒ کے داماد عظیم الدین محبت (مقیم کراچی) نے بھی مولانائے موصوف کے متعلق کچھ معلومات عنایت فرمائے جو موجب تشکر ہے۔

(۶) مولوی محبوب حسین المتخلص بہ محبوب المعروف بہ عبداللہ شاہ

آپ کا ذکر مولانا میر شبیر علی صاحب نے اپنے رسالہ "قال صحیح" حصہ اول کے دیباچہ میں کیا ہے؛ اور دو غزلیں بھی درج فرمائی ہیں، جو عارفانہ اور مسائل تصوف پر مشتمل ہیں، دو ایک اشعار یہ ہیں:۔

ہو تم مولا، تو میں بندہ، غرض ہوں کچھ نہ کچھ میں بھی
ہو تم زندہ، تو میں مُردہ، غرض ہوں کچھ نہ کچھ میں بھی

Marfat.com

یہ مانا گو نہیں ہوں میں، تمہیں سے ہوں تمہارا ہوں،
تمہیں نے تو کیا پیدا، غرض ہوں کچھ نہ کچھ میں بھی

نہیں سمجھے کوئی کہ کیا ہیں ہم، نہ خدا ہیں ہم، نہ جدا ہیں ہم
ہیں خدا سے ہم نہ خدا ہیں ہم، نہ خدا ہیں ہم نہ جدا ہیں ہم

غرض مولانا محبوب حسین حیدر آبادی بھی مولانا محمد حسینؒ کے خلیفہ تھے۔ مزید حالات فی الحال دستیاب نہ ہو سکے۔

(۷) مولانا شاہ سید حسن قادریؒ

آپ حضرت محمد حسین ناظم رحمۃ اللہ کے خلیفہ تھے، بڑے اہل دل اور مبلغ تصوف تھے، آپ کی ایک مختصر تصنیف "النسان اور قرآن" (۹۶ صفحات) مطبع ابراہیمیہ حیدر آباد سے برسوں ہوئے شائع ہو چکی ہے۔ آپ نے اس میں النسان، ذکر و فکر، صالحیت اور کلمۂ طیبہ کی توضیح و تشریح آسان اردو میں دلائل قرآنی کے ساتھ فرمائی ہے۔ آپ خصوصاً ہر اتوار کو مریدین و معتقدین کو تعلیم و تلقین فرمایا کرتے تھے۔ کئی سال ہوئے کہ آپ بھی اللہ کے پیارے ہو گئے۔ محلہ چنچل گوڑہ حیدر آباد میں سکونت تھی۔

خلفاء شاہ بالیمینؒ

آپ کے خلفاء صرف دو ہی ہیں۔ اس معاملہ میں آپ سخت احتیاط برتتے تھے۔ ان میں مولانا سید علی رضا المعروف بہ پلاس پوش قلندر تھے۔ جن کو قادریہ طریقہ میں بحین سفر مقامات مقدسہ سجادہ صاحب بغداد شریف نے بھی اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی۔

Marfat.com

دوسرے مولانا مطیع الرسول صاحب (ولادت ۱۳۱۲ھ) ابن حاجی محمد شریف مرحوم، آپ کے خاص عزیز، تربیت یافتہ اور خلیفہ خاص ہیں جن کو نام و نمود اور نمائش پسند نہیں، آپ مددگار مسجل جامعہ عثمانیہ تھے۔ وظیفہ ہوگیا حضرت بالیمینؒ آپ کو بہت چاہتے تھے، اور بہت سے اشعار بھی آپ کی تعریف میں کہے تھے۔ مثلاً ؎

حامی سنت ہیں آپ قاطع بدعت بھی ہیں | دین نبی پر فدا آپ مطیع رسول
موتی کے سوا راز سمندر نہ بتاتا | خاشاک سے دریا کا کبھی حال نہ کہنا

آپ پاکستان آئے تھے یہیں دو سال قبل وفات پائی، آپکے صاحبزادوں میں شفیع الرسول انجینیر اور ڈاکٹر بشیر الرسول وغیرہ موجود ہیں

مریدین و معتقدین شاہ بالیمینؒ :-

مولوی عزیز احمد مددگار معلومات عامہ، حال مقیم ڈھاکہ۔ اڈیٹر ینگ پاکستان (ڈھاکہ) حکیم ڈاکٹر عبد الرحمن حیدرآبادی، سرجن ٹی، بی اسپتال۔ مولوی محمد نظام الدین ملازم اکاونٹ آفس (مخدوم محی الدین مشہور شاعر کے عزیز) مرزا نظام شاہ لبیب تیموری (وفات ۱۹۳۶ء) (پدر بزرگوار عرش تیموری ؒ مینجر اخبار جنگ کراچی) مولوی صفدر حسین ابن امر اللہ شاہ جاگیردار۔ اور مصطفیٰ علی خاں دوم تعلقدار۔

خاص معتقدین میں قابل ذکر :- پروفیسر حسین علی مرزا، شعبۂ قانون جامعہ عثمانیہ نواب امین جنگ مرحوم، کرشنا سوامی ملازم سٹی امپروومنٹ بورڈ۔ الزبتھ ڈانک، جرمن لیڈی۔ جگر مرادآبادی۔ روش صدیقی۔ اور جناب جوش ملیح آبادی، آپ کے معتقدین میں سے ہیں۔ جب حضرت شاہ بالیمینؒ دہلی تشریف لے گئے تھے، وہاں کارونیشن ہوٹل میں مقیم رہے اور ایک گروپ فوٹو بھی لیا گیا تھا۔ جس میں حضرت بالیمینؒ، مرزا نظام شاہ لبیب اور جوش ملیح آبادی شامل تھے۔ جوش صاحب کا بیان ہے کہ حضرت نے آپ کو تصوف کے بعض اہم نکات سے بہرہ اندوز فرمایا تھا۔

ایک جرمن لیڈی، الزبتھ ڈانک حیدرآباد آئی اور آپ سے مل کر بے حد

Marfat.com

متأثر ہوئی جس کا ایک مکتوب علیحدہ نقل کیا گیا ہے۔ نیز دو یوروپین سیاح ونا ولسٹٹ توسیولواڈ، اور مشہور و معروف مسٹر سومرسٹ واھان ہندوستان آئے تھے۔ پروفیسر حسین علی مرزا صدر شعبۂ قانون جامعۂ عثمانیہ نے حضرت سے ان کا تعارف کرایا تھا۔ آپ کی عارفانہ گفتگو سے بہت متأثر ہوئے۔ اس کے بعد ہندوستان کے مشہور مقامات کے اہل علم و معرفت سے بھی ملے۔ انگلستان واپسی کے بعد سر اکبر حیدری کو خط لکھا اور ایک نقل پروفیسر صاحب موصوف کو بھی بھیجی۔ جس میں لکھا تھا کہ سارے ہندوستان میں انھیں ایسی خاص شخصیت کا حامل نہیں ملا۔ (دیباچہ حکایات السلوک صدب مطبوعہ)

خاص مریدین حضرت شاہ بالیمین قدس سرہٗ:-

مرزا نظام شاہ لبیب تیموری دہلوی۔ (۱۸۸۳ء ۱۹۴۶ء) ابن مرزا احمد سلطان ابن مظفر بخت نبیرۂ بہادر شاہ ظفر۔ عربی، فارسی میں کامل مہارت تھی، اردو کے خوش گو شاعر تھے۔ داغ دہلوی اور مرزا خورشید عالم سے تلمذ تھا۔ ایک معیاری رسالہ افادہ کے اڈیٹر رہے دار الترجمہ حیدر آباد میں ملازم تھے۔ نظم طباطبائی، سید ہاشمی فرید آبادی، میر کاظم علی باغ۔ مرزا ہادی رسوا، اور جوش ملیح آبادی کے معاصر تھے۔ تصوف میں مولانا مفتی میر امداد علی علوی اور حضرت شاہ کمال اللہ حیدر آبادی سے استفادہ کیا۔ بالآخر مولانا شاہ بالیمین نے کمال کو پہنچایا۔ حضرت بندہ علی شاہ مشہور مجذوب نے پیالہ پلایا، اور آپ پر عالم مثال کھل گیا تھا۔ جن کی وفات کا مرثیہ لکھا تھا جس کا مطلع یہ ہے:-

عشق جنوں پرست نے مارا وطن سے دور ۔۔۔ بلبل پھڑک کے رہ گیا اپنے وطن سے دور

شاہ بالیمین کی صحت یابی کے موقعہ پر فرمایا ؎

اے شمع شبستاں ترے پروانے بہت ہیں ۔۔۔ گرویدہ ترے حسن کے دیوانے بہت ہیں
کیا عالم دل میں ہیں فقط آنکھیں ہی آنکھیں ۔۔۔ لینے میں یہ چھلکتے ہوئے پیمانے بہت ہیں

Marfat.com

اِک میں ہی نہیں مست نگاہی کے تصدق　　اِس دولتِ بیدار کے مستانے بہت ہیں

حضرت شاہ یا یٰسین کو سرکار سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اور اپنی عارفانہ غزلیں سنایا کرتے تھے۔ جن سے حضرت بہت محظوظ ہوتے۔ اور اُن کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

لاکھ بھنور ہو لبیب ڈوبنے والا نہیں
خس ہے مگر بحر کی تاب و تواں پہ سوار

آخری وقت کی غزل کا مطلع اور مقطع یہ ہے ؎

آنسو ڈھلکا، ٹپ سے گرا، پھر جیسے وہ تو کچھ بھی نہ تھا
شعلہ بھڑکا، سرد ہوا، پھر جیسے وہ تو کچھ بھی نہ تھا

شب جو تارا جھلکا تھا، اور شمعِ بزمِ ناز رہا
وہ صبح سویرے ڈوب گیا، پھر جیسے وہ تو کچھ بھی نہ تھا

پھر آپ نے ۲۹ ستمبر ۱۹۴۶ء کو بعارضہ سرطان بمبئی میں وفات پائی، دریائے پوٹیبر کے کنارے دفن ہوئے۔

آپ کا کلام "آتشِ خنداں" کراچی سے ۱۹۶۰ء میں اُن کے فرزند عرش تیموری نے شائع کر دیا ہے۔ آپ کے خطوط کا مجموعہ غیر مطبوعہ ہے جو عارفانہ عجیب نکات پر مشتمل ہے۔ اپنے پیر بھائی مولوی مطیع الرسول صاحب کے موسومہ خط میں وحدۃ الوجود و الشہود میں ایک غزل لکھی جس کے دو بیت یہ ہیں :۔ ؎

پرچھائیں دل پہ ڈال کے چھائے ہوئے ہو تم　　یا دل کے بدلے آپ ہی آئے ہوئے ہو تم
پرچھائیوں کے کھیل کو بھی مشق چاہیئے　　کیا خوشگوار آگ لگائے ہوئے ہو تم

دوسرے خط میں انانیت (خودی) پر لکھا :۔

"میں" ایک معین چاندنی ہے، پارے کی طرح متحرک، تمناؤں اور آرزوؤں کے خطرے، خیال و وہم کی شرقی و غربی ہواؤں کے چکر اگر بگولا بننے اور

Marfat.com

اس چاندنی پر چھا جاتے بلکہ چھاتے رہتے ہیں، کبھی خاک اُڑاتے ہیں، کبھی بارش کا پیش خیمہ ہوتے ہیں، اور کبھی گھٹا بن کر نفس اور "میں" کے درمیان اندھیرا۔ میرا "میں" بندر یا لنگور اسی وجہ سے ہے کہ ایک حالت پر قائم نہیں ؎۔

لبیب مرحوم اپنے ایک مکتوب موسومہ مولوی مطیع الرسول صاحب میں فرماتے ہیں:
اے عزیز کیا شعر لکھا ہے، دل بے اختیار ہو گیا ؎

بقر کو میری زمین پر مت ڈھونڈھ — دلِ دانا کے وہ غلاف میں ہے

دلِ دانا یعنی دانش، اور دانش کے غلاف میں بینش کے سوا کچھ نہیں، اور بینش کی انتہا نہیں، کیونکہ جس قدر اظہار، اُسی قدر دیدار، جب اظہار کی حد نہیں تو دیدار کی بھی حد نہیں۔ اِس نیازمند سے بے اختیارانہ ایک شعر عرض کیا گیا وہ لکھتا ہوں ؎

ترکِ تن کر کے روح پروانہ، — شمع کے آگے اعتکاف میں ہے

یعنی تن محوِ خاک ہے، اور جان کعبۂ حُسن کے طواف میں ہے۔

غالباً اپنے دادا پیر حضرت شاہ کمال اللہؒ کی شان میں فرمایا ؎

پیدا کمال لاکھ ہیں، صاحب کمال ایک
مانندِ عکس رکھتا ہے لیکن مثال ایک

اکثر نظمیں سماجی و اصلاحِ قوم کے متعلق بھی خوب کہی ہیں "یوم مسکرات" کے موقع پر ایک مخمس پڑھا تھا جو نظیر اکبرآبادی کے رنگ میں ہے، جس کا ایک بندیہ ہے ؎

راسی ہو، کفنی ہو کہ برانڈی ہو کہ وسکی — قاتل ہیں یہ ادراک کی دشمن ہیں یہ حس کی
رُسوائے جہاں کرتی ہے لت پڑ گئی جس کی — شیشے سے پری نکلی تو پھر ملک ہے کس کی
تجھ کو سرِ بازار ڈھلکوائے گی بابا

آتشِ خنداں ص ۲۵

Marfat.com

تصنیفات

(۱) ترتیب و تصحیح کلیات حضرت امیر حسن سنجری، بایما مہاراجہ کشن پرشاد (مطبوعہ ۱۹۳۳ء)

(۲) حکایات رومی حصہ اول و دوم "ترجمہ از مثنوی مولانا روم" بایما، مولوی عبدالحق مرحوم مطبوعہ انجمن علی الترتیب ۱۹۳۹ء ۱۹۴۰ء (نثر اردو) (اس کے بعض حصّے معہ آپ کے صاحبزادے عرش تیموری نے اخبار جنگ میں چھپوائے تھے)

(۳) رموز اوقاف (غیر مطبوعہ۔ تالیف ۱۹۴۰ء)

(۴) تعلیمات رومی (مولانا روم) پر عالمانہ تبصرہ۔ (نامکمل) غیر مطبوعہ۔

(۵) ترجمہ فتوح الغیب مصنفہ حضرت غوث اعظمؒ غیر مطبوعہ۔

(۶) ترجمہ جواہر الحقائق مصنفہ حضرت قطب ویلوری۔ غیر مطبوعہ۔

(۷) مجموعہ مکتوبات لبیب (۵۰ مکتوبات)

(۸) مضامین لبیب۔ ۲۱، علمی مضامین۔ جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔

(۹) نظر ثانی سلوک قلندری، مؤلفہ حضرت شاہ بالیمینؒ، (مرشد خود)

(۱۰) اسرار التوحید (دکنی) مصنفہ حضرت شاہ میرؒ (مروجہ اردو میں) غیر مطبوعہ۔

(۱۱) انتباہ الطالبین۔ (غیر مطبوعہ) مروجہ اردو میں۔

آپ کی تاریخ مادۂ وفات مکرمی ابو محمد عمر الیافعی نے خوب ہی کہی تھی:۔

"آہ لبیب ادیب نظام شاہ"

(اس میں الف ممدودہ کا ایک عدد بھی ضرورتاً شامل ہے۔)

نازش حیدری دہلوی نے "یادِ لبیب" کے نام سے ایک نظم کہی تھی۔ دو تین اشعار حاضر ہیں:۔

وہ یادگار تھا دلی کی یادگاروں میں ہنسا تھا گلشن تیمور کی بہاروں میں

Marfat.com

کلام وہ تھا کہ الفاظ بر محل کہیئے — مزاج وہ کہ کھنکتی ہوئی غزل کہیئے
بیاں رموزِ الٰہی کئے اشاروں میں — حقیقتوں کو کیا فاش استعاروں میں

آحقر کے خاص عنایت فرما تھے۔ افسوس ہے کہ اُن کے صاحبزادے عرش تیموری کا بھی گذشتہ سال ۱۹۶۲ء میں انتقال ہوگیا۔ خدا غریقِ رحمت کرے۔

بشیرالنساء بشیر حیدرآبادی

(ولادت ۱۹۱۵ء)

حیدرآباد دکن کی مشہور شاعرہ اور مرزا ضامن علی فائزی کی رفیقۂ حیات ہیں۔ خواتین کی علمی و ادبی محفلوں میں جب اپنا کلام سُناتی ہیں تو مجسم شعر بن جاتی ہیں۔ حضرت شاہ بالیمینؒ کی مرید صادق الاعتقاد ہیں۔ علامہ اقبال (وفات ۱۹۳۸ء) کے کلام سے بیحد متاثر ہیں، جن کا مرثیہ بھی کہا تھا۔ سے

ملت کی بے حسی سے تنگ آکے سو گیا ہے — دنیا کے شور و شر سے اُکتا کے سو گیا ہے
آہستہ چل صبا یاں کیا تجھ کو ہو گیا ہے

اے آبِ رودِ گنگا! وہ دن ہیں یاد تجھکو — کیا کیا بتا رہا تھا اِک خوش نہاد تجھکو
فطرت کا وہ سندیسی دنیا سے جاچکا ہے

لاہور کی زمیں ہے اقبال مند کتنی — وابستگی سے تیری ہے سر بلند کتنی
اَب کعبۂ عقیدت یہ شہر بن گیا ہے

تاب و نظر کی دولت اِک آہِ صبح گاہی — فقرِ غیور سے ہے پیدا جلال شاہی
مرد فقیر "شاہی مسجد" جگا رہا ہے

ان کا کلام الموسوم بہ "آبگینۂ شعر" ۱۹۴۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ریڈیو سے

Marfat.com

بھی نشر ہوتا رہتا ہے۔

انھوں نے اپنے مرشد حضرت شاہ بالیمینؒ کا مرثیہ لکھا تھا جو سطور بالا میں درج ہو چکا ہے۔ بعض منتخب اشعار ہدیۂ ناظرین ہیں :-

انسان کی جامعیت : ؎

ملائک محوِ حیرت تھے کمالِ فکرِ انسانی پہ — تصوّر کی رسائی جب ہوئی اجلاسِ یزداں پہ

طرزِ اقبال : ؎

ندا آئی "عبث ہے بدگمانی میری قدرت سے — یہ انساں خود ہی برگشتہ ہوئے آئینِ فطرت سے

رہینِ گرمیِ خونِ جگر تدبیر ہے تیری — جو بھرے تیری کوشش سے وہی تقدیر ہے تیری

جہانِ رنگ و بو آئینہ ہے کردار و نیّت کا — بدل کر خود بدل سکتا ہے انساں رُخ مشیّت کا

ترے بس میں ہے قلبِ مطمئن بھی چشمِ پُرنم بھی — "عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی"

؎

تہذیبِ نَو کے کھیل عجب کھیل ہیں بشیرؔ — راہِ عمل سے دُور ہوئے جا رہے ہیں ہم

قالب میں سوز و ساز کے ڈھلتی ہے زندگی — بیم و رجا کے پاؤں میں پلتی ہے زندگی

(حیدرآباد کے شاعر۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۵۸ء)

دربارِ رسالتؐ میں

(۱۲ بیت) ؎

نگاہِ لطف ہم پر بادشاہِ بحر و بر فرما — کرم مائل بہ شر بندوں پہ اے خیر البشر فرما

ہماری فرقہ بندی دیکھ کر اغیار ہنستے ہیں — مسلمانوں کو یکدل صورتِ شیر و شکر فرما

نہیں خود دار ہم وہ جذبۂ ایماں پرستی دے — ہیں بیچارگی میں آپ اپنا چارہ گر فرما

بدل جائے ہوا اسلام کا پھر بول بالا ہو — کرم کی اک نظر پھر گلشنِ اسلام پر فرما

"آمین" (مطبوعہ سنہ ۱۳۵۳ھ)

Marfat.com

شجرات خلافت حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی :-

شجرہ چشتیہ نظامیہ بندہ نواز قدس اسرارہم

مصنفہ شاہ کمال الدین شمع خاندانِ چشت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمۃ من عند رب العالمین	انزلت فی عین ذکر الصالحین	سنین وفات و مدفن
یا رب از بہر رسول محترم	باعثِ ایجادِ عالم از عدم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ منورہ
یا رب از بہر علیِ مرتضٰے	نائبِ صدر نبی مصطفٰے	۲۱ رمضان ۴۰ھ کوفہ نجف اشرف
یا رب از بہر حسن بصری ولی	کز وے اسرار خفی شد منجلی	۵ رجب ۱۱۰ھ بصرہ (بقول صاحب مرآۃ الاسرار غرہ رجب)
یا رب از بہر کہ در وحدت مقام	داشت عبد الواحد ابن زید نام	۲۷ صفر ۱۷۶ھ بصرہ۔
یا رب از بہر فضیل ابن عیاض	انت راض عنہ وھو عنک راض	۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ جنت البقیع مکہ مکرمہ
یا رب از بہر براہیم آنکہ تلخ	کرد بروے فقر عشقت ملک بلخ	۱۸ جمادی الاول ۱۶۱ھ (بقول بعض غرہ شوال ۲۶۲ھ ملک شام۔)
یا رب از بہر خذیفہ مرعشی	خدمتِ خود کارش چہ صبح و چہ عشی	۱۴ شوال ۲۷۶ھ مرعش (بقول صاحب شجرۃ الانوار ۲۵۰ھ)
یا رب از بہر کہ دیدش داد دست	نام او خواجہ ہبیرہ بصری است	۷ شوال ۲۸۷ھ بصرہ
یا رب از بہر کہ قطب دو بود	ہم علو دین و ہم دینور بود	۱۴ محرم ۲۹۸ھ (یا مہ شعبان ۲۹۰ھ شجرۃ الانوار)
یا رب از بہر کہ ہر چہ جز تو ہشت	شیخ دین خواجہ ابو اسحٰق چشت	۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ عکہ (شام)
یا رب از بہر کہ صاحب حال بود	نام پاکش احمد ابدال بود	یکم جمادی الثانی ۳۵۵ھ قصبہ چشت
یا رب از بہر کہ دین را پشتی است	خدمتِ خواجہ محمد چشتی است	یکم رجب ۴۱۱ھ قصبہ چشت (بقول نفحات بخارا)
یا رب از بہر کہ ملت را نظام	ناصر الدین آل ابو یوسف بنام	۳ رجب ۴۵۹ھ
یا رب از بہر کہ مقصودش توئی	کرد قطب الدین مودود ش توئی	یکم رجب ۵۲۷ھ

Marfat.com

یارب از بہر کہ بے تو زندہ نیست	قطب حق حاجی شریف زندنی ست	۱۰ رجب ۶۱۲ یا سنہ ۶۹۰ھ زندنہ (بخارا)
یارب از بہرِ کشش ازدُنی بود	نام او عثمانی ہارونی بود	۵ شوال سنہ ۶۱۷ھ - مکہ معظمہ بقول سنہ ۶۰۳ھ یا ہارون
یارب از بہرِ شہِ ہند و دکن	حضرت خواجہ معین الدین حسن (سنجری)	۶ رجب سنہ ۶۳۲ھ اجمیر شریف
یارب از بہر کہ کردش اختیار	خواجہ قطب الدین اوشی بختیار	۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ مہرولی شریف دہلی
یارب از بہرِ فرید الدین کہ در	گیتی از گنج شکر شد مشتہر	۵ محرم ۶۶۴ یا سنہ ۶۶۸ھ پاک پٹن شریف
یارب از بہرِ نظام الدین کہ جا	یافت در محبوبیت از اولیاء	۱۸ ربیع الثانی سنہ ۷۲۵ھ دہلی شریف
یارب از بہر کنہ وشد دیں قوی	آں نصیر الدین چراغِ دہلوی	۱۸ رمضان سنہ ۷۵۷ھ دہلی شریف
یارب از بہرِ شہِ بندہ نواز	صدرِ دیں بوالفتح آں گیسو دراز	۱۶ ذیقعدہ سنہ ۸۲۵ھ گلبرگہ شریف
یارب از بہر کہ پیرِ راہ بود	آں جمال الدین عبد اللہ بود	تقریباً سنہ ۸۳۰ھ "
یارب از بہرِ کمال الدین کہ تو	واحد الاسرار کردی عرف او	" سنہ ۹۰۰ھ "
یارب از بہرِ سزائے آفریں	خواجۂ میراں جی شمس العاشقین	۲۵ شوال سنہ ۹۶۶ھ بیجاپور
یارب از بہر کہ آیاتش دری است	قطبِ حق برہانِ دیں بیجاپوری ست	تقریباً سنہ ۹۹۰ھ "
یارب از بہر کہ مردِ طاق بود	حامیِ دیں حاجی اسحٰق بود	" سنہ ۱۰۱۸ھ بشیر آباد۔ گلبرگہ
یارب از بہر کہ باہر دو رجاست	گفتنش راجے محمد زاں بجاست	" سنہ ۱۰۲۵ھ ناگورا (گلبرگہ)
یارب از بہر کہ در تو فانی است	نام او خواجہ جنید ثانی است	" سنہ ۱۰۴۰ھ بیجاپور
یارب از بہر کہ ہادیِ راہ است	زاں مسمیٰ از ہدایت اللہ است	" سنہ ۱۰۵۰ھ
یارب از بہرِ کمال الدین ثقہ	گشتش سیر جمع شد با تفرقہ	" سنہ ۱۱۲۵ھ گرم کندہ (مدراس)
یارب از بہرِ جمال الدین حق	در سلوک و معرفت بردہ سبق	" سنہ ۱۱۶۲ھ رائے چوٹی (")
یارب از بہر ولی حق پذیر	حضرتِ سید محمد شاہ میر	" سنہ ۱۱۸۲ھ تلبول (کڑپہ)
عہ یارب از بہر کمال شمع چشت	آنکہ تخم معرفت در دل بکشت	" سنہ ۱۲۲۴ھ قلعہ گرم کنڈہ ظفر آباد
یارب از بہر علاؤالدین شاہ	کو نمودہ بہرِ تقویٰ شاہراہ	تقریباً سنہ ۱۲۵۰ھ کڑپہ

عہ یہاں پانچ اشعار بغرض تکملہ الحاقی ہیں۔ (مؤلف)

Marfat.com

یارب از فیضِ برہان الدین ولی	قائم کن با تمنائے دلی	تقریباً ۱۲۹۷ھ رائے چوٹی مدراس
یارب از مردِ خدا محمود نام	از پئے فیضش بفرما شاد کام	" ۱۳۱۱ھ افضل گنج حیدرآباد دکن
یارب از بہر کمال اللہ پیر	رمز او بہر سخا شد دستگیر	۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ سرائے آلی محلی جبل حیدرآباد دکن
یارب از بہر کسے کو بہر ماست	رہنمائے سوئے جاناں جانِ ماست	
در قضائے حاجتِ دنیا و دیں	جز تو ما را نیست کس یار و معیں	
قصہ کوتاہ حاصلِ ما ہر مراد	کن بحقِ مصطفےٰ خیر العباد	
بروئے برآل و براصحابِ کرام	رحمتِ رضوان و صلوٰۃ والسلام	

شجرۂ قادریہ کمالیہ

مصنفۂ شاہ کمال اول قدس سرہٗ مذکور

الٰہی بحقِ نبیِ کریم	شفاعت گر اہل امید و بیم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ منورہ
الٰہی بحقِ علیِ ولی	در شہرِ علم خفی و جلی	۲۱ رمضان ۴۰ھ نجف اشرف
الٰہی بحقِ سمی حسن	منہ تابعیں بود و بصری وطن	۵ رجب ۱۱۰ھ بصرہ
الٰہی بحقِ حبیبِ عجم	ز فیضش عجم گشتہ چوں جامِ جم	۱۷ رجب ۱۵۶ھ بغداد (یا بقول ۱۳۷ھ)
الٰہی بداؤد طائی کہ وے	ز طومار اغیار تو کردہ طے	۱۹ ذیقعدہ ۱۶۲ھ بغداد
الٰہی بمعروف کرخی کہ او	شدہ تا ابد محو در دید تو	۲ محرم ۲۰۰ھ بغداد قدیم
الٰہی بآں شیخ سقطی سری	کہ سرت دمید بسر انش سری	۳ رمضان ۲۵۰ھ بغداد
الٰہی بسالارِ قوم آں جنید	بہ بغداد در دام عشق تو صید	۷ رجب ۲۹۷ھ بغداد
الٰہی بشبلی وحدت آجم	کہ بو بکر بن دالف آتش علم	۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ سامرہ
الٰہی بعبد العزیز مفیض	ز فیضش سہیل یمن مستفیض	۱۱ صفر ۳۴۴ھ بغداد

Marfat.com

الٰہی بآں عبد واحد لقب	کہ عبد العزیزیش بود شیخ داب	جمادی الآخر سنہ ۴۲۵ھ بغداد
الٰہی بحق ابو الفرح را	کہ منسوب باشد بطرطوس جا	سنہ ۴۴۷ھ طرطوس
الٰہی بحق علی بو الحسن	قریشی ہنکاری آں شہ زمن	محرم سنہ ۴۸۶ھ ہنکار
الٰہی بحق شہ بو سعید	سلیل مبارک بعرفاں وحید	رمضان سنہ ۵۲۵ھ (بقول ۵۱۸ھ)
الٰہی بآں عبد قادر بنام	بمحبوب سبحاں سمر در انام	۱۱ ربیع الثانی سنہ ۵۶۲ھ بغداد
الٰہی بآں شیخ اہل عراق	دُرِ تاج دیں شیخ عبد الرزاق	۶ شوال سنہ ۶۰۳ھ
الٰہی بآں دستگیر انام	کہ بو صالح نصری داشت نام	سنہ ۶۳۳ھ مدینہ منورہ
الٰہی بسید ابی نصر پیر	کہ بودست با محی دیں شہبیر	۰
الٰہی بشیخ احمد قادری	کہ در علم و وجدش رسد نادری	۰
الٰہی بہ سید محمد کہ شد	بہ تہذیب اخلاق چوں جد خود	۰ بغداد
الٰہی بقطب زماں نصر دیں	کہ رفعت پذیرفت از و قصر دیں	۰
الٰہی بہ غوث جہاں نور دیں	کہ محکم بگشتہ از و سور (دیوار) دیں	سنہ ۹۱۷ھ بغداد
الٰہی بسید عنایت کہ او	عطا یافتہ بے نہایت ز تو	تقریباً سنہ ۹۵۰ھ
الٰہی بآں شیخ سید شجاع	ترا و جہاں را مطیع و مطاع	" سنہ ۹۷۰ھ
الٰہی بحاجی اسحٰق فرد	کہ عیناً نبی زو ملاقات کرد	" سنہ ۱۰۱۸ھ
الٰہی براجی محمد ولی	مکاشف بر از محمد علی	غالباً بیجاپور
الٰہی بحق جنید دوم	کہ از خود بوجدان تو گشتہ گم	"
الٰہی بہ شاہ ہدایت کہ آں	نہایت کند در ہدایت عیاں	" سنہ ۱۱۱۵ھ
الٰہی بسید کمال آنکہ داشت	شہود جمال تو ہر شام و چاشت	گرم کنڈہ
الٰہی بسید جمال اللہ	کزو گشت ظاہر کمال الٰہ	سنہ ۱۱۶۲ھ رائے چوٹی
الٰہی بارشاد شہ میر پیر	کہ در علم عرفاں بنودش نظیر	سنہ ۱۱۸۶ھ تلیول

Marfat.com

الٰہی بعجز و نیاز کمال عہ	کہ بد عبد خاص تو در حال و قال	۱۲۲۴ھ گرم کنڈہ (مدراس)
الٰہی بعرفان شاہ علا	کہ از وے فروغست دیں را بہا	”
الٰہی بہ برہان برہان دین	کہ بد تختش استوار و متین	۲۹ رمضان ۱۲۹۰ھ رائے چوٹی
الٰہی بہ سلطان محمود اللہ	کہ بکشود بر بندگان تو راہ	ذالحجہ ۱۳۱۷ھ حیدرآباد دکن
الٰہی بحضرت کمال اللہ شاہ	کہ تابندہ در معرفت بد چو ماہ	۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ”

عہ آخر کے چار اشعار الحاقی ہیں۔

شجرۂ طریقت طبقاتیہ کمالیہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافت حاصل تھی، اُن سے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت شیخ عبد اللہ علمدارؒ کو اُن سے حضرت عین الدین مقدویؒ کو اُن سے حضرت شائع الدینؒ کو اون سے شاہ معمور مکیؒ کو اُن سے حضرت شاہ طیفور مکیؒ کو اُن سے حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدارؒ کو اُن سے حضرت شاہ حسام الدین ملتانیؒ کو اُن سے حضرت شاہ ابو الفتح طبقاتیؒ کو اُن سے شاہ ہدایت اللہ سرمستؒ کو، اُن سے حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کو، اُن سے حضرت شاہ وجیہہ الدین گجراتیؒ کو، اُن سے حضرت شاہ نصیر علویؒ کو، اون سے حضرت شاہ کمال الدین بخاریؒ اعلٰی کو، اون سے سید شاہ جمال الدین بخاریؒ کو، اون سے حضرت سید محمد شاہ میر بخاریؒ کو، اون سے حضرت سید شاہ کمال الدین بخاریؒ شمع خاندان چشتؒ کو، اون سے سید شاہ علاء الدینؒ کو، اون سے حضرت سید شاہ برہان الدین حقانیؒ اون سے حضرت سید شاہ سلطان محمود اللہ حسینی کرنولیؒ کو اون سے حضرت شاہ کمال الدین کمال اللہ المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحب قدس اسرارہم کو پہونچتا ہے۔

طریقۂ سہروردیہ کمالیہ

حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ کا سلسلۂ سہروردیہ امامیہ پانچویں واسطہ سے حضرت سید محمد شاہ میر بخاریؒ کرٹپوی (مدراس) سے اور حضرت موصوف کا تین واسطہ سے حضرت شیخ جنید ثانیؒ عاشق ربانی بیجاپوری خلیفہ شیخ بہاؤالدین احمد آخرین ابن ثانیؒ سے، اور ان کا چھ واسطہ سے شیخ رکن الدین ابن صدرالدین ابوالفتح ذکریا ملتانیؒ اور حضرت ممدوح کا ایک واسطہ سے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی خلیفہ حضرت بلعوری محمد قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے۔

سلسلہ قادریہ امامیہ مجددیہ کمالیہ

حضرت شاہ کمال اللہ قدس سرہٗ کا سلسلۂ مجددیہ بتوسط پیر حضرت سلطان محمود اللہ حسینیؒ حضرت محمد حیدر، حسین آبادی، خلیفہ حضرت محمد اسمٰعیل ویلوری (مدراس) اور اُن کا ایک واسطہ سے سید محمد علی مصطفےٰ آبادی خلیفۂ سید احمد شہید، د شاہ عبدالعزیز محدث ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک جن کا سلسلہ تین واسطہ سے حضرت سید آدم بنوریؒ خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ خلیفہ شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔ جو مشہور و معروف ہے۔

(نوٹ:- تفصیل کے لئے شجرات سلسلہ کمال اللہیہ مرتبۂ شاہ علی رعناؒ مطبوعۂ حیدرآباد دکن ملاحظہ ہوں۔)

Marfat.com

بعض مآخذ

۱۔ اردو کی نشوو نما میں صوفیائے کرام کا کام۔ مولوی عبدالحق۔ طبع انجمن ترقی اردو کراچی

۲۔ اسماء الاسرار۔ حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہٗ متوفی ۸۲۵ھ مطبوعہ حیدر آباد دکن

۳۔ التسبیح المحمود فی وحدۃ الوجود و سبیل الرشاد۔ حکیم عنایت اللہ اسلام نگری مطبوعہ ۱۳۴۴ھ حیدرآباد دکن

۴۔ اسرار ابوالعلاء قدس سرہٗ مؤلفہ سید احید الدین سجادہ۔ مطبوعہ شمسی پریس آگرہ ۱۹۲۷ء

۵۔ اسرار التوحید۔ مصنفہ سید محمد شاہ نیر مرتبہ صحوی شاہ مطبوعہ حیدرآباد طبع ثانی ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء

۶۔ اخبار الاخیار۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ

۷۔ برنی نامہ۔ پروفیسر محمد الیاس برنی مطبوعہ ۱۹۵۷ء۔ حیدرآباد

۸۔ پنج رقعہ۔ مولانا غلام امام شہید۔ قلمی کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد

۹۔ تذکرہ اولیاء شاہ میری۔ سید محمود بخاری کڑپوی۔ مطبوعہ بنگلور ۱۹۵۸ء

۱۰۔ تاریخ حبیبی۔ عبدالعزیز بن شیر ملک (بندہ نوازی) فارسی مطبوعہ گلبرگہ شریف

۱۱۔ تجدید تصوف۔ مولوی عبدالباری ندوی مطبوعہ کراچی

۱۲۔ تجلیات نورانی۔ سید شاہ نور اللہ قدس سرہٗ کڑپوی (فارسی)۔ قلمی مملوکہ راقم

۱۳۔ تحقیقات علمیہ (مجموعہ)۔ مضمون ڈاکٹر میر ولی الدین جلد ثانیہ مطبوعہ جامعہ عثمانیہ ۴۶۔۱۹۴۰ء

۱۴۔ توحیدی اشارات۔ مصنفہ شاہ بالیمین قدس سرہٗ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۴۱ف فصلی

۱۵۔ خطوط و خیالات مؤلفہ الیاس برنی۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۶۰ء

۱۶۔ خصوص الحکم۔ مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی۔ مطبوعہ

۱۷۔ دیوان مخزن العرفان معہ کلیات۔ مصنفہ سید شاہ کمال الدین کڑپوی مطبوعہ بنگلور ۱۳۳۱ھ

۱۸۔ دقائق الحروف مصنفہ شیخ اکبرؓ مشرحہ عبدالرؤف سنگلی (جاوہ) (انگریزی) جنرل ایشیاٹک سوسائٹی۔ لندن۔ ۱۹۵۵ء

Marfat.com

۱۹۔ سلوک سلیمانی۔ مؤلفہ سید سلیمان ندوی۔ مطبوعہ

۲۰۔ صراط الحمید (سفرنامہ) پروفیسر الیاس برنی۔ مطبوعہ علیگڈھ ۱۳۴۶ھ

۲۱۔ فتاوئ سنیہ، مؤلفہ شاہ عبدالحق شاہ میرثالث حصہ ۲ مطبوعہ۔ کرنول ۱۳۴۵ھ

۲۲۔ تفال صحیح مصنفہ حکیم سید علی سشن جج۔ مطبوعہ انوارالاسلام۔ حیدرآباد۔

۲۳۔ قول طیب۔ ملفوظات الیاس برنی۔ مرتبہ عبدالحلیم الیاسی۔ طبع دوم ۱۹۶۴ء

۲۴۔ ملفوظات شیخ عبدالحق مخدوم ساوی مرتبہ مولانا ابوالحسن قربی۔ رسالہ العلم کراچی ۱۹۶۱ء ۱۹۵۹ء

۲۵۔ مجموعہ تحقیقات علمیہ۔ جامعہ عثمانیہ۔ مضمون ڈاکٹر میرولی الدین۔ مطبوعہ

۲۶۔ مقالات احسانی مؤلفہ مولانا مناظر احسن گیلانی۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۵۹ء

۲۷۔ نورالنور۔ مصنفہ حضرت غوثی شاہ طبع ۱۳۴۹ھ۔ حیدرآباد دکن

۲۸۔ نور ظہور (تاریخ شمستان نارائن پور) مؤلفہ عبدالجلیل نعمانی۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن

۲۹۔ یادرفتگاں۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ مطبوعہ

۳۰۔ مجلہ عثمانیہ جلد ۶ شمارہ ۱

۳۱۔ رسالہ معارف اعظم گڈھ جون ۱۹۲۹ء

۳۲۔ رسائل اردو۔ انجمن ترقی اردو دہلی ۱۹۳۹ء و ۱۹۴۲ء مضامین راقم

۳۳۔ رسالہ اردو انجمن ترقی اردو پاکستان ۱۹۵۴ء مضمون راقم

۳۴۔ رسالہ نوائے ادب۔ بمبئی ۱۹۵۳ء مضمون راقم

Marfat.com

ضمیمہ

شجرۂ اولاد و احفاد مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

الحاج مولانا محمد حسین المعروف بہ ناظم صاحب چشتی القادریؒ خلیفہ حضرت کمال اللہ شاہ قدس سرہٗ
(زوجہ مسماۃ صغرا بیگم)

اولاد :- تین لڑکے اور چار لڑکیاں : محمود الحسن، مسعود الحسن، احمد عبدالرحمٰن۔ محمود النساء، عزیز النساء
نور النساء، رئیس النساء۔

۱ محمود الحسن : لاولد

۲ مسعود الحسن : تین لڑکے : فاروق حسن۔ صدیق حسن۔ رفیق حسن مقیمان کینیڈا (امریکہ)

۳ احمد عبدالرحمٰن، اولاد : دو لڑکے محمد حسین، لیئق حسن (مقیمان بھارت)

۱ - مسماۃ محمود النساء بیگم منسوب بہ محمد شرف الدین احمد اڈوکیٹ مرحوم :- اولاد : دو لڑکے
:- معز الدین احمد (مقیم بھارت) عزیز الدین احمد (مقیم کراچی)

۲ - عزیز النساء بیگم منسوب بہ محمد یوسف الدین مقیم بھارت مقطعہ دار :- اولاد دو لڑکے :
محمد حسن الدین (مقیم مغربی جرمنی)۔ محمد رحیم الدین (مقیم بھارت)

۳ - نور النساء بیگم منسوب بہ عظیم الدین محبت، مقیم پاکستان : اولاد : دو لڑکے : (۱) سعید الدین حسن
ضیاء الدین حسن

۴ - رئیس النساء : منسوب بہ غلام علی دلیمکہ مقیم کراچی پاکستان : اولاد : تین لڑکے :
غلام محمد۔ غلام محمود۔ غلام مسعود۔

(نوٹ) الحاج میر چراغ علی کے خاندان میں خلافت باطنی کا سلسلہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی قطب المدینہ چشتی متوفی ۱۱۰۱ھ۔ مرشد حضرت شیخ حکیم اللہ جہان آبادی جن کے خلیفہ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی ان کے مولانا فخر الدین المعروف بہ مولانا فخر ابن شاہ نظام الدین، ان کے

Marfat.com

Marfat.com

میر چراغ علی ایڈوکیٹ

Marfat.com

شاہ نور محمد مہاروی متوفی ۱۲۰۵ھ۔ ان کے شاہ محمد سلیمان تونسوی۔ ان کے خلیفہ حافظ محرم علی شاہ المعروف بہ محمد علی خیرآبادی، اور ان کے حضرت مرزا سردار بیگ رح ان کے میر تراب علی نبیرہ مرزا سردار بیگ قدس سرہٗ۔ ان کے خلیفہ میر حسین علی جد امجد میر چراغ علی۔ صاحب برادر نسبتی مولوی محمد حسین ناظم و نیز تی علم باطنی میں ان کو ناظم صاحب سے خلافت بھی حاصل تھی۔

شجرہ نسب و اولاد و احفاد میر چراغ علی صاحب خلیفہ حضرت محمد حسین ناظم رحمۃ اللہ علیہ

جد امجد میر حسین علی خلیفہ میر تراب علی نبیرہ مرزا سردار بیگ رح ان کے ایک فرزند میر فرخندہ علی۔
میر فرخندہ علی (متوفی ۶ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ) زوجہ رفعت النساء بیگم وفات ۹ صفر ۱۳۵۰ھ) کراچی
اولاد:- دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی: میر حسین علی، و میر چراغ علی۔ ایک دختر رحمت النساء
اولاد میر حسین علی:- ایک صاحبزادے محمد عزیز الدین، ان کی زوجہ مسماۃ اشرف النساء بیگم۔
ان کے ایک صاحبزادے مسمی حامد محی الدین عرف نواب، اور تین لڑکیاں مسماۃ شاہجہاں۔ نور جہاں اور قیصر جہاں۔

رحمت النساء بیگم: منسوب بہ مرزا دلاور علی بیگ منصبدار: اولاد: ایک لڑکا دو لڑکیاں مسمیان شہزادی بیگم (فوت)، بیگم جانی زوجہ محمود علی۔ معین الدین عرف سردار میاں منصبدار۔ زوجہ نصرت بیگم۔

میر چراغ علی کی اولاد: (از بطن دولت بیگم بنت حاجی محمد فاضل عرف بخشی صاحب): پانچ فرزند اور تین لڑکیاں: ریاست علی، محبوب علی، محمود علی، احمد علی، جمیل احمد اور لڑکیوں میں مسماۃ اشرف النساء، عزیز النساء، اختر بیگم۔

(۱) میر ریاست علی: ان کی زوجہ زاہدہ بیگم: اولاد: تین لڑکے، چار لڑکیاں: مسمیان منصور علی، مسعود علی، مقصود علی۔ مسماۃ فریدہ بیگم زوجہ بشیر احمد، فہمیدہ بیگم طاہرہ بیگم۔ صدیقہ بیگم۔

Marfat.com

(۲) میر محبوب علی فرزند دوم :۔ زوجہ انوری بیگم۔ اولاد : پانچ لڑکے، دو لڑکیاں :۔
میر فرخندہ علی۔ میر شجاعت علی۔ میر محسن علی۔ میر طاہر علی۔ میر طیب علی۔ دو لڑکیاں :۔
مسماۃ عزیزہ فاطمہ۔ افضل فاطمہ

(۳) فرزند سیوم : میر محمود علی : (زوجہ زیب النساء) اولاد : دو لڑکے :۔
میر عابد علی۔ میر راشد علی۔

(۴) فرزند چہارم :۔ میر احمد علی : (زوجہ منیر بیگم)۔ اولاد :۔ تین لڑکے، ایک لڑکی :۔
میر عظمت علی۔ میر شوکت علی۔ میر سعادت علی۔ لبنیٰ بیگم۔

(۵) فرزند پنجم :۔ میر جمیل علی (زوجہ شاہدہ بیگم رعنا) اولاد : دو لڑکیاں : نکہت افروز۔ ناہید افروز

دختران : ۱۔ عزیز النساء بیگم منسوب بہ شیخ محبوب علی۔ اولاد : پانچ لڑکیاں :۔
مسماۃ شہناز بیگم۔ ثریا بیگم۔ جبینہ بیگم فوت۔ پروین بیگم۔ زیب النساء بیگم۔
۲۔ اختر بیگم منسوب بہ محمد رونق علی : اولاد : دو لڑکے : محمد فرحت علی۔ محمد نصرت علی

Marfat.com

Marfat.com

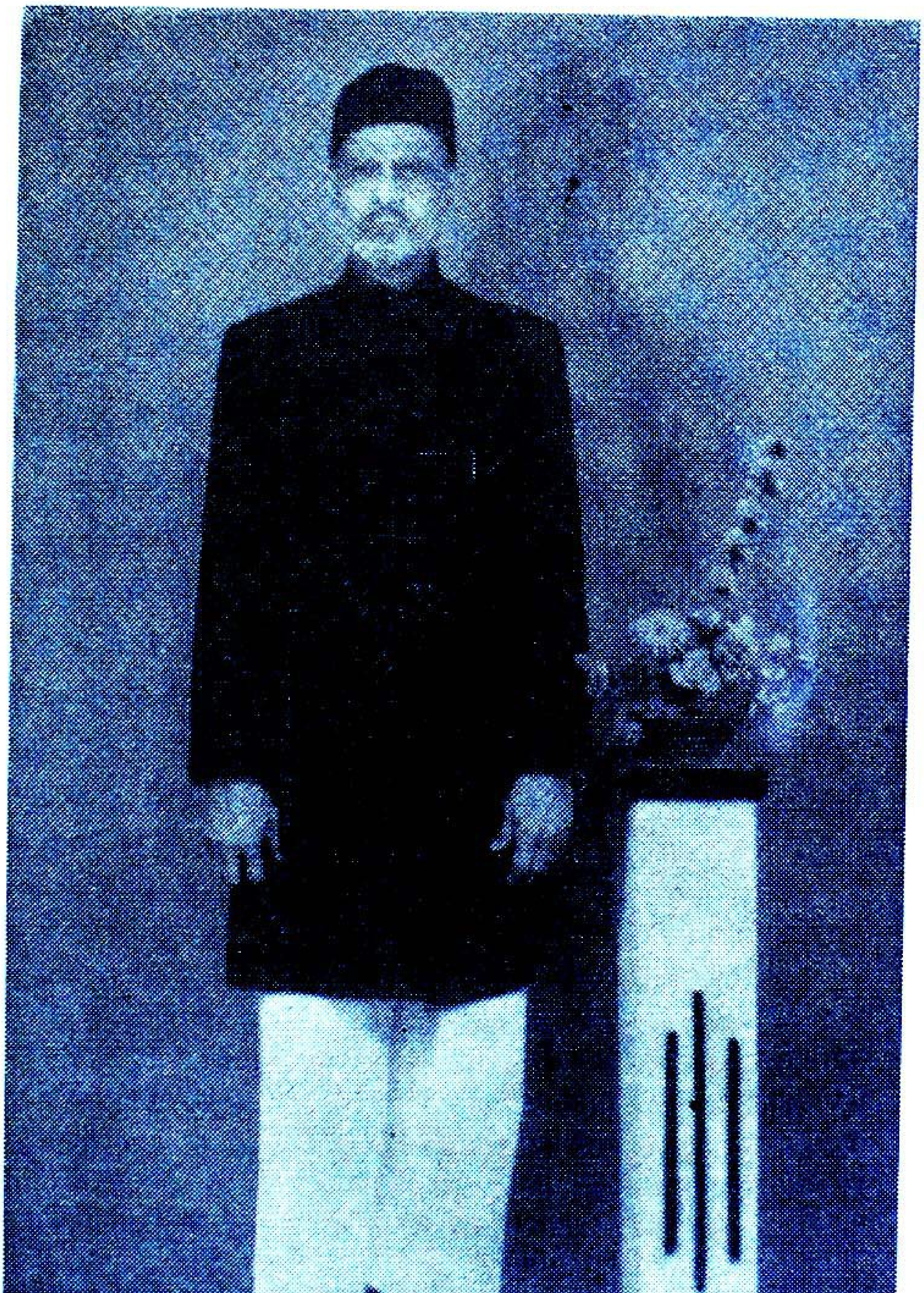

محمد سخاوت مرزا قادری

Marfat.com

شجرۂ نسب خاندان محمد سخاوت مرزا

ولادت: رمضان ۱۳۱۵ھ حیدرآباد دکن۔ تعلیم: بی۔اے۔ ال ال۔ بی (عثمانیہ) ۲۹-۱۹۲۷ء
ملازمت: محکمہ جیل و سررشتہ دار عدالت ضلع و سشن (۲۹ سال) وظیفہ حسن خدمت ۱۹۵۱ء
علمی مشاغل: ۱۹۳۹ء تا ایندم = ۳۰ سال۔ اساتذہ: مولوی سلطان نواز خاں (خانگی)۔ ڈاکٹر عبداللطیف (انگریزی)۔ علامہ سید اشرف شمسی (فارسی) مولانا مناظر احسن، مولانا سلیم پانی پتی (اردو)
سلسلۂ بیعت: قادریہ حضرت شاہ کمال اللہ حیدرآبادی قدس سرہٗ، پیر تربیت شاہ یاسین رح۔
خاص احباب عنایت فرما:۔ ابو محمد عمر الیافعی مرحوم۔ شیخ احمد شربانی انجمن تنظیم المسلمین۔ مولانا شاہ صبغۃ اللہ چشتی۔ حکیم شمس اللہ قادری۔ سید قادر علی بادشاہ شاہ میری۔ سید مطیع الرسول۔ مرزا نظام شاہ لبیب۔ مولوی عبدالحق بابائے اردو۔ مرحومین۔ تصنیفات و تالیفات: مثنوی من لگن بحری مطبوعہ انجمن۔ تذکرہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت مطبوعہ حیدرآباد۔ تاریخ ادب اردو علیگڈھ، ڈسٹاریکل سوسائٹی کراچی۔ اوراد دکنی اردو سوانح حضرت خواجہ گیسو دراز دو ابواب احفاد و سلاسل، و دیوان شاہ قاسم ادھم آبادی، حالات شاہ کمال اللہ حیدرآبادی، و حالات شاہ حسین حموی۔ نیز پانچ مقالات حضرت عین الدین گنج العلوم۔ آزاد بلگرامی، ظفری ملک الشعراء غواصی، محمود گاواں، محمود بحری متعلق ادارہ معارف اسلامیہ لاہور۔ زیر طبع۔ جملہ ۳۵ کتب کے مصنف۔
محمد سخاوت مرزا ولد آغا مرزا ولد مرزا امیر بیگ ولد مرزا رضا بیگ ولد مرزا خرم بیگ ولد مرزا خنجر بیگ قوم مغل ترکمان۔ اجداد سپاہی پیشہ۔ اعلیٰ فوجی خدمت پر فائز تھے متوطن اکبرآباد۔ معاصر: نصراللہ بیگ خاں صوبیدار آگرہ۔ عم بزرگوار مرزا غالب۔ مرزا رضا بیگ کے دو فرزند: منشی امیر بیگ و منشی وزیر بیگ۔ مرزا امیر بیگ: فارسی کے فاضل۔ ماہر خط شکستہ، و فنون سپہگری۔ خانگی ملازم۔ خوش خلق، ملنسار۔ ہمدرد قوم۔ مرید مہر علی شاہ۔ حلیہ: رنگ سرخ و سپید۔ میانہ قد۔ اونچی ناک۔ کشادہ پیشانی۔ فراخ سینہ۔ لانبی داڑھی، پٹہ دار زلفیں مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ وفات تقریباً ۱۹۱۰ء بعمر ۸۵ سال۔ مدفن آگرہ متصل نائی منڈی۔ اہلیہ محترمہ مسماۃ اللہ جلائی خواہرزادی مولوی احمد خاں شیفتہ ابن سلطان خاں تلمیذ نظیر و اسیر اکبرآبادی۔ شیفتہ مرحوم وارد حیدرآباد دکن (ہمراہ مولانا غلام امام شہید الہ آبادی)۔ میر منشی دارالانشاء مصاحب سر سالار جنگ اول و اتالیق سالار جنگ ثانی۔ ۱۲۹۳ھ میں نواب صدیق یار جنگ کے ہمراہ شمالی ہند گئے تھے آگرہ میں حاتم علی مہر، عنایت علی ماہ، ادریس بخش حقیر سے ملے۔ مقدس مقامات کی زیارت کی۔ وفات ۱۳۱۰ھ حیدرآباد دکن (سفرنامہ صدیق یار جنگ، نغمۂ عندلیب باطن، وعروس الاذکار نقش حیدرآبادی: مضمون راقم۔ ہندوستانی ادب) اولاد شیفتہ مرحوم عبدالحامد خاں، منتظم دفتر ملکی (سیاسیات) حیدرآباد۔ دو صاحبزادیاں: خالہ بیگم و مشرف بیگم عرف مشولی بی۔ عبدالحامد خاں کی ایک لڑکی قادری بیگم (منسوب بہ سید ثروت علی ابن سید رستم علی از بطن مشرف بیگم) معلمہ مدرسۃ النسواں۔ فوت۔ سید رستم علی کے نبیسہ عبدالرشید خاں سیولین سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ شہید۔ و ممتاز احمد خاں مقیم کراچی۔
اولاد مرزا امیر بیگ: ساکن محلہ منٹولہ آگرہ۔ زوجہ اول مسماۃ اللہ جلائی خواہرزادی شیفتہ اکبرآبادی ان کے دو صاحبزادے آغا مرزا، علی مرزا فوت بعالم جوانی۔ ایک دختر اصغری بیگم منسوب بہ مولوی مظہر علی فاروقی برادر ڈاکٹر مہر علی (غالباً خیرآبادی ثم اکبرآبادی)۔ اولاد: اختر زماں سرکل انسپکٹر پولیس، چراغ علی، لائق علی

Marfat.com

فاروق علی۔ دختران: صغرا بیگم، حمیدہ بیگم، وسارا بیگم۔ منسوب علی الترتیب بہ اصغر حسین، منظور الحق ابن ڈاکٹر مہر علی و محمد اسلم لکھنوی۔ **اختر زمان**: اولاد: از بطن وحیدہ بیگم بنت آغا مرزا مرحوم: انور علی فوت بعالم جوانی۔ مظفر علی سیکورٹی افسر پی۔ آئی۔ اے۔ ان کی اہلیہ عقیلہ بیگم بنت مولوی عزیز اللہ شہید۔ التفات علی پریونیٹو افسر بندرگاہ کراچی۔ طاہرہ بیگم معلمہ مدرسہ نسواں۔ **آغا مرزا** معروف بہ آغا صاحب مرحوم ابن مرزا امیر بیگ۔ ان کی اہلیہ نظیر بیگم بنت رحیم خاں اکبرآبادی ہمشیرہ علیم اللہ خاں شہید اسٹیشن ماسٹر و حافظ شمس الدین خاں مرحوم۔ حلیہ: رنگ سرخ و سپید، دراز قامت، چیچک رو، کتابی چہرہ، اکونٹنٹ بلدیہ حیدرآباد۔ معاصر مرزا رحمت اللہ بیگ، ساجد بیگ، ڈاکٹر حامد علی، مرید مولانا عبد الباری فرنگی محلی۔

اولاد: سخاوت مرزا (بی۔ اے۔ ال ال بی) افضل مرزا سابق اکونٹنٹ تعمیرات حیدرآباد خورشید مرزا۔ لطیف مرزا۔ مقیم کراچی۔ تین لڑکیاں: وحیدہ بیگم منسوب بہ اختر زماں (فوت) رشیدہ بیگم منسوب بہ عزیز اللہ شہید مہتمم خفیہ پولیس۔ صغیرہ بیگم زوجہ حامد خاں مرحوم۔

سخاوت مرزا: اولاد: مرزا رضا بیگ، رابعہ سلطانہ منسوب بہ عشرت اللہ ابن محمد عزیز اللہ شہید (از زوجہ اول خیر النساء) واز زوجہ ثانی جمیل النساء بنت محمد علی خاں سرکل انسپکٹر پولیس (فوت)

تین فرزند: ہمایوں مرزا آرکیٹکٹ۔ اقبال مرزا میکانک۔ شجاعت مرزا ٹائپسٹ (انٹرمیڈیٹ)

دو لڑکیاں: اختر سلطانہ زوجہ عبد الرحمن خاں کنٹراکٹر تعمیرات جامعہ کراچی ابن فضل الرحمن خاں مرحوم ابن محمد اسمٰعیل خاں مرحوم مددگار مہتمم پولیس حیدرآباد دکن۔ ۲ نور سلطانہ، زیر تعلیم (انٹر آرٹس)

افضل مرزا: اولاد (از زوجہ اول) ۱ اکبر سکندر سلطانہ۔ منسوب بہ وسیع اللہ آرکیٹکٹ کراچی۔ (از زوجہ ثانی) ۱ ریاض مرزا، بی۔ ای۔ مقیم بھارت۔ ۲ سعید مرزا۔ ۳ اطہر مرزا طالبعلم ۴ افسر سلطانہ۔ بی۔ اے۔ منسوب بہ عبد الرحیم خاں عرف شہنشاہ۔ ۵ سرور سلطانہ بی۔ اے زوجہ عبد المنان انجنیئر۔ ۶ تنویر سلطانہ۔ بی۔ اے۔ ۷ تحسین سلطانہ ۸ کشور سلطانہ زیر تعلیم

خورشید مرزا: اولاد: ۱ سلطان مرزا۔ ۲ سلیمان مرزا۔ ۳ وقار النساء

لطیف مرزا: اولاد: (از بطن رضیہ سلطانہ بنت حمید اللہ سرکل انسپکٹر مرحوم برادر عزیز اللہ شہید): چار لڑکے چار لڑکیاں۔ ۱ مرزا اشرف سعید عرف امجد۔ ۲ مرزا اکبر سعید عرف انجیل۔ ۳ مرزا شکیل انور۔ ۴ مرزا جمیل عالم۔ ۵ کوثر لطیف بیگم (میٹرک) ۶ سلمیٰ لطیف (انٹر سائینس) ۷ شمع طلعت (زیر تعلیم) ۸ شائستہ تمکین (زیر تعلیم)

اولاد رضا بیگ ابن سخاوت مرزا: تین لڑکے چار لڑکیاں: طارق رضا، حیدر رضا۔ خالد رضا۔ نکہت یاسمین نصرت پروین، فرحت اور غزالہ۔

اولاد ہمایوں مرزا: (ایک لڑکی) کہکشاں مہوین عرف منی

اولاد رابعہ سلطانہ (بنت سخاوت مرزا) زوجہ عشرت اللہ ابن عزیز اللہ شہید، ٹکٹ انسپکٹر ریلوے:- نعمت اللہ، ظفر اللہ، وہیب اللہ، فرید اللہ۔ رانی۔ قیصر سلطانہ

اولاد اختر سلطانہ: (زوجہ عبد الرحمن خاں) تین لڑکے: حبیب الرحمن خاں، شفیع الرحمن خاں، عتیق الرحمن خاں

Marfat.com

Marfat.com

154

Marfat.com